NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

Wednesday, the 11th June, 2014

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House), Islamabad, at 10:28 of the clock in the morning. Mr. Speaker (Sardar Ayaz Sadiq) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

[ترجمہ: اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو اس پر خوش ہوجاتے ہیں اگر انہیں ان کے گذشتہ اعمال کے سبب سے دکھ پہنچتا ہے تو فوراً ناامید ہوجاتے ہیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے۔ یہ بہتر ہے ان کےلئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں۔]

وما علینا الا البلاغ۔

جناب سپیکر : اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ Leave Applications.

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Speaker: Mr. Sanjay Perwani, MNA, has requested for the grant of leave for 3rd, 6th and 9th June, 2014 due to personal reasons. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Dr. Asma Mamdot, MNA, has requested for the grant of leave for 12th and 13th June, 2014 due to personal reasons. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Dewan Ashiq Hussain Bokhari, MNA, has requested for the grant of leave for 12th and 13th June, 2014 due to personal reasons. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Salman Khan Baloch, MNA, has requested for the grant of leave for 3rd, 6th and 9th June, 2014 due to personal reasons. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Syed Ali Raza Abidi, MNA, has requested for the grant of leave for 3rd, 6th and 9th June, 2014 due to personal reasons. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Ms. Asiya Naz Tanoli, MNA, has requested for the grant of leave for 10th June, 2014 due to illness. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: S. A. Iqbal Qadri, MNA, has requested for the grant of leave for 3rd, 6th and 9th June, 2014 due to personal reasons. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Mr. Mehboob Alam, MNA, has requested for the grant of leave for 3rd, 6th and 9th June, 2014 due to personal reasons. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Khawaja Ghulam Rasool Koreja, MNA, has requested for the grant of leave for 3rd and from 9th to 13th June, 2014 due to personal reasons. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Further General Discussion on the Budget for the year 2014−15. Mehmood Khan Achakzai Sahib. جی محمود خان اچکزئی صاحب

FATEHA PRAYER

جناب محمود خان اچکزئی: جناب سپیکر آپ نے نہیں پڑھا ہوگا کہ بلوچستان کے بزرگ رہنما نواب خیر بخش خان مری صاحب جو اس اسمبلی کے ممبر رہ چکے ہیں وہ وفات پاگئے ہیں تو اسمبلی میں ان کے لئے دعا کرائیں۔ وہ مولانا صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر : جی مولانا صاحب دعا کرائیے نواب خیر بخش مری صاحب کے لئے۔ جی مایئک کھولیں مولانا صاحب۔ مولانا صاحب بٹن دبائیے۔ جی

(اس موقع پر دعا کی گئی)

جناب سپیکر : جی شکریہ محمود خان صاحب میں صبح پڑھ رہا تھا مگر بالکل ذہن سے نکل گیا۔ جی نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک صاحبہ۔

محترمہ نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک :بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اسلام علیکم۔

جناب سپیکر : وعلیکم السلام۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR, 2014-15

محترمہ نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک : محترم سپیکر صاحب! آج میں بجٹ کے حوالے سے ایک ایسے موضوع پہ بات کروں گی جو ہمارے ملک وقوم کے لئے قوم کے تمام مسائل کا حقیقی حل ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری قوم کے روشن مستقبل سے جڑا ہوا ہے یہاں تک کہ ملک و قوم اور معیشت کی سلامتی اور مستقبل کا در ومدار بھی اس پر ہے حقیقت تو یہ ہے کہ تعلیم کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا بلکہ اس کے بغیر تو ترقی کا خواب بھی ا دھو را ہے Mousey Tang نے کہا تھا کہ میں نے سب سے پہلے اپنی قوم کو تعلیم کا

حق دیا جب وہ تعلیم حاصل کرچکے تو انہیں جمہوری حق عطا کیا۔ ہمارے ہمسایہ ملک بھارت کی مثال آپ کے سامنے ہے جہاں تک پرائمر تعلیم کا بلخصوص اہمیت دی جاتی ہے بدقسمتی سےہماری حکومتوں سے شروع سے ہی تعلیم کو نظر انداز کر رکھا ہے بلکہ گاہے بگاہے ایسے اقدامات کیے جاتے ہیں جن سے تعلیم کا گلا گھونٹا جا رہا ہے یوں لگتا ہے پاکستان کا مستقبل ایسی قوم کے ہاتھ میں ہوگا جو بہت حد تک۔۔

جناب سپیکر : آپ یہ پڑھ رہی ہیں

محترمہ نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک : جی۔

Mr. Speaker: I am allowing you to read.

محترمہ نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک : Thank you جی میں نے permission لے لی تھی کیونکہ میں ابھی prepared نہیں تھی

جناب سپیکر : وہی میں کہہ رہا ہوں before somebody point out, I am allowing you to ready it.

محترمہ نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک : Thank you جی۔ ایسا لگتا ہے کہ پاکستان کا مستقبل ایسی قوم کے ہاتھ میں ہوگا جو بہت حد تک تعلیم سے محروم ہوگی اور ایسی محروم قوم سلامتی کو درپیش قومی سلامتی کو درپیش کسی بڑے خطر

ے سے کم نہیں ہے حالیہ بجٹ میں حکومت نے تعلیم خاص کر پرائمری تعلیم کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ کافی حد تک تعلیم کو نظرانداز کر نے کے مترادف ہے۔ حالانکہ 2009 کی education policy کے مطابق حکومت پاکستان کو 2015ء کے آخر تک شرح خواندگی کو 67 سے 87 کرنا ہوگا یہ شرط تھی اور 2015ء کے لئے MDG نے پرائمری اور technical education بلخصوص خواتین کے لئے poly technical education کو بھی جز اور لازم قرار دیا گیا ہے۔ Universal primary education, UPE کے حصول کے لئے عمر سال 5 سے لے کے 16 کے عمر کے تمام بچوں کی free اور لازمی تعلیم بلکہ quality education کو 100 فیصد یقینی بنانے کے لئے ADP 2013–14 میں اس سے لازمی طور پر شامل کیا گیا۔ حکومت پر یہ بھی لازم قرار دیا گیا کہ 2015ء کے آخر تک اسکول نہ جانے والے بچوں کو بھی تعلیم یافتہ بنانے کے لئے non formal education کے وہ طریقے استعمال میں لائے۔ Article 25 A یہاں کیا کہتا ہے اس پر ہم سارا سال خوب اچھی طرح بات کرچکے ہیں بلکہ بل بھی پاس کیے ہیں۔ اب بات عام آدمی کی سوچ سمجھ سے بالاتر ہے خود ہم جس سے اراکین اسمبلی کے لئے بھی باعث تشویش ہے کہ برسراقتدار حکومت پر تعلیم کے حوالے سے آئینی اور قانونی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ دوسری طرف قومی صورت حال بھی تعلیم یافتہ پاکستان کا تقاضا کر رہی ہے بین الاقوامی اداروں کے اعدادوشمار میں، کے مطابق پاکستان میں تعلیمی پسمندگی کے نشاندہی کر رہے ہیں MDP اور UPE جیسے عالمگیر goals میں بھی شامل ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہا کہ حکومت کو اچھی طرح پتہ ہے کہ بےروزگاری، غربت اور آباد ی میں اضافے جیسے بہت سے گھمبیر مسائل کا صرف اور صرف حل تعلیم یافتہ پاکستان کی

ہے۔ آخر وہ کونسی مجبور ی ہے کہ پاکستان اس اہم ترین مسئلے پر کام نہیں کرتی۔

میرے خیال میں حکومت پاکستان کو اس وقت جتنے بھی مسائل درپیش ہیں ان کے مستقل حل کی جڑیں تعلیم کے حصول میں چھپی ہوئی ہیں۔ مگر حکومت نے یہ حالیہ بجٹ کی تعلیم کی اہم ترین جزوں یعنی پرائمری تعلیم کو بھی کنویں میں ڈال دیا ہے۔ اس بات کا عملی ثبوت بجٹ 15−2014 کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ مالی سال 14−2013 کے بجٹ میں تعلیم کے لئے 80 بلین روپے مختص کیے، کرنے کاتخمینہ لگا یا گیا جبکہ 87.8 billion مختص ہوئے حالیہ بجٹ میں 86.4 billion مختص کیے گئے ہیں جو کہ گزشتہ سال revised estimate سے 1.6 فیصد کم ہے۔ اقتصادی سروے ۲۰۱۳-۱۴ کے مطابق inflation 8.7 percent تھی لہذا اب اگر ایسی inflation rate کو deduct کیا جائے اور مجموعی طور پر تعلیم کے حالیہ بجٹ میں ۱۱ فیصد کمی آئی ہے جو78.9 billion کے متعارف ہے اس کے ساتھ ہیprimary education کے ساتھ تو اور بھی زیادتی ہوئی ہے تعلیم کے کل بجٹ کا 73 percent HEC کے لئے 5.1 percent وزارت تعلیم و تربیت کے لئے 4.62 % percent Cantonment Areas کے تعلیمی اداروں کے لئے اور صرف 9.38% ایجوکیشن بجٹ CADDکو دیا گیا۔ جس میں زیادہ تر اخراجات پر پرائمری ایجوکیشن کی بجائے non−development پر خرچ کرنا مقصود ہے good governance کے لئے اہم ترین شرط یہ ہے کہ تعلیم کے بجٹ کو GDP کے 2.5% سے 8% تک لایا جائے۔ لیکن اس بجٹ میں ایسے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ اگر حالیہ اعدادوشمار کا مطالعہ کیا جائے تو مختلف اکنامک سروے

net primary rate سے پتہ چلتا ہے کہ پانچ سے نو سال کے بچوں کا 2001 سے لے کر 2014 تک 59 سے لے 42 کے لگ بھگ ہی رہا۔یعنی بچوں کی آدھی تعداد سکول نہیں جاتی Integral Monitoring Report کے مطابق پاکستان دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے جہاں پرائمری 5.1 million بچے سکول نہیں جاتے۔جن میں two-third تعداد بچیوں کی ہے۔ میں نے Article 37 اور آرٹیکل 38 کے تحت ٹیکنیکل ایجوکیشن کے حوالے سے حکومت کی ذمہ داری پر بات نہیں کی۔ چونکہ بات بہت آگے نکل جائے گی۔ اسی مختصر تصویر کشی سے تعلیم اور خاص کر پرائمری سکول میں پڑھنے والے بچوں کے مستقبل اور حال کی واضح مشکلیں ہمیں نظر آ رہی ہیں۔ ایسی تصویر میں ہمیں یوں لگتا ہے کہ حکومت کے لئے کچھ باتیں بہت ہی حوصلہ افزا ہوں گی۔جن کو میں مختصراً پیش کر رہی ہوں۔ اس میں I don’t think, کہ میں اپنا باقی پڑھوں گی کیونکہ بہت دکھ ہے کہ ہمارے بچے، آپ کو پتہ ہے کہ basic education نہ ہو تو HEC میں کوئی نہیں پہنچے گا۔ لیکن اگر بچوں کو آپ basic education دیں گے تو وہ اوپر تک HEC کو چھوڑ کے وہ بچے کہاں سے کہاں اپنا نام اور ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔تو میری درخواست حکومت سے ہو گی کہ اس کے اوپر look in کرے اور دوبارہ اس پر نظرثانی کر کے تو primary education کو please importance دیں۔ کیونک اگر ایک بچہ پڑھ نہیں سکتا تو وہ HEC بھی نہیں جا سکتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ شیخ رشید احمد صاحب۔

شیخ رشید احمد: جناب سپیکر! تقریر کرنے سے پہلے میں استدعا کرنا چاہوں گا کہ آپ اگر۔

جناب سپیکر: جی عاشق صاحب kindly یہ پلیز جی first row میں ذرا مہربانی کریں۔وہ disturb ہو رہے ہیں۔

شیخ رشید احمد: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ یہ پہلی دفعہ ہے زندگی میں، میں نے جس میں بجٹ پر سٹڈی نہیں کی۔کیونکہ مسائل اتنے گھمبیر ہیں اور یہ ایک ایسا دن ہوتا کہ جس میں ممبر کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ ہلکا پھلکا جتنا ٹچ دے سکے جب تک سپیکر کی اس کو معنی خیر مسکراہٹ نہ ملے اور وہ تقریر ختم کرنے کے لئے مجبور ہو۔ جناب سپیکر! یہ اعدادوشمار ہر دور میں، ہر حالات میں، پچھلے پینسٹھ سال میں، پہلے دنوں کا تو نہیں مجھے پتہ جب ریلوے کا اور دوسرا بجٹ علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس بجٹ میں اعدادوشمار کو، میں نہیں کہہ رہا سارا اس ملک کا انگلش میڈیا کہہ رہا ہے کہ forge، اسے میں جمہوریت میں، پارلیمانی زبان میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ کہا گیا ہے کہ eight point کچھ ہے اور پچھلا دور جو پیپلز پارٹی کا ہے جس میں ہم نے بڑے جوڈو کیئے، جس حال میں بھی کر سکتے تھے یہاں موجود نہیں تھے۔وہ پانچ پرسنٹ تھا اور شکر ہے کہ ڈار صاحب آ گئے ہیں۔ وہ پانچ پرسنٹ اور کچھ تھا اور ڈار صاحب نے کہا ہے کہ یہ eight point five ہے۔ اور مجبور اخبار اس کو nine point کچھ کہہ رہے،ہیں اور جہاں تک یہ مہنگائی کا مسئلہ سے اس لئے میں اس سے وابستہ ہو ل۔باقی اس ملک میں ایسا وقت اور حالات آ گئے ہیں کہ جناب سپیکر! اب دیکھیں کہ بجٹ

میں تقریروں سے اور سارے مسئلوں سے آدمی جذبات کا اظہار تو کر سکتا ہے۔ لیکن جو میں سوال کرنا چاہتا ہوں ڈار صاحب کی موجودگی میں کہ چار سو اسی بلین کا انہوں نے ایک گردشی قرضہ پہلے remove کیا جس پر میرا اعتراض تھا کہ اس کی auditing نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ اکثر فرماتے ہیں کہ میں فنانس کو نہیں سمجھتا۔ بالکل ٹھیک ہے میں نہیں سمجھتا۔ لیکن جو لوگوں کی باتیں جو مجھ تک آتی ہیں ان کو میں اس لئے دہرانا چاہتا ہوں کہ جتنا منڈی میں تیل بکتا تھا، جتنے ٹریلر آتے ہیں، جتنے کنٹینر بکتے ہیں وہ انہیں لوگوں کے تھے جو کہ سرکار ی کمپنی سے نہیں لیتے۔ PSO; یا دوسروں سے نہیں لیتے بلکہ پرائیویٹ انہوں نے organizations بنائی ہوئی ہیں اور ان کا کچھ percentage ہوتا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ براہ راست گورنمنٹ سے لیا جائے۔ اب جو خورشید شاہ صاحب نے فرمایا کہ تین سو اور بعض اخبارات نے اس کو چار سو بلین کہا ہے، میں اسحاق ڈار صاحب سے توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ تقریر مکمل کریں گے تو یہ بتائیں کہ اس کو چار سو بلین، three to four hundred billion اس کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا ہے۔ اس تین سے چار سو بلین، بعض اخباروں نے جو چار سو بلین کہا ہے کہ گردشی قرضہ دوبارہ سر پہ آ گیا ہے اور اخباروں میں یہ بھی آیا ہے کہ PSO کی بعض جو LCs ہیں وہ کینسل ہو گئی ہیں IPPs نے آج کہا ہے کہ ہمارے پاس production کی بڑی سہولت ہے۔ لیکن ہمیں چونکہ پیسے نہیں مل رہے اس لئے ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ اس کو بہتر بنا سکیں۔

ایک نندی پور میں بڑا زور شور سے افتتاح ہوا ہے جناب سپیکر! اور یہ میں سوال کرتا ہوں اسحاق ڈار صاحب سے کیونکہ میں ساری باتیں وہ کر رہا ہوں

جو اخباری اطلاعات ہیں اور اس کی تردید دینا، پرویز رشید صاحب بھی موجود ہیں، اگر غلط ہوں تو اس کی تردید دی جانی چاہیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ Dong-Fong کا ہے اور یہ Dong-Fong پاکستان میں ban ہے۔ ریلوے میں مجھ سے پہلے ایک وزیر نے انہتر انجن منگوائے اور ہم نے بڑی درخواست کی کہ اب یہ غلطی نہ دہرائی جائے کیونکہ کمپنیوں کا نام بدل جاتا اور کنسٹرکشن وہی ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ جو نکلا ہے اس پہ میں تبصرہ نہیں کرنا چاہوں گا۔ اس نندی پور میں کہا گیا ہے جناب سپیکر! کہ یہ فیول سے، آئل سے اس کو چلایا جائے گا۔ بدنصیبی سے ایک آدھے گھنٹے کے بعد اس کو گیس سے چلایا گیا۔ گوجرانوالہ کے یہاں ممبر بیٹھے ہیں، بڑے قابل احترام ہے اور نیک لوگ ہیں۔ میں ان کو appreciate کرتا ہوں۔ لیکن وہ سارے گوجرانوالہ میں میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ ان کے ووٹروں کی، شائد وہ سرکار میں وزیر ہوں اور بول نہ سکتے ہوں۔ لیکن ا ن کے ووٹروں کی بہت بڑی حق تلفی ہو رہی ہے کہ لوگوں کی ساری گیس suck کر لی گئی ہے۔ اور یہ ایسے suckings جو شہروں میں جناب سپیکر! آگ لگ رہی ہے اس بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب گرمیوں میں گیس low ہو رہی ہے تو لوگوں نے ایسے sucker لگائے ہیں کہ ان کو بند نہ کریں تو گھرمیں آگ لگ جاتی ہے۔ تو میں بجلی کے بارے میں عرض یہ کرنا چاہوں جناب سپیکر! کہ بجلی وہ چاہیئے جو عوام کی حصول کے لئے ان کی جیب اس کی اجازت دیتی ہو۔ورنہ چوری کے آلات دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں۔ برطانیہ میں موجود ہیں۔ فون کی چوری کے آلات موجود ہیں۔ تو سب سے بڑا جو ایشو بنایا گیا ہے اس ملک میں جناب سپیکر! یہ بنایا گیا ہے کہ ہم بجلی دیں گے۔ میرا نہیں خیال کہ موجودہ حکومت بالکل ناکام رہی اور بجلی کا یہ عالم ہے کہ یہ بارہ گھنٹے تک میرے شہر میں ہو چکی ہے اور لاہور میں بھی یقیناً یہی ہے کہ ہر ایک گھنٹہ آتی

ہے اور ایک گھنٹہ جاتی ہے۔ اس کے لئے میں در خواست کروں گا کہ کوئی اس کے لئے شام کا وقفہ ایسا کر دیا جائے کہ چار پانچ گھنٹے انسان آرام کر سکے۔اور خاص طور پر ورکر کلاس جو مزدور کلاس ہے، جو ڈرائیور ہے، جو ڈینٹر ہے، جو پینٹر ہے اس کو ذرا سا بھی آرام نہیں ملے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ physically اور health-wise اس کو نقصان پہنچے گا۔

دوسرا یہ کہ یہاں بڑا زور دیا گیا ہے کہ ہم نے سستے قرضے لے لئے ہیں، ہم نے آسان قرضے لے لئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کتنے فخر کی بات ہے کہ آپ نے دس بلین یو ایس ڈالر قرضہ لیا ہے۔جب کہ آپ کشکول توڑنے نکلے تھے۔ اور آپ نے یہ کہا ہے کہ ہم نے سستا قرضہ لے لیا ہے۔حفیظ پاشا کے بارے میں خورشید شاہ صاحب نے کہا، میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا، اس کے آرٹیکل، خود مضمون چھپے ہیں کہ کنٹریک ہم 50 کے 52یا 57 بلین کے مستقبل کے کر رہے ہیں۔ اب میں صرف پولیٹیکل صورتحال پہ آنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! معیشت میں جو ہو رہا ہے، پچھلے مہینے کی جو ایکسپورٹ ہے وہ 780 million Dollar کم ہے۔میں ابھی کچھ عرصہ پہلے تنزانیہ گیا تو وہاں ساڑھے تین سو انڈسٹری لگائی ہے پاکستانیوں نے اور جن میں زیادہ تر لاہور اور کراچی کے ہیں۔میں بنگلہ دیش گیا تو میں نے ایک کراچی والے سے پوچھا کہ آپ کی کتنی لیبر یہاں کام کرتی ہے۔ تو اس نے کہا کہ میری فیکٹری میں سات ہزار مزدور کام کرتے ہیں۔ میں آپ کو on oath کہہ سکتا ہوں جناب سپیکر! کہ پچھلے ایک سال سے میں کہیں peon بھی بھرتی نہیں کرا سکا۔سب سے بڑا مسئلہ unemployment کا ہے۔ آپ کے پاس بھی گیا اور ہر دروازے پر جاتا ہوں

employment لینا تو دور کی بات ہے، جتنا موجودہ حکومت نے لوگوں کو بیروزگار کیا ہے وہ بھی ایک ریکارڈ ہے۔ پیپلز پارٹی کے ساتھ برائیاں کریں ہم، ہماری ان سے نہیں بنتی اور نہ بنے گی، لیکن انہوں نے کم از کم لوگوں کو نوکریوں سے نکالا نہیں۔ آپ سات ہزار لے کے بارہ ہزار لے کے جا رہے ہیں۔ اس ملک میں ابھی بھی ریڈیو پاکستان میں بیالیس سو روپے تنخواہ ملتی ہے۔ بیالیس سو روپیہ، باوجود کہنے کے، باوجود میں نے فنانس کو لکھا کہ EOBI میں کوئی نہیں مل رہی پنشن، کوئی اس ریٹ پر نہیں مل رہی۔ جناب والا! اب اس کا حل کیا ہے۔ کوئی شک نہیں آپ حکمران ہیں۔ کسی سے کوئی consultation نہیں ہے۔ اس اسمبلی سے تو موجود ہ حکومت کو نہ ڈرنا چاہئے نہ ڈرنے کی بات ہے۔ کوئی ڈرنے کی بات نہیں ہے موجودہ اسمبلی سے اور کوئی ڈرنے کے بات اس لئے نہیں کہ پہلے ہی آپ بہت بڑی اکثریت میں ہیں اور باقی ہمارا مسئلہ اس قسم کا ہے کہ چاہتے ہیں کہ یہ process آگے چلے۔ جائے گا کیسے ’سب سے best time ملا ’جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجود حکومت کی decision powerیا تو لیٹ ہے یا کمزور ہے۔ یہ ہاتھ آسمان پہ بھی اور پاؤں زمین پہ بھی لگاتے ہیں۔ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ انہوں نے آج کے دن تک ’ کل پہلی خبر آئی ہے، کوئی آفیشیل نہیں ہے، ذرائع سے ہے ’ساری پارٹیاں ان کےساتھ مذاکرات کے ساتھ بھی تھیں،ساری پارٹیاں ان کے ساتھ ایکشن کےلئے بھی ساتھ ہیں۔ ابھی تک قوم کو officiallyیہ نہیں بتا یا گیا کہ آپ مذاکرات کےساتھ ہیں یا آفیشیل ہیں یا آپریشن کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر! کراچی کےواقعے پہ ’سارے ملک کے حالات یہ ہیں لیکن کوئی یہ پوچھے کہ آپ نے اے ایس ایف کو اور دوسری ایجنسیز کو اس شوکت، پتہ

نہیں کیا نام ہے ان کا ' ہاشمی یا کیا نام ہے،ان کو پی آئی اے کے انڈر کیا ہے۔ میں یہ اس ایوان میں کہنا چاہتاہوں۔ میں کسی کے روزگار کے مخالف نہیں ہوں۔ ایک آدمی بھی موجودہ دور میں میرٹ پہ نوکر نہیں کیا گیا۔ I can say it آپ نے پی آئی اے میں کیا، اس کا کورٹ مارشل ہے، وہ کہیں peon نہیں لگ سکتا۔صرف اس لئے کہ وہ رفیق ہریری کا، سعد رفیق کا یا سعد کا یا سعد ہریری کو look after کرتا تھا اور اچھا خدمت گزار ہے۔

آپ نے زرعی ترقیات میں جو کچھ کیا، آپ نے جو کچھ بیت المال میں کیا ہے، آپ نے جو کچھ کیا ہے'۔اس وقت تک جتنی appointments ہیں، وہ آپ کی choice پہ ہیں، اس کا کوئی میرٹ پہ' میں نہیں سمجھتا کہ اس اسمبلی کے ممبروں میں صلاحیتیں نہیں ہیں۔ They can be appointed as a Head of the organization with a test and with a quality.

جناب سپیکر! Secondly, ان مذاکرات کا جو حشر ہوا ہے، جو بات میں چار پانچ مہینے کہتا تھا،اب سب نے کہنی شروع کر دی ہے کہ یہ لوگ اتنے penetrate کرچکے ہیں کہ ان کو لوگوں کی حمایت بھی حاصل ہیں، آپ لوگ کسی غلط فہمی میں نہ رہیں، ان کو hide out ملتےہیں، ان کوbase ملتےہیں، پھر وہ کہیں کارروائی کر سکتے ہیں۔ آپ نے بارہ ہزار روپے تنخواہ کی ہے، یقیناً مجبوریاں ہوں گی 'لیکن ہر آدمی اپنے دل میں ٹٹولے۔ میں واحد آدمی ہوں جو یہ کہتا ہوں کہ MNA کی تنخواہ بھی بڑھنی چاہیے یا اس پر پابندی ختم ہونی چاہیے کہ وہ کاروبار کر سکتا ہے۔ آپ دونوں میں سے ایک بات کریں۔ یا MNA کی

سیلری بڑھائیں یا اس کو لیگلی اجازت دیں کہ وہ اپنا business look after کر سکتا ہے۔ بعد میں اگر یہ writs ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! پاکستان کے مسائل میں توانائی کا مسئلہ ' اگر میں وقت ضائع کروں گا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ نے ارتالیس ارب روپے کی' میں ڈار صاحب کی موجودگی میں کہتا ہوں کہ ایکنک نے Rawalpindi Metro بعد میں پاس کی ہے، ان کو میری بات پہ یقین ہونا چاہیے میں غلط بات نہیں کر سکتا ' ایکنک نے پیسے بعد میں پاس کئے ہیں، اس سے پہلے کام شروع ہو چکا تھا۔ اس کا مطب یہ ہے کہ one man command ہے۔اگر one man command کا یہی فیصلہ ہے تو ہم جو یہاں پنڈی کے تین ممبر بیٹھے ہیں، ہم تو یہ نہیں مانگ رہے۔ہماری ایک اپنی ایکسپریس وے تھی، جس پہ غلطی سے میرا نام تھا، جس پہ دو ارب روپے میں نے' زندگی میں پہلا خط وزیر اعظم اور اسحٰق ڈار صاحب کو لکھا۔

جناب سپیکر : پلیز نو کراس ٹاک۔

شیخ رشید احمد: اسحٰق ڈار صاحب نے مجھے یقین دلایا کہ شیخ صاحب ہو جائے گا۔ انہوں نے شہباز شریف کو خط بھی لکھا۔ جناب سپیکر! 480 بیڈ کا ہسپتال 90 فیصد مکمل بنا ہے۔ ڈار صاحب نے سپیچ میں کہا کہ جو کالج بن چکے ہیں، جن کا ایک ایک لینٹر رہتا ہے، وہ پچاس لاکھ کروڑ کا ہے۔ آپ نے کسی MNA کا ایک کروڑ روپیہ جو پچھلے سا ل تھا، کوئی سفیدی کرا لیتا ہے، کوئی

ہماری جگہ پہ اپنی تختی لگا لیتا ہے۔ ایک کروڑ روپیہ اس کا بنیادی ' جتنا MNA کو پتہ ہے، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ PC-1 بنانے '۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک کی ترقی ایک خاندان کا نام ہے، اس ملک سیاست ایک خاندان کا نام ہے، اس ملک کا فیصلہ ایک خاندان کا نام ہے۔ یہ ممبرز یقیناً ان کےساتھ ہوں گے کہ ان کےپاس کوئی چوائس نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کے دور میں جو آپ 48بلین ہمارے شہر اسلام آباد میں لگانے کےلئے 'اربوں روپے دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے غیر محفوظ راولپنڈی کا ائر پورٹ ہوگا۔ آپ فیض آباد کےاوپر سے گزر کے جار ہے ہیں۔ یہ مریڑ کے فلائی اور کو، مریڑ کےبریج کے اوپر سے گزر کے جا رہےہیں، کوئی احمق ہوگا کہ وہ ائر پورٹ کی طرف جائے گا، وہ وہیں سے راکٹ لانچر ' سب سے سستا ہے۔جناب سپیکر! جتنے کا ایک کلو آلو آتا ہے اتنے کا راولپنڈی میں ایک گرینیڈ آتا ہے۔ میں باڑے کی بات نہیں کر رہا، جتنے کے دو درجن کیلے آتے ہیں اتنے کے دو گرینیڈ آتے ہیں۔ سر اس ملک میں سب سے سستی چیز' نہاری والے کےپاس جائیں، اس کےپاس صبح ناشتہ لینے جائیں۔ اس کےپاس بارہ بور کی گن ہے، تھانے مفلوج ہو گئے ہیں۔ ان کا بھی کوئی قصور نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کراچی میں 180پولیس والے مارے گئے ہیں۔

میرے شہر میں جو پولیس والے شہید ہوئے تھے، آج تک ان کے بیٹوں کو نوکری نہیں ملی۔ بڑی مشکل سے میں نے ان کو پیسے دلوائے ہیں' کیوں کہ مرنے کےبعد سب سے پہلی ڈیمانڈ ہو جاتی ہے کہ پانچ'پاکستان میں باٹا کا ریٹ

ہے۔ آپ مریں اور سوئم سے پہلے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں چیک مل جائے۔ اس ملک میں ایک طے ہے کہ جس آدمی نے مرنا ہے کہ اس کے لئے پانچ لاکھ روپیہ فکس ڈیپازٹ ہے اور جو آدمی بے روزگار ہے،ا س کو ایک لیپ ٹاپ ہے اور بڑی ساری صلاحیتیں ہیں۔ کیا اس ملک میں کوئی پالیسی ہے، کیااس ملک میں کوئی پلاننگ ہے۔ آپ پچھلی تنخواہیں' اب وہ بچوں کا مسئلہ ہے اس لئے میں بچوں سے سیاست نہیں کرنا چاہتا ہوں، میں بڑوں سے سیاست میں آتاہوں۔

جناب سپیکر! آپ کی خارجہ پالیسی کیا ہے ' مجھے بتائیں ' آپ انڈیا گئے، ٹھیک ہے۔ میں پاکستان کا واحد سیاسی ورکر تھا جس نے کہا بالکل ٹھیک کیا۔ جانا چاہیے تھا۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ تعلقات اچھے ہوں، پر آپ کو Naveen Jindal کے ساتھ ملاقات کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ دیکھیں یہ میڈیا سارا سرمایہ داروں کا ہے، یہ کیبل نیٹ ورک سارا سرمایہ داروں کا ہے، یہ چینل اب دولت کی کھیل ہیں۔ وہ دو رختم ہو گیا۔ جب جنا ب سپیکر میں نے ان چینلز کو allow کیا تو ' یہ ریڈیو کے ٹینڈر مفتی بانٹتے تھے۔ میں نے کہا کہ ذرا حسن ابدال کو ٹیسٹ کریں۔ جب حسن ابدا ل کا ٹینڈر کیا تو وہ بتیس ہزار روپے میں ریڈیو بک کیا۔ میں نے کہا پھر ان کو واپس لو، کراچی بھی ٹینڈر کرو۔

جناب سپیکر! آج آپ کے انڈیا جانے میں' اگر آپ چار کشمیری لیڈرز سے مل لیتے، ایک سے مل لیتے۔ کم از کم ان کا خیال تھا کہ اپ کشمیری وزیر اعظم ہیں، آپ کا کشمیر سے تعلق ہے۔ بے شک ہر کسی سے ملتے۔ میں اس چیز کا مخالف نہیں ہو ں کہ فنکاروں اور فلمسٹاروں سے نہ ملا جائے، ضرور ملتے۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ Naveen Jindal کےساتھ اور اپنی اولاد کےساتھ ملنا اور

وزیر اعظم کا یا چیف منسٹر صاحب کا'احتیاط برتنی چاہیے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں، میں بچوں کی سیاست نہیں کروں گا I personally request کہ خدا نے ا ن کو تیسری دفعہ وزارت عظمیٰ دی ہے۔ان پہ ذمہ داری ہے کہ جہاں اتنی بڑی شہادتیں ہوئی ہیں، ایک فوٹو کی ضرورت تھی جو کشمیری قیادت یا حریت کانفرنس کےساتھ کھینچی جاتی اور دنیا میں چھپتی۔ کوئی ضرورت نہیں تھی کہ Naveen Jindal کےساتھ ان کی تصویر دنیا میں چھپتی۔

جناب سپیکر! فارن آفس کےمعاملات 'ابھی پچھلے ہفتے مشرقی افغانستان سے تین حملےہوئے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ واضح سگنلز ہیں۔ مجھے یہ نہیں پتہ کہ وہاں سے کون آرہا ہے عبداللہ یا دوسر ا آرہا ہے ' لیکن جو مشرقی افغانستان سے تین حملے فوج میں ہوئے ہیں جس میں کافی casualties ہوئی ہیں، وہ ایک سگنل ہے کہ ہم sandwich بننے جارہےہیں۔ ہم سے وہ بہتر ہیں even حسینہ واجد کےاندر، لوگوں کےاندر وہ بیدار ی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ ہمارے سپیکر صاحب چلے جائیں گے۔ ہماری بد نصیبی ہے کہ جہاں نائجیریا بھیجنا ہو، وہاں کسی اور کو بھیج دیتےہیں اور آپ سنیں گے وہ قابل احترام لوگ ادھر ہی رہیں گے' نائیجیریا، اتھوپیا، صومالیہ، یوگنڈا۔ سر مسئلہ کہاں ہے۔ مسئلہ پاکستان کے اندر ہے جناب سپیکر۔ ایک ایسے وقت میں نواز شریف صاحب آئے ہیں جس میں ایک بہت بڑی پولیٹیکل پارٹی سیکنڈ پولیٹیکل پارٹی پیپلز پارٹی ان کے ساتھ ہے۔ حالانکہ خورشید شاہ صاحب سے میری تمام محبتوں اور تعلقات کے باوجود میں ان کو کہتا ہوں کہ یہ رول نہیں ہے اپوزیشن کا۔ ہم کرتے کیا ہیں یہاں۔ we are part of, Sheikh Rashid is a part of, you can say کہ یہ سب لوگوں نے تقریر کی۔ میں بھی اس میراتھن دوڑ میں بھاگ رہا ہوں۔ حالانکہ

مجھے پتا ہے کہ یہ میری تقریر ردی کی ٹوکری ہے لیکن جو مسائل زدہ لوگ ہیں جناب سپیکر! وہ سمجھتے ہیں کہ یار ہماری کسی نے بات کی ہے۔ آپ نے یہاں ٹیچروں کو ربڑ کی گولیاں ماری ہیں۔ یہاں ایک تھوڑا سا square بنا دیں ڈی چوک سے ادھر ' یہاں اسمبلی آ کر اپنے منتخب نمائندوں کے سامنے احتجاج کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے کوئی گنجائش پیدا کر دی جائے۔ آپ نے ٹیچرز کو آپ نے واپڈا والوں کو اور آپ نے clerical سٹاف سے جو سلوک کیا ہے اگر ان کو آنے دیتے تو میرا نہیں خیال کہ کوئی قیامت آ جاتی۔ جناب سپیکر! اتنی بھرمار ہے گاڑیوں کی آپ کہتے ہیں کہ آپ غریب کے لیے بہت کچھ کرنے جا رہے ہیں۔ میرا صرف یہ سوال ہے بارہ چیزوں کا کہ بجلی کم کر رہے ہیں۔ نہیں کر رہے اور نہ ہی یہ ہو سکتی ہے کیونکہ یہ آئی ایم ایف کی condition ہے آپ پر۔ گیس کم کر رہے ہیں ہو سکتی ہے نہیں ہو سکتی۔ غریب کو کیا چاہیے۔ میں کہتا ہوں بارہ چیزیں چاہیے چینی 'دودھ ' پتی ' تیل اور گیس بجلی بارہ چیزوں کی کل ڈیمانڈ ہے۔ میں تین چیزیں اور ان لوگوں کے لیے بھی شامل کرنا چاہتا ہوں کہ جو بچارے یقیناً یہاں بیلچا اور گینتی لے کر بیٹھے ہوتے ہیں چوکوں میں ان کو بجری ریت اور سیمنٹ سستا چاہیے۔ بڑے آدمی تو کنسٹرکشن پر جو مرضی چاہیں کر لیں۔ غریب کے ساتھ جو اس وقت سلوک ہوتا ہے میں جناب ایک مثال دیتا ہوں۔ یہ میں اس لیے مثال دینا چاہتا ہوں کہ وزیراطلاعات صاحب کا بھی محلہ وہی ہے۔ امام باڑہ کے باہر ایک ہوٹل غریبوں کے لیے کھولا گیا ہے۔ جن کے پاس کھانے کی روٹی نہیں ہے۔ کاش یہ میڈیا جا کر دیکھے کہ شکر ہے خدا کہ پاکستان میں خیرات کا بہت بڑا ایک سلسلہ ہے۔ اسلام آباد میں ایک فیملی جا کر چار ہوٹلوں میں جا کر کم سے کم دس بارہ ہزار لوگ at a time بڑے بڑے شرفا آتے ہیں اور اب انہوں نے کھانا گھر لے جانے کی بھی اجازت

دے دی ہے۔ جناب سپیکر! پاکستان کے حالات آنے والے مہینے میں نہایت گھمبیر ہیں۔ موجودہ حکومت نے فرسٹ ٹائم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ تیسری دفعہ یہ پرائم منسٹر بنے ہیں they have a rich background. ان کے پاس ایک بہت بڑا تجربہ ہے۔ لیکن اگر آپ دیکھیں تو اسلام آباد میں یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ پنجاب کے لوگ مسلط کیے جا رہے ہیں اور خاص طور پر ایک خاص شہر سے۔ اگر آپ یہ دیکھیں کہ جتنی پوسٹنگ ٹرانسفر ہو رہی ہیں اس میں ایک خاص سوچ کا عنصر داخل ہے۔ آپ ضرور بنائیں ٹرین لاہور میں ہمارے ہاں پتا نہیں آپ قبرستان سے لے کر جائیں گے مردوں میں میٹروبس چلائیں گے۔ لیکن آپ یہ دیکھیں جو میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ یہ سارا خرچہ سارے ملک پر پڑتا ہے۔ اس وقت چار صوبوں میں چار مختلف حکومتیں ہیں۔ ایک پنجاب میں آپ ہیں مرکز میں آپ ہیں اور تین مختلف صوبے ہیں اور تین مختلف صوبوں کے حالات ہیں جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں سکون کا عمل جو عام آدمی کو چاہیے جو ایک بہتری کی سوچ انسان رکھتا ہے وہ بڑا ناپائید ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے ایک منٹ لوں گا اور مختلف معاملات ہیں اس پر میں گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے بجٹ نہیں پڑھا اس دفعہ۔

شیخ رشید احمد : سر یہ پڑھا پڑھایا ہوا ہے۔ no body can beat the experience. جناب سپیکر فرمایا گیا ہے کہ برآمدات میں اضافہ ہوا ہے۔ میں اسحاق ڈار صاحب کی موجودگی میں یہ کہوں گا کہ 870ملین پچھلے مہینے کم ہوئی ہے جو remittance اضافہ ہوا تھا وہ بھی کم ہونا شروع ہو گئی ہے۔ جو

سیونگ تھی جناب سپیکر اگر remittance میں اٹھارہ یا بارہ فیصد میں اضافہ تھا یہ چھ اور آٹھ فیصد پر آ گیا ہے۔ اگر سیونگ آپ کی بارہ فیصد بڑھی تھی اور چھ فیصد رہ گئی ہے۔ اور ریونیو کا آپ دیکھیں اور خود accept کیا ہے کہ ہم نے دو تین دفعہ ٹارگٹ کو کم بھی کیا ہے پھر بھی دو سو سے اور اخبارات 270بلین تک لکھ رہے ہیں ہمیں وزیر خزانہ کی بات مان لینی چاہیے۔ آگے کیا قیامت آنے جا رہی ہے جو آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم بڑے معاملات کر لیں گے اور میں سب سے زیادہ برآمدات کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں جناب سپیکر! کہ اس وقت دنیا میں جتنا سستا قرضہ میسر ہے میرا خیال ہے، دیکھیں جو فنانس منسٹر ہوتا ہے اس کی سوچ کا انداز financialہوتا ہے اور قوم جو ہوتی ہے they are just like a financial, economical animals. We are just like a financial, economical animalsکہ فنانس منسٹر اعداد و شمار دیتے ہیں اعداد و شمار سے انہوں نے جو بجٹ پیش کرنا ہے میں ایک منٹ جناب سپیکر آپ کا لوں گا توانائی پر میں اپنی گزارش کر چکا ہوں، شاہراہوں کی بات کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! شاہراہیں Czechoslovakia کی بھی بہت زبر دست ہیں، ٹوٹ گئے وہ لوگ، میرا خیال ہے دنیا میں جتنی اچھی شاہراہیں Pyongyang کی ہیں نارتھ کوریا کی ہیں اس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا، کہ جہاز بھی اتر سکتا ہے اور گاڑی بھی چل سکتی ہے، ایک وقت ہوتا ہے جناب عالیٰ، ایک وقت ہوتا ہے کہ ملک کو بیلٹ باندھنے کا اپنے آپ پر بیلٹ باندھنے کا اور جو آپ لے کر جا رہے ہیں جناب سپیکر جس ملک میں ہم بیس بنانے جا رہے ہیں خود ان کے اپنے حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر بھی سوچنا چاہیے اور جناب سپیکر! انسانی ترقی کی بات کی گئی ہے ہائر ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن میں ہم جار ہے ہیں اب چین کی طرف

اور جو ہائر ایجوکیشن کا حال ہے وہ میرا خیال ہے، یہاں جو انہوں نے ایکسپورٹ زون کی بات ابھی تک شائد راولپنڈی اور گرد و نواح میں کوئی developmentکا یا لینڈ کا کوئی کام شروع ہو تو اس میں پلاٹ شائد نہ ملیں لیکن export processing zoneکیونکہ سب سے بڑا مسئلہ جناب سپیکر وہ ہے پورٹ میں custom handlingکا لوگوں نے اپنے لوگ بڑے اداروں میں لگائے ہوئے ہیں SRO and SZیہ خود ہی تبدیل کر لیتے ہیں، اور انہوں نے جو اپنے لوگ لگائے ہوئے ہیں appraiserلگائے ہوئے ہیں ان کو پتہ ہے، اور یہ زحمت ہی نہیں کرتے، آپ اگر ٹیسٹ کریں کسی ایک کنٹینر کو کلئیر کروانے کے لیے تو آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ appraiserکی کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ وہ اس کو دیکھے، اب میں جناب سپیکر،

جناب سپیکر: شیخ صاحب مہربانی کریں۔

شیخ رشید احمد : جی سرgive me five minute only sirاچھی بات کی ہے جی آپ نے ٹریکٹروں کے ٹیکس میں کمی کی ہے یہ ایک اچھی بات ہے اور اس میں جو آپ نے کمی کی ہے اصل مسئلہ جو ہے جناب سپیکر**!** کہ یہ جو taxingہے یہ ساری پتی سے لے کر ماچس سے لے کر ساری عام آدمی سے وصول کی جا رہی ہے، یہ بجٹ جو ہے مجھے ایسا محسوس ہوتاہے یہ بڑے آدمی کا بجٹ ہے۔اور بڑے آدمی کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسحاق ڈار صاحب نے جتنی محنت کی ہے وہ کراچی کے بعد اور بڑے آدمی کی حالت یہ ہے جناب سپیکر اگر آپ flight dataدیکھیں تو کراچی سے لوگ دبئی جاتے ہیں اور دبئی سے اسلام آباد آتے ہیں اسلام آباد سے پھر دبئی جاتےہیں ساری air flights fullجا رہی ہیں دوسری لائنز بھی۔

جناب سپیکر: جی disturb نہ کیجئے وہ windup کر رہے ہیں آپ please disturb نہ کریں۔

شیخ رشید احمد : جناب سپیکر! ملک میں جو حالات اس وقت پیدا ہوئے ہیں اس میں جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ یہ کہ خواہ آپ آپریشن کرنے جا رہے ہیں لوگوں کو اعتماد میں لینا ہمارے سیاست دان ایسے ہیں اندر کہتے ہیں جناب عالیٰ آپریشن کرو باہر آ کر کہتے ہیں کہ مذاکرات کرو خوف کا یہ عالم ہے جناب سپیکر! میرا خیال ہے جناب سپیکر لوگوں کی دلچسپی نہیں ہے۔ Thank you very much.

جناب سپیکر: جی شکریہ آپ لوگ kindly disturb نہ کیا کریں جی عمر ایوب صاحب۔

جناب عمر ایوب : بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب سپیکر آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے اس بجٹ کی بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے بہت سینیئر اراکین اسمبلی نے بڑی مفصل اور تفصیلی گفتگو کی۔ میں اپنی بات شروع کروں گا ماشاء اللہ ہمارے لیڈر آف دا اپوزیشن خورشید شاہ صاحب سے اور ساتھ میرے بھائی اسد عمر صاحب سے بھی۔ لیڈر آف دا اپوزیشن خورشید شاہ صاحب، جناب سپیکر! میں مختصراً آپ کو بتاتا چلوں کہ جس وقت میں ایوان میں پہلی بار 2002 میں آیا تو میرے والد صاحب نے مجھے کہا کہ رواداری اور ساتھ اور ملنساری خورشید شاہ صاحب سے سیکھنا۔ ہر کسی کے ساتھ وہ بڑے خوش اسلوبی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ وہ ہر جگہ پر ممبرز کا خیال رکھتے ہیں اور شاہ صاحب ہمارے محترم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑی عزت دی ہے۔

(اس موقع پر جناب سپیکر نے کرسی صدارت خالی فرمائی اور جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب عمر ایوب :میں بڑے ادب کے ساتھ یہاں پر بات کروں گا کہ شاہ صاحب نے کہا کہ بجٹ پڑھتے ہوئے ان کو confusion ہوئی، ظاہری بات ہے کہ انہوں نے خود بھی کہا کہ ٹیم نے ان کو پوائنٹس بھی دیے اور ان کی اپنی ریسرچ اور ان کی اپنے رائے تھی اور ان کا اپنا تجربہ تھا تو انہوں نے وہ بھی ہاؤس کے سامنے رکھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھےconfusion نظر آئی۔جناب سپیکر! confusion ان کو نظر آنی تھی، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمارے دوست پیپلز پارٹی کے جن کی ابھی گزشتہ حکومت رہی ہےconfusion ان کو اس لیے نظر آئی ہے اور نظر آنی تھی کہ بجٹ میں کوئی کرپشن کے مواقع نظر نہیں آ رہے تھے، ان کو کوئی ہیراپھیری کے اور باقی چیزیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ یہ چیز کہاں پر جائے تو ظاہری بات ہے کہ جب دروازے بند ہو جاتے ہیں اور ایک ڈوبتی ہوئی کشتی جا رہی تھی اور اس کو اسحٰق ڈار صاحب نے سہارا دیا اور ایک رستے پر لگایا تو ظاہری بات ہے کہ confusion نظر آنی تھی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : No cross talk آپ تحمل سے سنیں۔ نہیں کسی کو interruption کی اجازت نہیں ہے۔ آپ تسلی سے سنیں اور پھر جب آپ کا موقع آئے تو اس میں جواب دیں۔ نہیں اس طرح نہیں ہے۔ آپ جاری رکھیں۔

جناب عمر ایوب : جناب سپیکر! یہ چیز چلتی رہے گی میں بات کرتا رہاہوں گا۔ تحمل کےساتھ سر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے دور میں معیشت کو لیز پر دیا ہوا تھا۔ میری اور آپ کی دیسی زبان میں کہتے ہیں کہ پٹے پر دینا، لیز پر دینا۔ لیز پر معیشت کو کس طرح دیا، جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ جس وقت حکومت آئی تو اسحٰق ڈار صاحب اور مسلم لیگ(ن) کی حکومت کچھ مہینوں کے لیے آئی اور دو تین مہینے کے بعد وہ کولیشن سے نکل گئی اور اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ہر چھ سات مہینوں کے بعد ایک فنانس منسٹر آرہا ہے اور ایک دروازے سے آرہا ہے اور دوسرے دروازے سے جا رہا ہے۔ ہر پانچ چھ مہینے کے بعد ایک فنانس سیکرٹری صاحب آرہے ہیں اور آرہے ہیں اور جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کراچی میں سٹیٹ بینک بلڈنگ کی حالت دیکھ لیں کہ ایک سٹیٹ بینک کے گورنر صاحب آرہے ہیں اور دوسرے دروازے سے جا رہےہیں اور وہ کیا وجوہات تھیں کہ جس کی وجہ سے یہ سارا کچھ ہوا۔ جناب سپیکر! وزارت خزانہ ایک ایسا ادارہ ہے کہ جس کو سمجھنے کے لیے نئے بندے کو چھ، سات مہینے لگتے ہیں۔ اس کا ہر جگہ پر اثر ہوتا ہے۔ یہاں پر تو پالیسی کا تسلسل تو تھا نہیں۔ ایک abbreviated policy آتی تھی اور وہ نکل جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جو ہمارے پاس بجٹ یا ہماری حکومت جو معیشت ملی انگریزی میں اس کو کہتے ہیں it was in tatters، اس وقت جناب سپیکر جس وقت اسحٰق ڈار صاحب نے بجٹ پہلے بنایا تو یہ ایک fire fighting effort تھا، آگ بجھائی اور اس کے بعد معیشت کو صحیح رستے پر لگایا۔

جناب سپیکر! آگے ہم لوگ آتے ہیں اور اس وقت کے دور کے بارے میں بھی ابھی بات کرتے ہیں اور یہاں پرہمارے کافی لوگوں نے ماشاء اللہ PTI کے ہمارے ساتھیوں نے اور باقی پارٹیوں کے ساتھیوں نے باتیں کیں اور اس پر بھی میں آتا ہوں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ پچھلے دور میں، آپ دیکھیں کہ ہمارے پاس جو ریونیو کا فقدان رہا ہے اور ہم لوگ جو ریونیو اکٹھا کر رہے تھے اور اس کو خرچ کدھر کر رہے تھے۔ development expenditure cut کر کے ہم لوگ صرف اس ریونیو کے ساتھ تنخواہیں بڑھ رہے تھے۔ جس کو ہم over all fiscal deficit کہتے ہیں، وہ آسمانوں کے ساتھ باتیں کرنے لگ گیا اور نو فیصد تک پہنچ گیا۔ اس کو بڑی مشکل سے ڈار صاحب ابھی واپس لائے ہیں۔

جناب سپیکر! میں PTI کے حوالے سے بات کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں یہ بھی بات کرتا چلوں کہ یہاں پر افراط زر کے بارے میں بڑی بات ہوئی۔ افراط زر پچھلے پانچ سالوں میں تیرہ فیصد تک چلی گئی اور وہ کیا جادو کی چھڑی چلی اور وہ کیا ہوا کہ افراط زر کو پھر ڈار صاحب single digit میں لے آئے ہیں آٹھ فیصد کے قریب لے آئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کے foreign exchange reserves جو اس وقت تقریباً تیرہ ارب ڈالر پر آگئے ہیں وہ کچھ ہی مہینوں پہلے، ایک سال پہلے تک ہمارے پاس ایک مہینے کی input bill بھی پورا کرنے کے لیے نہیں تھے۔ روپے کی قیمت کہاں پر چلی گئی تھی، روپے کی قیمت ایک سو نو روپے فی ڈالر کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ ہمارا input bill بڑھ رہا تھا۔ہماری حکومت یا ہماری معیشت کا تو کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ بجلی دیکھیں اور آپ کا circular debt کا ایشو دیکھیں، کیا کیا چیزیں ہیں جس پر ہم لوگ بات کریں۔

جناب سپیکر! اس وقت ہم جس جگہ پر آئے ہیں اس کے بارے میں بھی میں بات کروں گا کہ ہمارے بھائی جو PTI سے کہتے ہیں اور اسد عمر صاحب نے اپنی تقاریر میں کافی لمبی چوڑی باتیں کیں۔ مجھے خوشی ہوتی کہ original thinking کے ساتھ، ماشاء اللہ وہ اچھے بزنس مین بھی رہ چکے ہیں اور انہوں نے اینگرو ادارہ چلایا ہے اور وہ original thinking کے ساتھ یہ چیزیں لاتے۔ مگر یہ چیزیں تو PTI کی پریس کانفرنس میں پہلے آچکی تھیں۔ مزہ تو تب آتا کہ خان صاحب جو PTI کے چیئرمین بھی ہیں وہ فلور آف دا ہاؤس میں اپنی بجٹ تقریر کرتے اور یہ پوائنٹس جو کہ PTI نے ایک پریس کانفرنس میں پہلے سے دی ہوئی تھیں یہاں پر قومی اسمبلی میں دیتے۔ یہ دس پوائنٹ جو انہوں نے بات کی اور انگریزی میں کہتے ہیں اور میڈیا کے ہمارے ساتھی موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ this is old news انہوں نے جو باتیں کی ہیں وہ rehash کر کے یہاں پر لے آئے۔ اور یہاں پر یہ چیز آپ دیکھیں گے کہ آج سے نہیں کئی دنوں سے، کئی ٹاک شوز پر ہمارے PTI کے ساتھی مختلف ٹاک شوز پر وہی چیز جس کو آپ کہتے ہیں PTI acolytes، یہی چیز echo کر رہے ہیں۔اس میں کیا کیا چیزیں، بڑی بڑی چیزیں جناب والا، انہوں نے کہا کہ سیلز ٹیکس سترہ فیصد سے نیچے آنا چاہیے۔جناب سپیکر! اس پر میں گزارش کروں کہ سیلز ٹیکس کے اوپر اس وقت ایک کمیٹی جہاں پر فیڈریشن، جہاں پر مختلف چیمبر آف کامرس اور جہاں پر مختلف طبقہ فکر کے لوگ، stakeholders سارے کے سارے شامل ہیں۔ انہوں نے اس بجٹ کے بعد اس پر بیٹھ کر اس ساری چیز کو دیکھنا ہے۔ ایس آر اوز کے بارے میں انہوں نے بات کی، ایس آر اوز کی ہمارے پاس اس وقت ایک پوری لسٹ ہے۔ ایس آر اوز پہلی بار یہ حکومت ہے جو اس کو

phase out کرنا چاہتی ہے۔ اب آپ ایس آراوز کو ایک دم phase out کر دیں تو اس سے کیا ہو گا۔

جناب سپیکر! آپ سیلز ٹیکس ایک دم کم کریں یا زیادہ کریں تو اس سے کیا ہو گا۔ ایک انڈسٹری پندرہ فیصد سیلز ٹیکس دے رہی ہے اور ایک فیصد ہے اور زیرو کو آپ پانچ پر لے آئیں اور پندرہ کو آپ پانچ پر sales tax لے آئیں۔ جو زیرو سے پانچ پر آئے گا وہ شور مچائے گا اور جو پندرہ سے پانچ پر آئے گا تو وہ خوش ہو گا۔ given take ہوتا ہے اور دیکھنا پڑتا ہے کہ کونسا سیکٹر impact ہو گا اور اس کی cost کیا آئے گی، وہ کمیونٹی کے ذریعے ہو گا۔اس وقت تقریباً ایک سو تین ارب روپے کے value کے یہ ایس آر اوز ہیں جو phase out ایک طریقہ کار سے ہوں گے اور اس پر بھی کمیٹی بیٹھ گئی اور وہ دیکھے گی اور یہ پہلی چیز شروع ہو چکی ہے۔ direct taxes کے بارے میں انہوں نے بات کی، جناب سپیکر! میں کہتا چلوں کہ direct taxes اس فنانس بل میں تقریباً دو تہائی حصہ جو ہے ہو 2/3 حصہ جو ہے of all taxes وہ آپ کے direct taxesکے ساتھ تعلق ہے۔

جناب عمر ایوب خان:ہم لوگ جناب والا! بات کرتے ہیں جیسے یہاں پر انہوں نے بات کی کہ کسٹم ڈیوٹیز کے بارے میں گاڑیوں کے بارے میں بڑی اچھی بات جناب سپیکر! انہوں نے کی۔اس کے بارے میں میں جناب سپیکر! میں بات کرتا چلوں کہ یہاں پر انہوں نے کہا کہ امیر امیر تر ہورہے ہیں،غریب غریب تر ہورہے ہیں۔ یہ باتیں کرنی بڑی آسان ہوتاہے،مفروز ہوتے ہیں۔یہاں پر یہ بات کردینی اور کہنا کہ جی اس سے حکومت کا بجٹ جو ہے وہ صرف امیروں

کے لیے ہے تو میرا سوال جناب سپیکر! یہ ہے یہاں پر آپ حقیقت میں اس چیز کو دیکھیں اور اس بل کا پڑھیں تو آپ کو پتہ لگے گا جناب سپیکر! کہ دو ہزار سی سی گاڑی اور اس سے اوپر جو پہلے ٹوکن ٹیکس آٹھ ہزار روپے تھے وہ اس بجٹ میں بارہ ہزار روپے ہوگیا۔یہ کونسا غریب پر اس کا اثر پڑا۔جو ایک ٹائم ٹیکس تھا گاڑی کی رجسٹریشن کے لیے وہ 80ہزار سے اٹھ کر ایک لاکھ بیس ہزار ہوگیا۔پچاس فیصد اضافہ ہوگیا۔At the time of registration جو گاڑی کا پہلے دیڑھ لاکھ روپیہ دینا پڑتا تھا وہ اس وقت جو بڑی گاڑیاں ہیں اس کو انہوں نے اٹھاکر تقریباً دیڑھ لاکھ روپے کردیا اور دو لاکھ روپے کردیا ہے اور تین ہزار سی سی گاڑیوں کے لیے تقریباً وہ اڑھائی لاکھ روپے ہوگیا۔جناب سپیکر! میں اس لیے وضاحت میں جارہاہوں کہ وہاں سے انہوں نے بات کی دوہزار سی سی گاڑیوں کے بارے میں بات کی،دوسری چیز انہوں نے ایک fact کو twist کیا اورانہوں نے اٹھارہ سو سی سی کے بارے میں بات کی،انہوں نے کہا کہ ٹیکسز اس پر کم ہورہے ہیں۔جناب سپیکر! پاکستان میں اس وقت hybrid گاڑیاں بھی بننا شروع ہوگئی ہیں۔وہاں پر hybrid کا آرہاہے اور اس پر جو فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی ہے وہ آپ کی جو fuel efficiency اور آپ کے اٹھارہ سو سی سی گاڑیوں سے اوپر جو گاڑیاں ہیں اور بالخصوص hybrid اس پر جو پہلے ڈیوٹی تھی وہ کم کی جارہی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہائی برڈ گاڑیاں آپ کو جناب سپیکر! بخوبی معلوم ہے اور اس ہاؤس کے سارے لوگوں کو معلوم ہے کہ ہائی برڈ گاڑیاں بجلی اور پیٹرول سے ہی چلتی ہیں اور اس پر دنیا میں یہ ہے کہ اس کو encourage کرنے کے لیے کہ آپ کا fuel bill کم ہو اور وہ fuel آپ کسی اور مد میں استعمال کر سکیں۔آپ tax incentive دیتے ہیں۔ یہ incentive-wise کرنے کے

لیے ہیں تو یہاں پر امراء کی کیا بات آگئی جناب سپیکر! یہاں پر تو لوکل گاڑیوں کی ایک promotion ہورہی ہے۔امیر پر ٹیکس لگ رہاہے۔

direct taxes کے بارے میں میں نے بات کرلی ہے کہ آپ کا فنانس بل کا دو تہائی حصہ جو ہے وہ ڈائریکٹ ٹیکس کے اوپر منحصر ہے تو یہاں پر یہ بات ان کی جو ہے وہ negate میں جاتی ہے۔پھر جناب سپیکر! اسد عمر صاحب نے کہا کہ یہاں پر development expenditures کے بار میں بات کی بڑی خوب بات کی جناب سپیکر! میں اس پر بات کرتاچلوں کہ ہمارے اس وقت جو development expenditures ہیں وہ پبلک سیکٹر ڈولپمنٹ پروگرام میں آتے ہیں یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے۔ یہ کتاب جب بنتی ہے تو اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جب یہ سارے بیٹھتے ہیں اس پر صوبائی وزیراعلیٰ ان کے فنانس منسٹر عموماً آتے ہیں،ان کے فنانس سیکرٹریز بھی آتے ہیں اور نیشنل اکنامک کاؤنسل بیٹھتی ہے اور وہ اس کو rectify کرتی ہے تو ان کے اپنے صوبائی وزراء خزانہ، اور ان کے سیکرٹری اس process کا حصہ تھے۔انہوں نے اس کو باقاعدہ rectify کیا اور اس وقت آپ دیکھیں جناب والا! کہ آپ کی جو PSDP کی spending ہے وہ بھی ریکارڈ لیول پر جارہی ہے اور اس پر آپ یہ دیکھیں کہ صوبوں کا جو حصہ ہے وہ بھی ریکارڈ پر جارہاہے۔اس سال تقریباً PSDP جو ہے وہ 1175 ارب روپے کا ہے اور اس پر فیڈرل PSDP کا حصہ جو ہے وہ 525 ارب کا ہے۔provincial PSDPs کا حصہ جناب سپیکر! وہ ساڑھے چھ سو ارب روپے کا ہے اور یہ تقریباً پچھلے سال سے تیرہ فیصد اس کا increase آیا ہے جس میں صوبوں کا حصہ ہے۔صوبوں کے بارے میں جب ہم لوگ بات کرتے ہیں جناب سپیکر! تو اس پر آپ یہ دیکھیں کہ PSDP میں جو

پروجیکٹ،انرجی کے بارے میں جب ہم بات کرتے ہیں تو اس پر آپ کا گڈو پاور پراجیکٹ PSDP funded ہے۔آپ کا نندی پور پاور پراجیکٹ،گڈو کا Quaid-e-Azam Solar Powerآپ کا تربیلا for extension،گلن گول،ساہیوال coalپلانٹ،لاڑکانہ یہ ان میں سے کافی آپ کے پنجاب میں ہے یہ پورے پاکستان کوcover کررہے ہیں۔اس چیز میں بھی آپ دیکھیں جناب سپیکر! کہ جب ہم لوگ بات کرتے ہیں،کیونکہ یہاں پر ان کی صوبائی حکومت بیٹھی ہوئی ہے اور یہ elect ہوئے ہیں،یہاں پر بات کرتے ہیں کہ صوبائی share تو میں وہ آپ سے shareکرنا چاہ رہاتھا۔جناب سپیکر! آپ یہ کتاب دیکھیں۔ Estimates of foreign assistance اس بجٹ میں سارے ممبر کو ملی ہے۔اس کے پہلے پیج پر ہی آپ یہ دیکھیں کہ KPK کو صوبے کو جو آپ کی ٹوٹلgrants جو مل رہی ہیں وہ تقریباً 21 ارب روپے کی مل رہی ہیں اور یہ آپ ٹوٹلgrants دیکھیں جو ٹوٹل باقی صوبوں کو مل رہی ہیں۔ان کا یہ 46 فیصد حصہ بنتا ہے۔اس کے برعکس آپ دیکھیں تو پنجاب کا جو ٹوٹل grants کا حصہ،grant کیا ہوتی ہے جناب سپیکر! اس پر کوئی قرضہ نہیں ہوتا۔grant،grant ہوتی ہے یہ giftہے۔پنجاب کو ٹوٹل گرانٹ کا حصہ جو foreign assistance اس کا کیا حصہ مل رہاہے۔ایک فیصد بھی نہیں تو کہاں پر یہ زیادتی ہورہی ہے۔یہ کہاں کی بات ہے کہ یہ پیسہ ادھر سے ادھر ہورہاہے۔یہ ٹیکس جو ہیں یہ facts چھپائے جاسکتے ہیں۔مفروضوں سے آپ بات نہیں کرسکتے جناب سپیکر! میں اس کے بارے میں اور بھی بات کرنا چاہتاہوں کہ انہوں نے بات کی کہ جناب والا! فیڈرل گورنمنٹ جو ہے inflation جناب والا! ملک میں inflationہی ہے،inflation کے بارے میں میں نے آپ کو بتایا کہinflationتو ہماری حکومت نے،اسحٰق ڈار

صاحب نے دن رات محنت کرکے اس کو کنٹرول کیا۔جو چیزیں جس چیز پر نظرثانی یا لوگ جو ہیں وہ زیادہ غور سے اس چیز کو نہیں پڑھتے۔

تو آپ اکنامک سروے آف پاکستان اس سال کا جس کو میرے بھائی جناب دانیال عزیز صاحب کہتے ہیں جلد 2013-14 کی جو ہے اس کو آپ چیک کریں اور اس کے جناب والا صفحہ نمبر 113 پر جس کو ہم لوگ inflation کہتے ہیں اس کو ٹیکنیکل زبان میں consumer price index کہتے ہیں اور یہ ایک basket ہوتی ہے goods کی اس میں فوڈ آئٹمز بھی ہوتی ہیں ہاؤسنگ ہوتی ہے باقی چیزیں ہوتی ہیں فوڈ آئیٹمز کا تقریباً چالیس فیصد وزن ہوتا ہے ہم لوگ اس کا مطالعہ کریں ٹیبل نمبر 7.11 کا تو اس میں آپ کو بتاتا ہوں جناب سپیکر! یہ 18 مئی 2014ء کو خیبر پختونخواہ کے سستے بازار کی فگر میں آپ کو بتاتا ہوں یہاں پر تھوم کی قیمت سو روپے کلو پنجاب میں سستے بازار میں اسی دن کی قیمت 94 روپے 92 پیسے فی کلو آپ نے جناب والا چینی کی قیمت خیبر پختونخواہ میں 53 روپے کلو آپ کا جناب چینی پنجاب میں اسی دن سستے بازار میں تقریباً 51 روپے فی کلو ٹماٹر کی قیمت جناب والا خیبر پختونخواہ کے سستے بازار میں 18 مئی کو تقریباً بن جاتی ہے 25 روپے کلو اور پنجاب میں تقریباً 15 روپے 60 پیسے بنتی ہے جناب سپیکر! یہ لسٹ میں آگے لے کر جا سکتا ہوں میرے کہنے کا مطلب یہ ہےکہ آپ کا بھی تعلق اسی صوبے سے ہے جس سے میرا تعلق ہے خیبر پختونخواہ سے ہے ہمارے PTI کے بھائیوں کی حکومت وہاں پر بیٹھی ہے وہ پنجاب حکومت ایسا کیا کام کر رہی ہے کہ وہاں پر اشیائے خورد و نوش کی چیزوں کی قیمت نسبتاً کم ہےخیبر پختونخواہ سے اور وہ فرق اس وجہ سے کہ وہاں کی حکومت عوام کے دل کا درد اپنے دلوں

میں رکھتی ہے اور وہاں پر میاں شہباز شریف صاحب چیف منسٹر کام کر رہے ہیں یہ فرق ہے جناب سپیکر! ہم لوگ آتے ہیں جناب سپیکر! یہاں پر اسد عمر صاحب نے کہا کہ پنشنز جو ہیں وہ increase کرنی چاہییے جناب سپیکر! یہ تو اسی حکومت میں ہم نے اس کو تقریباً اس کو increase کیا تھا یہ پندرہ روپے سے لے کر تین ہزار ہوئی ابھی پانچ ہزار پر ہو گئی ہے اور اس کا impact جو ہے آپ خود سوچیں پنشن کا جب جیب اجازت دے گی انشاء اللہ تعالی مزید increase ہوں گے آنے والے وقتوں میں لیکن اس کا impact صوبائی حکومتوں پر بھی ہوتاہے ابھی صوبائی بجٹ خیبر پختونخواہ میں آئے گا اس پر ہم لوگ دیکھیں گے کہ وہاں پر یہ کتنی increase کرتے ہیں تنخواہوں کی جو آپ کی ٹیچرز ہیں آپ کے پٹواری ہیں آپ کے پنشنرز ہیں باقی لوگ ہیں ان کا ہم لوگ دیکھیں گے انشاء اللہ تعالی کتنا ہوتا ہے اور وہ دودھ کا دودھ پانی کاپانی سامنے نظر آ جائے گا۔یہ تو بڑا آسان ہے بات کرنی کہ یہ increase ہونا چاہییے اور یہ نہیں ہونا چاہییے۔

اس کے بعد آتے ہیں یہاں پر PTI کے ہمارے ساتھی نے کہا کہ جناب آپ کا گیس ڈولپمنٹ gas infrastructure development cess جو ہے cess یہ ایک دم زیادہ ہو گیا ہے جناب سپیکر! یہ محض اس وقت ایک proposal ہے فنانس بل میں اور یہ کوئی گیس کا ریٹ نہیں بڑھ رہا یہ جو upper limits ہیں ان کو increase کر رہےہیں اور اس کا بہتر جواب ہمارے پٹرولیم منسٹر صاحب دیں گے جب ان کی بات کرنے کی باری آئے گی وہ اس پر بہتر طریقے سے بات کریں۔

پھر آتے ہیں جناب والا انہوں نےبات کی سوئس بنک کے حوالے سے سوئس بنک کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ ٹارگٹ کریں اور یہ اماؤنٹ واپس آنی چاہیے یہ بات تو اسحق ڈار صاحب نے ہر جگہ پر کی ہے کہ یہ رقم بیرون ملک کئی لوگوں کی پڑی ہوئی ہے اور یہ ہم لوگ سوئس اتھارٹیز کے ساتھ بات چیت کریں گے کہ اس کو عملی جامہ پہنائیں اور ایک طریقہ کار سے واپس لائیں اور انشاء اللہ عمل جو کرے گا وہ ہماری حکومت کرے گی کیونکہ ہم لوگ صاف شفاف طریقے کے ساتھ کام کرتے ہیں جناب سپیکر! یہاں پر انہوں نے بات کی کہ آپ کے Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act کے بارے میں اور انہوں نے کہا کہ قرضہ جو ہے وہ ساٹھ فیصد سے اوپر چلا گیا ہے اور یہ حکومت کچھ نہیں کر رہی یہاں پر کل بھی اس معزز ایوان میں اس بارے میں بات ہوئی میں ذرا وضاحت کر دوں Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act یہ سامنے پڑا ہوا ہے اس پر واضح طور پر لکھا ہوا ہے اور یہ چیز بھی ہماری حکومت کی وجہ سے نہیں ہوئی ہمیں ورثے میں ملا یہ قرضہ جو 62 پرسنٹ پر چڑھا تھا یہ ہمیں ورثے میں پچھلی حکومت نے دیا اور ہماری حکومت انشاء اللہ تعالی کوشش کر کے اس کو نیچے لائے گی اور ایک صحیح time plan اور ایک جامعہ طریقے کے ساتھ لائے گی واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ یہ "Federal Government may depart from the principles of sound fiscal and debt management on the grounds of unforeseen demands on the finances of the Government due to national security or national calamity" اور اس کے بارے میں ایک طریقہ کار دیا ہوا ہے وہ طریقہ کار جناب سپیکر! ہمارے medium term budgetary framework میں آ چکاہے اور انشاء اللہ تعالی

اس کو ہم لوگ 56% سے بھی نیچے اگلے چند سالوں تک 2018ء انشاء اللہ تعالی لائیں گے اور یہ ایک ہماری achievement ہو گی۔

جناب سپیکر! یہ میں بات کرتا چلوں کہ جو بھی بات ہوتی ہے وہ کوئی مفروضوں پر یا ہوا میں نہیں ہوتی جو یہاں پر statements on the floor of the House جو documents دیے جاتے ہیں اس کے پیچھے ایک سوچ و سمجھ ہوتی ہے اور یہ آپ دیکھ لیں کہ صفحہ 17 پر ہی medium term budgetary statement آپ اٹھا کر دیکھیں یہاں پر فنانس منسٹر صاحب خود ایک statement of responsibility under section 10(1) of Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act اپنے آپ کو bind کر رہے ہیں ایک responsibility کی سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں کہ یہ ٹارگٹ ہم نے حاصل کرنا ہے پچھلی حکومت نے اس سے deviate کیا ہے تو ہم لوگ اس کو واپس لیں گے یہ کوئی ہوائی فائر یا وہ نہیں ہوتا ایک طریقہ کار کے ساتھ ہم نے چلناہے جناب سپیکر! یہاں پر ہم لوگ بات کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے طرح طرح کا ایک شروع کیا جس طرح میں نے پہلے بھی آپ سے بات کی کہ یہ جی دس نکاتی ایجنڈا جو ہے یہ ہمارے پورے بجٹ کی تفصیل ہو گی اور اس پر ہم لگ اپنی آراء دیں گے میری صرف گزارش یہ ہے کہ جب آدمی کوئی بات کرتا ہے تو پہلے سوچ سمجھ کر کرے پہلے دیکھے کہ میں کتنے پانی میں ہوں اور پھر اس کے بارےمیں بات کرے۔

یہاں پر بنی گالہ میں کئی صاحبان بیٹھ کر انہوں نے دیکھا ہو گا کہ لاہور میں کام ہو رہے ہیں لاہو رتو دور ہے انہوں نے دیکھا ہو گا کہ اسلام آباد اور

پنڈی کے درمیان میٹرو بس چل رہی ہے انہوں نے سب نے سر جوڑ کر سوچا ہو گا کہ ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیے ہمیں کچھ کرنا چاہیے تو ان کی طرف سے کیا پلاننگ ہوئی جو خیبر پختونخواہ میں ایک ڈولپمنٹ اور اس کا جو ایک ڈھونگ رچا ہوا ہے کہ جی ہم لوگ آسمان سے تارے اتار کر لے آئیں گے ہم لوگ دودھ اور شہد کی ندیاں بہا دیں گے وہ تو آپ کو میں نے بتا دیا ثبوت کے ساتھ کہ اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں خیبر پختونخواہ میں پنجاب سے زیادہ ہیں اور ان چیزوں کی جو ہم لوگ خود وہاں پر اگاتے ہیں یہاں پر آپ کا تعلق اسی علاقے سے ہے کیپٹن صفدر صاحب کا تعلق اسی علاقے سے مانسہرہ سے ہے سردار یوسف صاحب کا اسی وادی سے ہے میرا تعلق ہے ہماری ان جگھوں پر یہ چیزیں اگتی ہیں اور پھر بھی اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں زیادہ ہیں ان کا کنٹرول ہی نہیں اور اس کے اوپر سونے پر سہاگہ جب ڈولپمنٹ کے بارے میں بات کرتے ہیں تو صوبائی بجٹ میں ڈولپمنٹ بجٹ جو ان کو دیا گیا تھا خیبر پختونخواہ گورنمنٹ کو جناب سپیکر! جو ایک ریکارڈ بجٹ تھا اس بار اس پر آپ دیکھیں تقریباً آپ اندازہ لگا لیں کہ 65 سے 70 فیصد بجٹ جو ہے وہ lapse ہو رہا ہے Annual Development Programme اور یہ ایک criminal negligence ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ development budget آپ کا lapse ہو رہا ہے اور تہمت اور ذمہ داری پھینک رہے ہیں وفاقی حکومت اور اس کے اوپر جناب سپیکر! آپ آئیں وہ کہتے ہیں نقل کے لیے بھی عقل چاہیے ہوتی ہے انہوں نے جناب سپیکر! کیا کیا کہ بیٹھ کر سوچا کہ ہم بھی کوئی ایسا پراجیکٹ کریں تو یہ کل کی اخبار ہے وہاں پرخاص لکھا ہوا ہے کہ KPK Government plans Peshawar Metro at much higher cost than Pindi. مطلب یہ بھی پشاور میں جس پراجیکٹ کے بارے میں یہاں پر آ

کر ہمارے جو PTI کے ساتھی ہیں وہ بات چیت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ظلم ہو گیا اور یہ نہیں ہونا چاہیے اور وہی چیز اٹھا کر پشاور میں اس کو implement کرنا چاہتے ہیں pre-feasibility کرنا چاہ رہے ہیں پیسے خرچ کرنا چاہ رہے ہیں لیکن کس ریٹ پر جس ریٹ پر پنڈی کی میٹرو بس ہے نہیں اس سے مہنگا یہ کہاں کی بات ہوئی جناب سپیکر! یہ کہاں کا انصاف ہوا ان کو تو اس سے بہتر کرنا چاہیے پھر ہم لوگ آتے ہیں جناب سپیکر! ان کی جناب والا بات آتی ہے کہ ہم لوگ بڑے صاف شفاف طریقے کے ساتھ کام کریں گے صوبائی Annual Development Programme کا بجٹ پینسٹھ ستر فیصد ان کا lapse ہو رہا ہے اور یہ لا رہے ہیں جناب والا کیا نئی چیز آپ کا حلقہ بھی اور بالکل میرا وہاں پر لگتا ہے اور یہ بھی ضلع ہری پور میں جہاں سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں وہاں کے بارے میں بات کر رہے ہیں اور یہ دیکھیں جناب والا یہ سوموار کا 9 جون کا اخبار ہے اس پر Express Tribune سامنے سامنے اس کا لکھا ہوا ہے "Massive Resorts on Margallas but to whose benefit?" جناب سپیکر! یہ جہاں پر ہری پور اور اسلام آباد کی باؤنڈری چلتی ہے آپ اس روڈ پر اور ہم لوگوں کا کافی بار اس پر ہمارا گزرنا ہوتا ہے بہترین روڈ ہے اور وہاں پر یہ تقریباً اربوں روپے خرچ کریں گے اور وہاں پر ایک resort بنانا چاہتے ہیں اور وہ resort کس کے فائدے کے لیے ہو گا کیا آپ کے حلقے کے لوگ یونین کونسل لورہ سے یا میرے حلقے کے لوگ یونین کونسل برکوٹ اور مسلم آباد میں وہاں پر ان resorts میں رہیں گے۔

جناب سپیکر! آپ مجھے بتائیں کہ جو آپ کی یونین کونسل لگتی ہیں یا آپ کے حلقے لگتے ہیں جب آپ وہاں پر حکومت سے بات کریں کہ یہاں پر پہاڑی

علاقہ ہے یہاں پر سکول کا فقدان ہے یہاں پر پرائمری سکول بنائیں یہاں پر مڈل سکول بنائیں یہاں پر بچیوں کے سکول بنائیں یہاں پر گاؤں کے لیے واٹر سپلائی سکیمز دیں یہاں پر آپ پی سی سی روڈز کریں یہاں پر آپ laptop programme کریں تو ان کی بات ہوتی ہے کہ نہیں ہم لوگ نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے۔ پیسہ ہے تو پھر کس چیز کےلئے ہے؟ کرپشن کی زندہ مثال، یہاں پر PTI کی لیڈر شپ کی زمینیں ہیں۔ اور یہ روڈ اسلام آباد اور ہری پور کی باؤنڈری سے لیکر، کومل گلی سے آگے نہیں جائے گی۔ بات ہوتی تو کومل گلی سے نیچے، بخشائی اور مسلم آباد تک ر وڈ دیتے، یہ صرف اور صرف مکنیال ٹاپ تک لے کر جائیں گے جہاں پر ان کی زمینیں ہیں، اسکو develop کریں گے۔ وہاں پر آپ کے یا سردار یوسف صاحب کے یا میرے حلقے سے کتنے لوگ ملازم ہونگے۔ کس طرح کی ملازمتیں وہاں پر ملیں گی۔ یہاں کا ایک ڈیویلپمنٹ مافیا ان کے ساتھ ملا ہوا ہے، کبھی وہ آواز float کردیتے ہیں کہ جی یہ حلقے اسلام آباد کے ساتھ مل رہے ہیں۔ زمین کی قیمتیں اوپر ہوجاتی ہیں۔ یہ اس کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے بات کی کہ ہم لوگ conflict of interests Bill پختونخواہ اسمبلی میں لائے ہیں۔ جناب سپیکر پہلے ہمیں بتائیں کہ وہ conflict of interests اگر یہ چیز نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ تو ہے ہی conflict of interests یہ ہے ہی کرپشن۔

خدارا یا آپ نے ابھی تک اس پر پیسہ نہیں دیا تو ان یونین کونسلز کے سکولز، ہسپتال، یہاں پر بچوں اور بچیوں کے علاج کے لئے ڈسپنسریاں، ان چیزوں پر آپ پیسہ خرچ کریں نہ کہ ایسے پراجیکٹس پر۔ آپ نے projects, tourism destinations پر پیسہ خرچ کرنا ہے تو جناب سپیکر آپ کا حلقہ

جہاں پر نتھیا گلی لگتی ہے۔ جہاں ڈونگا گلی آتی ہے۔ جہاں پر چھانگلہ گلی ہے، جو کہ ایک resorts بنے ہوئے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کے لئے بہتر کریں، انفراسٹرکچر پر لگائیں نہ کہ ایسی چیزوں پر۔ جناب سپیکر میں ساتھ ساتھ یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہماری حکومت کا جو trend جارہا ہے وہ کس چیز پر ہے۔ آپ اسحٰق ڈار صاحب کی speech کو پڑھیں غور سے۔ اس میں کون کونسی چیزیں mentioned ہیں۔ انفراسٹرکچر کے بارے میں ہم لوگ بات کرتے ہیں۔ پانی کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ تو 42 ارب روپے کی allocation ہے ہمارے infrastructure projects میں۔ اس میں کون کونسی چیزیں ہیں۔ بھاشا دیامیر ڈیم، اس کے land acquisition کے لئے دس ارب روپے اس سال رکھے ہوئے ہیں اور provision دی ہے کہ پندرہ ارب روپے کے ساتھ ہم مزید complete کرسکتے ہیں۔

یہ بات کرتے ہیں کہ پنجاب کو سارا بجٹ چلا گیا ہے۔ پلال ڈیم کونسی جگہ پر ہے۔ KPK میں ہے۔ کنڈل اور صنم ڈیم کونسی جگہ پر ہیں؟ KPK میں، کرم تنگی ڈیم کہاں ہے آپ کے فاٹا میں ہے۔ گومل زام ڈیم جنوبی وزیرستان میں ہے۔ اس میں تو پنجاب کا میں نے نہیں دیکھا۔ یہ میگا پراجیکٹس آرہے ہیں تو KPK میں آرہے ہیں۔ ہمارے گھروں میں آرہے ہیں۔ تکلیف ان کو ضرور ہوگی، کیونکہ یہ resorts بنا رہے ہیں مارگلہ کی پہاڑی پر اور ہماری حکومت انشاء اللہ پاکستان کی بہتری کےلئے ڈیمز بنائے گی۔

جناب سپیکر یہ بات کرتے ہیں hydro power projects کے بارے میں۔ میں نے آپ کو کئی hydro power projects بتا دیے ہیں۔ ان کے

details بھی بتا دیتا ہوں کہ ان سے کتنے میگاواٹ کب آرہے ہیں۔ اس سال 2014ء میں 1572 میگاواٹ انشاءاللہ on line آئے گا۔ 2015ء میں تقریباً 600 میگاواٹ on line آئے گا۔ 2016ء میں 1222 میگاواٹ on line آئے گا۔ 2017ء میں 2610 میگاواٹ on line آئے گا۔ 2018ء میں 10560 میگاواٹ on line آئے گا۔ Total capacity, 16,546 mega watts انشاءاللہ تعالیٰ ہماری حکومت اپنے نیشنل گرڈ میں لائے گی۔ یہ development ہوتی ہے positive۔ ہم لوگ بات کرتے ہیں ہائی ویز کے بارے میں۔ پی ایس ڈی پی کا مطالعہ کریں میرے ساتھی۔ کراچی لاہور موٹر وے۔ سندھ کا صوبہ اس سے مستفید ہورہا ہے۔ میاں نواز شریف اگر اس وقت موٹر وے نہ بناتے۔ جس وقت اس پر لاگت آئی تھی تقریباً بائیس یا تیئس ارب روپے۔ اس وقت یہ250 ارب میں بھی مکمل نہیں ہوسکتا۔ آج دیکھ لیں شہروں کو اس نے جوڑ دیا ہے۔ بھیرہ انٹرچینج، سیال دیکھ لیں۔ پورے کے پورے علاقے اس روڈ سے مستفید ہورہے ہیں۔ وہاں پر انڈسٹریز آرہی ہیں۔ آپ یہ چھوڑیں آپ اسلام آباد ٹو پشاور موٹر وے دیکھ لیں۔ خیبر پختونخواہ سے گزرتی ہے۔ اٹک کے بعد سارے کا سارا خیبر پختونخواہ ہے۔ اس سے کتنا علاقہ مستفید ہوگیا ہے۔ پشاور کے لوگوں کا اسلام آباد اور پورے پاکستان میں آنا جانا آسان ہوگیا ہے۔ آپ دیکھیں یہ ٹوٹل 960 کلومیٹر کی ہائی وے ہے۔ پچیس بلین روپے اس کے land acquisition کےلئے اس سال رکھا گیا ہے۔ آپ لاہور خانیوال، ملتان سکھر روڈ نیٹ ورک دیکھیں۔ حیدر آباد سیکشن۔ حیدر آباد کراچی سیکٹر، اس طرح گوادر رتو ڈھیرو۔ اس پر work expedite ہورہا ہے۔ رائے کوٹ، حویلیاں، اسلام آباد۔ 460 کلومیٹر کا یہ حلقہ، جن لوگوں کو نہیں معلوم کہ رائے کوٹ کہاں پر ہے تو یہ شمالی علاقوں میں آتی ہے۔ حویلیاں آپ کا شہر ہے جناب سپیکر۔ ہری پوراور ایبٹ

آباد جہاں سے میں منتخب ہوا ہوں یہ آکر موٹر وے کو ٹچ کرے گی۔ یہ پوری ہماری ایک شہ رگ ہوگی جو موٹر وے کے ساتھ ٹچ ہوکر انشاءاللہ تعالیٰ کراچی اور گوادر تک جائے گی۔ یہ حکومت کی ایک وژن ہوتی ہے نہ کہ آپ Margalla resorts بنائیں۔

جناب سپیکر human development index کے بارے میں بات کروں گا۔ آپ ہائر ایجوکیشن کمیشن دیکھیں۔ آپ کا اٹھارھویں ترمیم کے بعد ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن سارے کا سارا چلا گیا ہے صوبائی حکومتوں کے پاس۔ مرکزی حکومت نے اس سال بھی پی ایس ڈی پی کی کتاب دیکھیں بیس ارب روپے 188 پراجیکٹس کے لئے لگایا ہواہے۔ یہ کس لئے؟ کہ یہاں پر ہماری جو آنے والی جنریشن ہے وہ well equipped ہو، وہ کام کرسکے۔ cutting edge technology ان کے پاس ہو۔ ہم لوگ جناب سپیکر بات کرتے ہیں ایکسپورٹ کے بارے میں۔ اس کو آپ کیسے بڑھائیں گے۔ اس کے لئے یہاں پر آپ تفصیل سے مطالعہ کریں۔ ایکسپورٹ امپورٹ بینک آف پاکستان، اس پر paid up capital حکومت پاکستان دس ارب روپے سے شروع کررہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کیا چیزیں انڈسٹریز کو ملیں گی۔ آپ کی exports refinancing facility آپ کی long term financing facility آپ کو Pakland Port Authority جناب سپیکر یہ ایکسپورٹ اور انڈسٹری کو promote کرنے کی بات ہے۔ لوگوں کو تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ بات وہی آتی ہے کہ جب خود نہ کرسکیں اور کوئی اور کرتا ہے تو پھر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ جناب سپیکر شعر و شاعری تو مجھے نہیں آتی لیکن میں یہ ضرور بات کروں گا کہ پشتو کی ایک

مثال ہے، یہاں پر میرے پشتو بولنے والے جو ساتھی ہیں ان کو سمجھ آجائے گی۔ کہتے ہیں

(پشتو)

سچ کے آتے آتے جھوٹ نے گاؤں کو تباہ کردیا ہوتا ہے۔ تو خدارا ہمیں چاہیے کہ ہم صحیح طریقے سے اور صحیح سمت میں کام کریں۔ جناب سپیکر یہاں پر ہمارے PTI کے ساتھیوں کا ایک ذہن بن گیا ہے وہ جو کہتے ہیں جھپٹ کر پلٹنا اور پلٹ کر جھپٹنا، کچھ اسی طرح ہی ہے۔ میرا خیال ہے یہاں پر جو بات آگئی ہے وہ یہ آئی ہے کہ مکر کر پھر مکرنا اور پھر اس سے آگے ایک بات نکالنا، سر ان کے پاس کوئی بات ہے ہی نہیں۔ جناب والا انہوں نے کئی باتیں کیں اور طرح طرح کی باتیں کریں گے۔ تکلیف ان کو ضرور ہوگی۔ اس کی وجہ ہے کہ ان کی پارٹی کے لیڈر، میں نے پہلے بھی بات کی کہ خورشید شاہ صاحب، ہمارے لیے محترم ہیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ دانیال عزیز صاحب نے کل پوری لسٹ بھی بتائی کہ اس وقت ان کی 33 سیٹیں ہیں مزید یہ لینا چاہیں اور وہ آبھی جائیں تو ا ن کا نشانہ پرائم منسٹر شپ نہیں ہے جناب سپیکر، ان کا نشانہ خورشید شاہ صاحب کی وہ کرسی ہے، لیڈر آف دی اپوزیشن کی۔ شاہ صاحب آپ اپنی کرسی کو سنبھال کر رکھیں۔ PTI والے آپ کے پیچھے پڑے ہیں۔ ان لوگوں سے خیال رکھیں۔ وہ جو کہتےہیں the enemy within چرچل صاحب ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے تو ان کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا کہ

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ interruption نہ کریں۔ آپ ان کو تقریر کرنے دیں۔

جناب عمر ایوب خان: جناب سپیکر ان کو تکلیف ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : .No cross talks آپ لوگ اپنی باری پر بولیں۔ اس کا آپ جواب دے دیجئے گا۔ تمام ممبران سے درخواست ہے کہ خاموشی سے سنیں آپ کو موقع ملے گا آپ ان کا جواب دیں۔ جی عمر ایوب صاحب۔ آپ wind up کریں۔

جناب عمرایوب خان : مجھے خوشی ہے ان کو تکلیف ہو رہی ہے کیونکہ بات ان کو لگ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ wind up کریں

جناب عمرایوب خان : مجھے خوشی ہے ان کو تکلیف ہو رہی ہے کیونکہ بات ان کو لگ رہی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر : عمر ایوب صاحب۔ جی

جناب عمرایوب خان : یا کڑوی کڑوی نہ لگتی تو ان کو تکلیف ہی نہ ہوتی۔ یہ بات سچی نہ ہوتی تو ان کو تکلیف ہی نہ ہوتی۔ جناب سپیکر میں یہ

بات کرتا چلوں کہ اس وقت بات چل رہی ہے جناب سپیکر کہ rigging کی اور اس چیز کی۔ یہ سارے ہاؤس کو معلوم ہے جناب سپیکر این اے 19 ضلع ہری پور میں ہم 2013 کے الیکشن میں چند ووٹوں کافرق تھا میں tribunal میں گیا کیس اپنا لڑا prove کیا ان کے candidate کی دھاندلی وہاں پہ prove کی 7 پولنگ اسٹیشن میں tribunal نے کہا کہ یہاں پہ re–polling ہونی چاہیے اور یہ polling stations تھے جہاں پہ ان کے صوبائی candidates کے گاؤں تھے سپریم کورٹ میں یہ لوگ گئے وہاں پر ایک بار نہیں تین بار ان کو rejection ہوئی الیکشن ہوا عوام کی عدالت نے ان کو reject کیا اور مسلم لیگ(ن) کے ایک ادنٰی رکن کو کامیاب کرکے یہاں پہ بھیجا۔ ان کے اپنے صوبے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ دھاندلی۔ دور نہ جائیں زیادہ۔ یہ بات میں 29 جنوری کی بات کر رہا ہوں یہ پچھلے ڈیڑھ دو ہفتے پہلے آپ چلے جائیں بلکہ آپ کے پڑوس میں آپ KPK 45 میں سردار صاحب کی سیٹ پہ الیکشن ہوا وہاں پہ ان کے جناب والا ان کے پارٹی کے لیڈر، ان کی پارٹی کے چار جلسے ایک صوبائی حلقے میں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی .No cross talks خاموشی سے سنیں جی۔

جناب عمرایوب خان : جناب سپیکر چار جلسے پارٹی لیڈرشپ نے کیے وہاں پہ 11 یونین کونسلز میں پارٹی کے لیڈر وہاں پہ parachute کر کے آئے انہوں نے جلسے کیے وہاں پہ بوریوں کے منہ کھولے projects announce ہوئے اربوں روپے کے۔ جب ڈبے کھولے تو اس پہ کس کے نشان تھے لوگوں نے PTI کے بلے کو کیا reject اور وہاں پہ elect کیا شیر کو۔ اتنی، جہاں ان

کی efficiency صوبائی حکومتوں میں ہوتی تو یہ وہ سیٹ نکالتے نہ جناب سپیکر۔ ان کی وہ 90 دن کی کارروائی ہوتی تو نکالتے نہ سیٹ وہاں پہ۔ وہاں پہ اپنی صوبائی سیٹ نکالتے جہا ں پہ میں نا چیز elect ہوں این اے 19 میں یہ سیٹ نکالتے۔

آپ دیکھیں گے جناب سپیکر انشاء اللہ، جناب سپیکر یہ چیز آگے مزید چلے گی، یہ چیز مزید چلتی جائے گی اور ان کو پتہ لگے گا کہ ان کی پالیسیز محض وہ ہی ہیں کھوکھلے مفروضے ہیں کھوکھلے نعرے ہیں کوئی مثبت بات ہوتی تو یہاں پہ میں آپ کو ایک بڑی دلچسپ بات کہتا ہوں کہ یہ باتیں جو دس نکاتی پروگرام تھا دس نکاتی پروگرام جوٹی وی پہ آیا اور سارا ہوا۔ جس دن joint sitting تھی تو اس دن جناب سپیکر ہم لوگ سارے alphabetical order پہ بیٹھے ہوئے تھے تو میں اتفاق سے اس جگہ پہ بیٹھا ہوا تھا جہاں پہ میرے بھائی اسد عمر صاحب بیٹھے ہیں یا اس ایریا میں تھا وہاں پہ ان کی پارٹی لیڈرشپ کا پورا جمگھٹا بیٹھا تھا اور میرے کانوں میں یہی دس پوائنٹ آ رہے تھے جناب سپیکر۔ یہی بات تھی ٹوٹل بجٹ کے اوپر جو یہ plan یا جو بھی آپ کہہ دیں ان کی تجاویز تھیں وہ ساری کی ساری یہی تھیں۔

ایک انہوں نے بات کی جناب کہ پی ایم ہاؤس میں کتوں کے بارے میں بات کی۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ بنی گالا میں ماشاء اللہ بہت بڑی یہ state ہے وہاں پہ جو ان کے پالتو کتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مطلب عمران خان صاحب کی حفاظت کے لئے ہمیشہ قائم رکھیں ہماری دعا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ان کی حفاظت کرتے رہیں دن رات کریں۔ پر خدارا ہمیں یہ بتا دیں کہ ا ن

کے کھانے کے لئے آپ کا کتنا خرچہ لگتا ہے ان کی دیکھ بھال کے لئے آپ کا کیا لگتا ہے وہ بھی تو بتا دیں اور ان کتوں کی قیمت بھی ہمیں بتا دیں کہ کیا ہیں-سنا ہے، سنا ہے اعلیٰ نسل کے کتے ہیں- جناب سپیکر یہ بات میں کرنا نہیں چاہ رہا تھا پر انہوں نے مجبور کیا یہ بات کرنے کیلیئے-

جناب ڈپٹی سپیکر : جی no shouting آپ، جی

جناب عمرایوب خان : یہ بات مجھے مجبوراً کرنی پڑی ہے-
(اس موقع پر جناب امجد علی خان اپنی نشست سے بولنے کے لئے کھڑے ہوگئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں-

جناب عمرایوب خان : جناب سپیکر-

جناب ڈپٹی سپیکر : تشریف رکھیں آپ کو موقع ملے گا- جی- بیٹھیں بیٹھیں- جی عمر صاحب آپ wind up کیجئے-

جناب عمرایوب خان : جناب سپیکر ذرا سا موقع دیں یہ آہستہ آہستہ جو آگ بھڑک رہی ہے نہ یہ آگ جو بھڑک رہی ہے ان کے دلوں میں، یہ جلن کی آگ ہے یہ complex کی آگ ہے یہ آگ بھڑکے گی- یہ دھوئیں نکلیں گے اور یہ ساری کی ساری چیز یں جو ہیں یہ ابھی یہ وہ چیز ہوتی ہے جناب سپیکر جو کشتی چلی جاتی ہے اور ملا ح جو ہے وہ کشتی کو چلا رہا ہوتا ہے-

(Interruption)

جناب ڈپٹی سپیکر : جی آپ اطمینان سے سنیئے آپ کو موقع ملے گا آ پ اپنی speech میں بات کیجئے۔ جی۔

جناب عمرایوب خان : جناب سپیکر یہ speech میں جو مرضی ہے بات کریں مرضی ہے بات کریں۔

(اس موقع پر جناب مراد سعید اپنی نشست سے بولنے کے لئے کھڑے ہوگئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ نہیں آپ کو موقع دیں گے۔ اب اس کے بعد آپ کا نمبر ہے دیں گے آپ بیٹھیں آرام سے سنیں اور پھر آپ جو بات کہیں گے و ہ بھی سنیں گے۔ آپ ہاؤس میں ماحول خراب نہ کریں جی تشریف رکھیں۔

جناب عمرایوب خان : جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع ملے گا پھر آپ بات کریں بیٹھیں ریکارڈ میں جو آتا ہے ہر ممبر کا right ہے جو بات کرنا چاہے۔ جی عمرایوب صاحب آپ اب wind up کریں۔ جی۔

جناب عمرایوب خان : جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں بھئی۔ آپ کو موقع ملے گا۔ جی ٹھیک ہے۔جی۔

جناب عمرایوب خان : جناب سپیکر میں یہ بھی بات کہتا چلوں کہ یہاں پہ ایک پوائنٹ ایک دو اہم پوائنٹ ہیں وہ بھی میں آپ کو بتا تا چلوں کہ ہم لوگ بات کرتے ہیں یہ لوگ بڑ ے آرام سے وہ بات بھول جاتے ہیں کہ خدانخواستہ 109 روپے سے روپے کی قیمت کی جو ہے وہ 99 روپے پہ آئی یا یہ trajectory آگے چلتی رہی، رہتی تو آج افراط زر کہاں پہ ہوتا۔ اس پہ کوئی نہیں آتا۔ یہاں پہ یہ بات کرتے ہیں دانیال عزیز صاحب پہ بھی انہوں نے تہمت لگائی مجھ پہ بھی لگائی جناب والا میرے جو PTI کے بھائی ہیں یہ اپنی صفوں میں دیکھ لیں کہ ہمارے اس وقت کے (ق)لیگ کے کتنے ممبران یہاں پہ ہیں ان کے سیکرٹری جنرل صاحب کا بھی تعلق اسی پارٹی سے تھا جو ان کا think-tank ہے وہ بھی سارے کا سار ا وہیں سے چل رہا ہے تو جناب سپیکر یہ وہ نہ بات کریں۔ یہ وہ ان کا brain جو ہے brain سارا کا سارا وہی چل رہا ہے سر یہ بات نہ کریں۔ وہ جہازوں کے جوٹے لے رہے ہیں تو انہی کے جہاز میں لے رہے ہیں انہی کو سیکرٹری جنرل بنایا ہوا ہے جناب سپیکر کیا بات کرتے ہیں یہ۔ جناب سپیکر میں یہ بات کہتا چلوں کہ بات آ گئی میٹروبس کے بارے میں بھی وہ بھی آپ کے سامنے میں نے رکھ دی۔ یہاں پہ ان کے پاس اس وقت کوئی مثبت جواب نہیں ہے اس بجٹ کو negate کرنے کا۔ یہ ٹائم جناب سپیکر آپ infrastructure development دیکھ لیں آپ روڈ دیکھ لیں آپ اسحاق ڈار صاحب کی speech میں textiles کے بارے میں دیکھ لیں کہ

ہم لوگوں نے کس طرح اپنے textiles کو آگے improve کرنا ہے اور آگے تقویت دینی ہے یہ ساری چیزیں دیکھ لیں۔

ہمارے اور ساتھی بھی اس کے بارے میں بات کریں گے کوئی ایسی چیز ان کے پاس نہیں ہے جس کو یہ negate کرسکیں۔ nothing, zero. Customs duty کے بارے میں میں نے بات کی sales tax کے بار ے میں میں نے بات کردی SROs کے بارے میں میں نے بات کردی آپ کے federation کے بارے میں میں نے پوری بات کر دی سر۔ ان کے infrastructure development کے بارے میں کر دی یہ چیز with proof آپ کو بتا دیا کہ development expenditure جو ہے وہ خیبر پختونخواہ میں کتنا جا رہا ہے اور پنجاب میں کتنا جا رہا ہے۔ آپ کی یا دہانی کے لئے میں پھر کہہ دوں پنجاب کو کیا مل رہا ہے اور خیبر پختونخواہ کو کیا مل رہا ہے خیبر پختونخواہ کو development کا grants میں تقریباً آپ کا جناب سپیکر 46 percent مل رہا ہے اور پنجاب کو ایک فیصد بھی نہیں مل رہا یہ difference ہے۔

آپ NFC کے بارے میں بات کریں جناب سپیکر جہاں پہ یہ کہتے ہیں کہ جی صوبوں کو share نہیں مل رہا ہم لوگ آتے ہیں جناب سپیکر صوبوں کو کیا share مل رہا ہے صوبوں کو آپ federal taxes میں کیا share ہے Khyber Pakhtunkhwa کا تقریباً 180 ارب روپے تھا پچھلے سال۔ اس سال یہ تقریباً 13-2012 میں 180 تھا پچھلے سال یہ تھا 222 ارب روپیہ۔ کیا کیا انہوں نے اس 222 ارب روپے کا۔ اس پر، اس پر development

expenditure میں دیکھ لیں 88 ارب روپے ان کو 13-2012 میں ملا تھا 14-2013 میں پچھلا سال گزرا ہے 118 ارب روپیہ development expenditure کیا کیا انہوں نے آپ کی جناب سپیکر مرکزی حکومت سے فیڈرل گورنمنٹ سے provinces کو 56 percent share براہ راست صوبوں کو جا رہا ہے اور اس پہ NFC award کے مطابق وہ ساری کی ساری distribution ہو رہی ہے تو اس میں کیا زیادتی کی بات ہے اس سے اور منصفانہ حساب کیسے ہوسکتا ہے۔ان کے پاس جناب سپیکر بدقسمتی کے ساتھ ہمارے اپوزیشن کے جو بھائی ہیں ان کے پاس facts کا فقدان ہے ان کے پاس ideas کا فقدان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی بہت شکریہ۔

جناب عمرایوب خان : جناب سپیکر میں wind up کرتا ہوں ایک منٹ میں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔

جناب عمرایوب خان : مجھے ایک منٹ دے دیں انہوں نے بھی بڑی باتیں کیں ہیں۔بڑی باتیں کیں ہیں پتہ نہیں کوئی فاختہ دبی ہوئی ہے تو پتہ نہیں کیا کیاہوا ہے پر یہ بات انہوں نے نہیں کی جناب سپیکر کہ ان کی بدقسمتی کے ساتھ ان کے پاس جو حکومت ہے خیبر پختونخوا کی دانیال عزیز صاحب نے بڑ ی خوب بات کی کل کہ ایک ٹانگ قبر میں اور ایک ٹانگ چھلکے پہ جناب سپیکر

میں یہ کہوں گا کہ ان کی تو دونوں ٹانگیں قبر میں ہیں اور ان کا ایک فارورڈ بلاک ہے وہ دھکے دینے کی کوشش کر رہا ہے اور ہم لوگوں نے اس فارورڈ بلاک کو پکڑا ہوا ہے کہ آپ نہ جائیں، ورنہ ان کی حکومت گئی۔ یہ ان کی majority ہے یہ تو بھاگتے پھر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : تشریف رکھیں۔

جناب عمر ایوب خان : یہ تو جناب سپیکر! ان کے ذہن میں وہ دن بھول گئے جس وقت سابق صدر جناب پرویز مشرف صاحب کے ساتھ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ڈسپلن کا آپ خیال رکھیں۔

جناب عمر ایوب خان : ان کے پارٹی لیڈر نے ریفرنڈم میں گلی گلی کوچہ کوچہ جا کے ووٹیں مانگیں۔ وہ انہوں نے مانگی تھیں ہم نے نہیں مانگی تھیں۔ جناب سپیکر! حقائق اور حقیقت بڑی تلخ ہوتی ہے۔ جب تک آپ کے دل گردے میں جان نہ ہو اور آپ اس کو prove نہ کریں تو آپ پھر ایسے ہی کام کریں گے جس میں کرپشن کی بو آ ئے، جس میں آپ اپنی معیشت کا پیسہ داؤ پہ لگائیں۔ آپ وہی کام کریں گے کہ جس کا Margalla Resort جو ہے اس کو آپ چلائیں گے۔ آپ پھر نقل کرتے ہوئے جس ٹرین کے بارے میں، جس میٹرو بس کے بارے آپ بات کرتے ہیں، اسکے بارے میں اس کو نقل کرنے کی

کوشش کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہر ایک آدمی کو ایک توفیق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق نہیں دی کہ یہ خلوص نیت کے ساتھ خیبر پختونخواہ میں ترقی کا کام کریں یا یہ کرتے تو میں اس ہاؤس میں کبھی نہ ہوتا اور سردار صاحب وہاں پہ خیبر پختونخواہ میں صوبائی اسمبلی کی سیٹ ڈیڑھ ہفتہ پہلے کبھی نہ جیتتے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت بہت شکرگزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میر اعجاز جھکرانی صاحب۔ اس سے پہلے میری درخواست ہے تمام ممبران سے کہ ذرا توجہ دیں سب۔ یہ across the board سب ممبرز کے لئے ہے۔ کیونکہ بار بار جب چیئر آپ کو درخواست کرتی ہے اور interruption کرے جا رہے ہیں اور رولز کی پرواہ نہیں کر رہے تو خواہ حکومت سے کوئی رکن کر رہا ہو یا اپوزیشن سے، یہ سب کے لئے لازم ہے کہ وہ رولز کی پاسداری کریں۔ میں یہ رول آپ کی information کے لئے پڑھ دیتا ہوں Rule 30, paragraph, Says: While the Assembly is sitting, a member (g) shall not obstruct proceedings and shall avoid making running commentaries when speeches are being made in the Assembly. ہم نے اس رول کو violate کرنے کے عادت بنا لی ہے۔ نمبر دو، پارلیمانی روایات کا خیال نہیں رکھا جا رہاہے۔ میری آپ سب سے گزارش ہے کہ اپنے ٹائم پہ اپنے موقف کا اظہار جس طرح آپ مرضی کریں لیکن جب ایک ممبر، سب کے لئے ہے یہ، یہ ان کے لئے نہیں ہے سب کے لئے ہے بھائی۔ آپ بیٹھیں تشریف رکھیں، سب کے لئے ہے، آپ تشریف رکھیں۔ میر اعجاز جھکرانی صاحب آ پ بات کریں۔ میری تمام ممبرز سے گزارش ہے کہ اس رول کا احترام کریں اور یہ اسمبلی جو

ہے اس کے decorum کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جس کی مرضی آئے اٹھ کے shouting نہ کرے kindly میری آپ سے درخواست ہے۔جی جی، across the board کر رہے ہیں چیئر کا کوئی لحاظ نہیں ہے، کوئی حکومت سے ہے یا اپوزیشن سے ہے اور آپ جس وقت جی چاہتا ہے اٹھ کے کھڑے ہو کے تقریر شروع کر دیتے ہیں یہ بھی کوئی طریقہ نہیں ہے۔میر اعجا ز جھکرانی صاحب۔

میر اعجاز حسین جکھرانی: بِسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ شکریہ مسٹر سپیکر۔ مسٹر سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی شاہ محمود صاحب۔

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی : شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ کی بحث ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سیر حاصل رہے۔ حکومت کا موقف ہے، ان کو اپنا موقف پیش کرنا چاہیئے۔ اپوزیشن کا نقطہ نظر ہے، ہم اپنا نقطہ نظر پیش کریں گے۔ یہ تنقید کرنا چاہتے ہیں، عمران خان پہ تنقید کرنا چاہتے ہیں، تحریک انصاف پہ کرنا چاہتے ہیں توکھل کے کریں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم میں جمہوریت اور برداشت کا مادہ ہے اور ہم سن سکتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! میری مودبانہ گزارش ہو گی کہ ان کے اپنے مفاد میں ہے اور اس ہاؤس کی proceedings کے مفاد میں ہے کہ وہ تنقید کو پارلیمانی زبان کے اندر رکھیں۔اگر وہ اپنی زبان اور اس کا تجاوز کریں گے توپھر یہاں سے بھی اعتراضات اٹھیں گے اور جو آپ چاہتے ہیں ایسا نہیں ہوگا۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : دیکھیں یہ across the board سب کے لئے ہے کہ خواہ اس کا تعلق حکومت سے ہو۔ نہیں عمر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ خواہ حکومت سے ہو یااپوزیشن سے ہو۔ نہیں انہوں نے جنرل بات کی ہے۔ میر اعجاز حسین جکھرانی صاحب آپ بات کریں۔ انہوں نے جنرل بات کی ہے۔ نو نو، نہیں بنتا۔ شاہ محمود قریشی صاحب نے جنرل بات کی ہے۔

میر اعجاز حسین جکھرانی: بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ شکریہ مسٹر سپیکر! آپ نے مجھے آج بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جناب یہاں کافی سپیکرز بولے اور بڑی بڑی باتیں کیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 2002 کی اسمبلی میں میرے بڑے اچھے دوست تھے عمر ایوب صاحب، وہ بھی ممبر رہے تھے، دانیال عزیز صاحب، وہ بھی ممبر رہے تھے اس ہاؤس کے اور میں بھی 2002 میں اس ہاؤس کاممبر تھا۔ سر میں سیاست میں ایک چیز پہ یقین رکھتا ہوں۔ سر مجھے وہ دن بھی یاد ہیں کہ جب عمر ایوب صاحب اس front row میں کھڑے ہو کے بجٹ پیش کر رہے تھے۔ وہ دن بھی یاد ہیں اور آج کا دن بھی آخری row میں کھڑے ہو کے تقریر کر رہے ہیں۔ بالکل آخری row میں ہیں۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہیں کہ دانیال عزیز صاحب یہاں بیٹھے ہوتے تھے۔ آج دیکھیں وہ کہاں بیٹھے ہیں۔ اور مجھے فخر ہے، مجھے یقین ہے کہ 2002 میں بھی میں اسی row میں تھا اور 2008 میں بھی اسی row میں تھا اور آج بھی اسی row میں ہوں۔ سر یہ سیاست ہوتی ہے۔ سیاست لوگ کیوں کرتےہیں۔ سیاست وفاداری کا نام ہے۔ سیاست میں نمبر ون کوئی چیز ہوتو پہلے loyalty ہونی چاہئے۔ تو میں سلام پیش کرتا ہوں پیپلز پارٹی کے ان ممبروں کو جو 1993 کے بعد کے دور میں،1997 میں سترہ

ممبر یہاں تھے۔ میں سلام پیش کرتا ہوں 2002 کی اسمبلی کے (ن)لیگ کےان دوستوں کو جو نواز شریف کو جنہوں نے چھوڑا نہیں تھا اور یہیں ہمارے ساتھ بیٹھے رہےتھے۔ اگر وہ ہم بات کریں تو سمجھ میں آتی ہے۔ وہ بات کریں تو سمجھ میں آتی ہے کہ وہ ہم کیوں کر رہے ہیں۔اگر وہ اپنی حکومت کو defend کریں تو بات سمجھ میں آتی ہے۔لیکن ایسے لوگ جو آگے front row میں آنے کی کوشش میں اس طرح کی باتیں کریں تو سمجھ میں بات نہیں آتی۔ شکریہ مسٹر سپیکر۔

مسٹر سپیکر! میں بجٹ پہ توضرور بولوں گا۔ لیکن میں عرض کروں کہ سیاست میں وہ کیا ہوا جب مشرف کا دور تھا۔ کیا ہوا کہ (ق)لیگ، اتنے لوگ (ق)لیگ میں اور اسی طرح پاور میں بیٹھے ہوتے تھے۔ آج وہ (ق)لیگ کہاں ہے۔ ایک ڈکٹیٹر کی چھتری کے نیچے اور ڈکٹیٹر کو سپورٹ کرتے تھے۔ بڑی بڑی باتیں کہ جنرل مشرف نے یہ کر دیا، جنرل مشرف نے یہ کر دیا اور مجھے تو ابھی، خواجہ آصف صاحب میری طرف دیکھ رہے تھے تھوڑی دیر پہلے، مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ خواجہ صاحب آپ نے تو ہمارے ساتھ ماریں کھائی ہیں۔ آج آپ ان کو اپنے ساتھ بٹھا کے بیٹھے ہوئے ہیں اور خوش ہو رہے ہو، بڑے خوش ہو رہے ہو کہ آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے۔دیکھیں، سیاست میں سر اگر loyalty نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے۔ مجھے فخر ہے اپنے پیپلز پارٹی کے دوستوں پہ، ان ساتھیوں پہ اور سر دیکھیں اس طرح کے جو لوگ ہوتے ہیں، system derail کیسے ہوتا ہے۔system derail اسی طرح کے لوگوں سے ہوتا ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ 2002 میں حکومت نہیں بن رہی تھی۔ 2002 میں یہ گواہ ہیں حکومت نہیں بن رہی تھی۔ اس وقت کی (ق)لیگ کے پاس پورے فگرز

نہیں تھے۔ ان کے پاس جو majority چاہیئے تھی وہ پوری نہیں تھی۔ سر فگرز کس نے پورے کئے، لوٹوں نے پورے کئے۔ ہمارے ٹکٹ پہ، ہمارے نشان پہ، تیر کے نشان پہ الیکٹ ہو کے آئے اور پھر ہمیں چھوڑ کے ادھر چلے گئے اور (ق)لیگ کی اس وقت حکومت بنی۔ ورنہ وہ اسمبلی جانی تھی کیونکہ کسی کی majority نہیں تھی۔ یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ پھر وہ ڈکٹیٹر کو سپورٹ کرتے ہیں۔ پھر کیا ہوتا ہے، پھر ایک LFO آ جاتا ہے اور LFO کے تحت ایک ڈکٹیٹر کو آپ سایہ دے دیتے ہیں اور اس کو آپ legalize کر دیتے ہیں۔ سر کب تک ہم اس طرح کی چیزیں کریں گے۔ کب تک ہم ڈکٹیٹرز کو اس طرح لائیں گے۔ ہم ہمیشہ سپورٹ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر جناب سپیکر! کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(مداخلت)

جناب سپیکر: شگفتہ بی بی آپ کی مائیک میں آواز آ رہی ہے۔ پلیز ان کو disturb نہ کریں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: نہیں نہیں اعجاز صاحب disturb ہو رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: نہیں خواجہ صاحب تو اعجاز کی باتوں سے خوش ہو رہے ہیں۔ پلیز دیکھیں اب اعجاز صاحب بھول گئے ہیں کہ انہوں نے بات کیا کرنی ہے۔ آپ لوگوں نے ڈسٹرب کر دیا ہے۔ جی اعجاز صاحب۔

میر اعجاز حسین جکھرانی: سر ہم ہمیشہ جمہوریت کی سپورٹ کرتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ جمہوریت چلے۔ سر یہ جو چیزیں ہیں، کرپشن کی باتیں ہوتی ہیں اور دوسری باتیں ہیں۔ سر یہ سسٹم کب صحیح ہو گا۔ یہ سب کچھ صحیح جب ہو گا جب جمہوریت کا تسلسل چلے گا۔ جب مجھے پتہ ہے کہ مجھے دوبارہ عوام کے پاس جانا ہے، جب مجھےپتہ ہے کہ مجھے دوبارہ ان سے ووٹ لینا ہے، جب مجھے پتہ ہے کہ اگر میں ان کے کام نہیں کروں گا تو میں دوبارہ اس اسمبلی میں نہیں آؤں گا۔ تو سر جب جمہوریت کا تسلسل چلے گا تو چیزیں خودبخود صحیح ہو جائیں گی۔ سر ہمیں (ن)لیگ سے کوئی محبت نہیں ہے، ہمیں کوئی عشق نہیں ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہےکہ friendly opposition ہے، سر friendly opposition کیوں ہے اور کیوں کہاجاتا ہے۔ سر ہم نہیں چاہتے کہ جمہوریت کو نقصان ہو اور کل ان لوگوں کو ہٹایا جائے اور پھر جس طرح کی طاقتیں آتی ہیں اور پھر سسٹم کو derail کیا جاتا ہے۔ہم اس وجہ سےکہتےہیں کہ ہم (ن)لیگ کی حکومت کو گرانے نہیں دیں گے، کوئی ان سے محبت کی بات نہیں کرتے، ہم جمہوریت کی خاطر ان کےساتھ ہیں اور ہم جمہوریت کی خاطر ان کا ساتھ دیں گے۔

یہاں پہ بڑی بڑی باتیں کی گئیں۔ یہاں کہا گیا کہ خورشید شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ ان کو confusion تھی۔ اسحٰق ڈار کی تقریر پہ

confusion تھی۔ سر اسحٰق ڈار کی تقریر پہ تو پوری دنیا کو confusion ہے خورشید شاہ صاحب کیا چیز ہیں۔ خورشید شاہ صاحب کو تو ہے ہی ہے۔ میں قسم سے کہتا ہوں کہ پوری دنیا کےجو لوگ یہاں بیٹھےہیں ان کوبھی confusion ہے،اس کی سمجھ میں نہیں آرہی کہ یہ بجٹ ہے، ٹھیک ہے حکومت میں بیٹھے ہیں اور سپورٹ کرنا ہے' confusion تو بالکل ہے۔

بجٹ میں بات کی گئی کہ بجٹ میں کرپشن نہیں ہے۔ سر یہ کس کرپشن کی بات کررہےہیں۔ سر یہ circular debtکیا تھا، یہ گردشی قرضے کیا تھے۔ آپ نے آتے ہی اتنے ارب یہ گردشی قرضے کیمپنیوں کو دے دئے۔وہ چھ سو ارب کیا تھا' اور یہ گردشی قرضے کرپشن نہیں تھی تو کیا تھی۔ یہاں میرے دوست نے بات کی ہے پیپلز پارٹی نے economy lease پہ دی تھی۔ سر خدا کےلئے آپ مشرف کےساتھ تھے، مشرف نے تو پورا ملک lease پہ دے دیا تھا۔اس وقت کیا تھا۔ آپ اس وقت بھی اس کےساتھ تھے۔ توآپ نہ کہیں۔ ہماری سندھی میں مشہور مثال ہے کہ۔۔

''ایک دفعہ بھینس نے گائے کو کہا کہ جا تیری پوچھ کالی ہے'اب اپنی طرف دیکھا نہیں کہ وہ خود پوری کی پوری کالی تھی ''۔خدا کے لئے آپ لوگ اس طرح کے لیکچر یہاں کھڑے ہوکے نہ دیں، آپ اس طرح کی باتیں نہ کریں۔

یہاں Finance Ministry کی بات کی گئی کہ ان کےپاس فنانس منسٹر ایک نہیں ہوتا تھا، فنانس منسٹرز تبدیل کئے جاتےتھے، فنانس منسٹر زنہیں ملتے تھے۔ خدارا اگر آپ ہمارا بارہ تیرہ بجٹ دیکھیں اور ان کا اس سال کا دیکھیں،

ہماری حکومت اس بجٹ میں ان سے بہت بہتر تھی۔ یہاں inflation کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہinflation control ہو گئی ہے۔ سر میں آپ کو عرض کر دوں کہ میں کوئی اکانومسٹ نہیں ہوں، میں کوئی financial expert نہیں ہوں۔ سر بلوچ بندہ ہوں اور سیدھی سادھی بات کرتا ہوں اور مجھے سیدھی سادھی بات سمجھ میں آتی ہے۔یہ کہتےہیں کہ ہمارے دور میں inflation بہتر ہوئی ہے۔ سر پیپلز پارٹی نے جب اقتدار چھوڑا تو ا س وقت inflation 5 % تھی، آج inflation جا کے آٹھ فیصد پہ پہنچ گئی ہے۔ یہ کہتےہیں کہ ہم ڈالرز لائے، ہم نے یہ بہتر کیا، ہم نے افراط زر بہتر کیا۔

سر مجھے یہ بتائیں تو سہی کہ ایک غریب آدمی کو کیا ملا، ا س کو مہنگائی ملی، اس کو بے روزگاری ملی اور یہ کہتےہیں کہ چیزیں بہترہیں، ہم یہ کر دیں گے۔ کوئی بہتری نہیں ہوئی، غریب عوام کےلئے کوئی بہتری نہیں ہوئی۔ کل یہاں floor of the House آنریبل ممبر اسد عمر صاحب نے جس طریقے سے فیگرز پیش کئے۔ مطلب اس نے ان کو سارا آئینہ دکھا دیا کہ آپ کے دور میں تھا They called it کہ ہمارا جو پانچ سالہ دور تھا۔ انہوں نے کر کے بتایا اور اس دور میں کیا تھا اور اب کیا ہے۔ سر یہ باتیں کرتےہیں۔ یہ جس طریقے سے جارہےہیں ُہم تو کہہ رہےہیں کہ ہم جمہوریت کی خاطر ان کےساتھ ہیں۔

میں یہ بھی بتا دوں کہ آج اگر یہ اقتدار میں بیٹھےہوئےہیں، اس کی اگر mainوجہ ہے تو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ہے، پاکستان پیپلز پارٹی ہے اور صدر آصف علی زرداری کی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ تو 2008 کے الیکشن کا بائیکاٹ کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے الیکشن ہی نہیں لڑنے ُلیکن یہ

پیپلز پارٹی تھی اور انہوں نے کہا کہ نہیں الیکشن میں participate کرنا ہے۔اگر وہ 2008 میں ہی اس scene سے آؤٹ ہوتے تو آج شاید یہ اقتدار میں بھی نہیں ہوتے۔

سر تین main چیزیں ہیں جو ملک کی اکانومی کو چلاتی ہیں۔ manufacturing, services and agriculture' یہ کسی بھی ملک کی اکانومی کی back bone ہیں، کسی بھی ملک کیeconomy لے لیں۔ ان کےدور میں کیا ہوا 'سروسز نیچے آگئی ہیں، ایگریکلچر نیچے آگئی ہے، تو چیزیں بہتر کہاں ہیں۔ ہمارے دور میں ریکارڈ گندم کا اضافہ ہوا تھا اور ہم نے ایکسپورٹ کیا'اور اب دیکھیں کہ گندمimportکرنے جارہےہیں، وہ پلان کیا گیا ہے۔ سروسز پہ اور ٹیکسز لگائے گئےہیں توکیسے چیزیں بہتر ہوگئی ہیں۔ آپ کی imports بڑھ گئی ہیں، جبimports بڑھتی ہے تو اکانومی بہتر کیسے ہو جاتی ہے، مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ مجھے اس طرف سے کوئی سمجھا دے کہ اگر آپ کی imports بڑھتی ہے تو اکانومی بہتر کیسے ہوتی ہے۔

جہاں تک میں نے پڑھا ہے کہ جب کسی بھی اکانومی کی imports بڑھتی ہیں تو سمجھ لوکہ اس کی اکانومی صحیح نہیں جارہی۔ ایک عجیب بات جو مجھےسمجھ نہیں آتی کہ اس حکومت نے'یہ پہلے ہم سنتے تھے کہ ''اندھیر نگری چوپٹ راجہ'' لیکن آج وہ دیکھ رہےہیں 'اندھیر نگری چوپٹ راج'۔ اگر ملک میں foreign investor آئے تو اس کو کم ٹیکس دینا ہوگا اور اگر local investment کرے تو اس کو زیادہ ٹیکس دینا ہوگا 'سر یہ کہاں کا انصاف ہے'۔ آپ foreigners کوزیادہ سہولت دیں گے اور اپنے لوکل کو کم سہولت دیں گے۔

سر پیٹرولیم کی پرائسز بڑھ گئیں۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ لوڈشیڈ نگ کو ختم کر دیں گے، لوڈشیڈ نگ کو ختم کرنے کے وعدے کہاں گئے ؟۔ ختم کو تو چھوڑیں، ختم کو تو ہم نہیں مانتے، کم کرنے کےوعدے کئے تھے۔ سر اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے لوڈشیڈ نگ ہوتی ہے اور انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ سر لوڈشیڈ نگ بہتر کیسے ہوگی، بہتر ہو ہی نہیں سکتی، جس طریقے سے یہ لوگ جارہےہیں۔ سر جب دنیا میں بجلی پیدا کی جاتی ہے، گیس پہ جب پیدا کی جاتی ہے تو کم خرچہ لگتا ہے اور جب پیٹرول پہ پیدا کی جاتی ہے تو پھر زیادہ خرچہ لگتا ہے۔ انہوں نےگیس والی چیزیں کر دیں ہیں اور پیٹرول پہ بجلی زیادہ لینا شروع کر دی ہےتو کہاں سے لوڈشیڈ نگ ان کےکنٹرول میں آئے گی۔

انہوں نے ا س بجٹ میں دودھ کی نہریں ڈال دی ہیں۔ انہوں نے امیروں کا بجٹ غریبوں کےنام کیا ہے۔ یہ بجٹ کب بڑھاتےہیں، غریب لوگوں کو کب ریلیف دیتےہیں۔ مجھے تو یاد نہیں ہے کہ کبھی بھی اس گورنمنٹ نے غریبوں کو ریلیف دیا ہو۔ سر یہ بزنس مین ہیں اور بزنس کرتےہیں، بزنس کے طریقے سے سوچتےہیں اور اس طریقے سے بزنس مین کے لیے بجٹ بناتےہیں، انہی کےلئے سوچتےہیں۔ یہاں کھڑے ہوکےکیا باتیں کرتے ہیں کہ ہم نے غریبوں کےبجٹ دیا ہے، غریبوں کےلئے انہوں نے کچھ بھی نہیں دیا۔

آپ دیکھیں کہ MNAs کو development دی جاتی ہے، وہ بھی انہوں نے روک دی۔ ان کو وہ دن یاد نہیں ہیں کہ جب گیلانی کے پاس ان کےممبر یہاں کھڑے ہوتے تھے اور کروڑوں روپیہ development کے لئے لے

کےجاتےہیں لیکن بزنس مین ہیں، وہ لے لیا اور کھا لیا۔ ''میٹھا میٹھا ہپ ہپ کوڑا کوڑا تھو تھو''۔اب ہم نہیں مانگ رہے،ہمیں آپ نہ دیں، ہم اپوزیشن میں ہیں حالانکہ ہم نے سب کو development across the board دی تھی۔ہمیں نہ دیں لیکن کم از کم اپنے لوگوں کو تودیں، جو آپ کے ٹکٹ پہ جیت کے آئے۔

سر جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ایگریکلچر کسی بھی اکانومی کی back bone ہے۔ انہوں نے ایگریکلچر کےلئے کیا کیا ہے۔

انہوں نے ٹھیک ہے تھوڑا ٹریکٹر سستا کر لیا کیا یوریا پر کوئی سبسڈی دی ہے یا یوریا کے ریٹس کو بہتر کیا ہے نہیں، کیا گندم کے ریٹس کو بہتر کیا، کیا کاٹن کے ریٹس کو بہتر کیا، سر ہمارے دور میں بمپر cropsہوتے تھے اور بہتر ریٹ اگریکلچرز کو دیتے تھے ان کو صحیح ریٹ ملتا تھا سر، سر یہاں بات کی جا رہی ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ نمائندہ ہوتی ہے چاروں صوبوں کی کشمیر کی اور گلگت بلتستان کی سر، خدا را اس کتاب میں دیکھو انہوں نے سندھ کے لیے کیا رکھا ہے، بلوچستان کے لیے کیا رکھا ہے اور پنجاب کے لیے کیا رکھا ہے۔

سر میں بس یہ بتانا چاہوں گا اتنی چھوٹی سی یہ بات کہ لاہور کے اگر شاہی باغ کے لیے دو ارب رکھ سکتے ہیں اور تھر کول کے لیے بیس کروڑ رکھتے ہیں سر، comparisonآپ کے سامنے ہے، مطلب سندھ ان کے لیے کم اہم ہے وہ سندھ جو ان کو گیس دیتا ہے، وہ سندھ جہاں پورٹس ہیں، جہاں سے سارے پاکستان کے shipsآتے ہیں کارگو آتا ہے سارا کچھ پورے پاکستان میں اگر کوئی چیز جاتی ہے تو صرف سندھ کی وجہ سے جاتی ہے سر، اس سندھ کو اس

طرح سے neglect کیا جاتا ہے اس بلوچستان کو جس نے قربانیاں دی ہیں، اب مشکل صورتحال میں ہے وہ بلوچستان، اور اس کے لیے کس طرح کے فنڈز رکھے گئے ہیں سر PSDP پورا اٹھا کر دیکھ لیں، پورا اٹھا کر دیکھ لیں سارا پنجاب، پنجاب اور پنجاب ہے مجھے سمجھ میں نہیں آتا یہ یہاں پر بیٹھےپختونخواہ کے دوست کھڑے ہو کر گورنمنٹ کو سپورٹ کرتے ہیں گورنمنٹ میں بیٹھے ہوے سپورٹ کرتے ہیں کہ بجٹ بہت اچھا ہے، سر کوئی اچھا نہیں ہے سر ہم سیکھتے کیوں نہیں ہیں ہم تاریخ سے کیوں نہیں سیکھتے one unit پر آیا تھا تو یہی ہوا تھا، پھر ون یونٹ کے بعد کیا ہوا تھا ایک ملک کا حصہ ہم سے الگ ہو گیا تھا، جناب سپیکر!1971 سے بھی ہم نہیں سیکھے ابھی بھی وہی صرف پنجاب کا گانا گانا ہو گا تو پھر خدا خیر کرے اس ملک کا اللہ کرے کوئی ایسی چیز نہ آئے ہم سندھ والے محبت کرتے ہیں اس ملک سے، ہم سندھ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے پاکستان کے لیے قرار داد سندھ اسمبلی نے منظور کی تھی ہم تو پاکستان سے محبت کرنے والے ہیں بلوچستان کے لوگ پاکستان سے محبت کرتے ہیں۔ ہمارے پختونخواہ کے لوگ محبت کرتے ہیں سر تو جب وہ محبت کرتے ہیں تو ان چھوٹے بھائیوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلو کیوں نہیں سیکھتے اس وقت کے dictator نے جب بنگلہ دیش کو اس کے حقوق نہیں ملے تھے تو کیا ہوا تھا ملک کا ایک حصہ ہم سے کٹ گیا تھا، تو ہم تاریخ سے کب سیکھیں گے سر، مجھے سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ نواز شریف کی گورنمنٹ کب سیکھے گی کب mature ہوں گے۔

سر آپ دیکھیں جب سے یہ حکومت میں آئے ہیں وہی طرز چل رہا ہے وہی 1990 والا وہی 1997 والا وہی بے ڈھنگی کا جو عالم تھا پہلے بھی تھا ابھی بھی

ہے وہی چل رہا ہے سر بہتری تو نہیں ہو رہی army establishmentسے ان کا جھگڑا، میڈیا ان کو سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ ان کو کیسے handleکریں political partiesان کو سمجھ میں نہیں آ رہی اس وقت دہشت گردی سے ہم گزر رہے ہیں اس وقت جس طرح کی دہشت گردی سے گومگوں کی صورتحال ہے کبھی کہتے ہیں ہم باتیں کریں گے کبھی کہتے ہیں ہم ان سے باتیں نہیں کریں گے، ان کو صحیح کر دیں گے سر کب کریں گے صحیح کب یہ جو معصوم لوگوں کا خون ہو رہا ہے یہ خون کی ہولی کب ختم ہو گی سر، مجھے سمجھ میں نہیں آ رہی ان کو فیصلہ کرنا ہو گا، جیسے معزز لیڈر آف اپوزیشن نے کہا ہے کہ وقت پر جو فیصلے ہوتے ہیں سر وہ بڑے countہوتے ہیں، یہ ہمیشہ فیصلے تب کرتے ہیں جب ریل گاڑی چلی جاتی ہے۔ پھر یہ سر پکڑ کر بیٹھ جاتےہیں کہ ہمیں یہ کرنا تھا خدا راء فیصلہ کرو ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں، اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے تو آپ کو فیصلے کرنے ہوں گے تلخ فیصلے کرنے ہوں گے لیکن فیصلے تو کریں، پوری قوم آپ کے ساتھ ہے جس صورتحال سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں لیکن آپ کو نہ قوم کا خیال ہے نہ کسی اور کا خیال ہے آپ اپنی اسی بے ڈھنگی سے چل رہے ہیں خدا راء بزنس مین کی طرح اس ملک کو نہ چلائیں، کیوں خورشید شاہ صاحب نے کہا کہ جو بجٹ ہوتا ہے وہ پولیٹیکل بجٹ ہوتا ہے پولیٹیکل لوگ جب بجٹ پیش کرتے ہیں سر تو وہ سوچتے ہیں وہ غریبوں کا سوچتے ہیں وہ سوچتے ہیں کہ دو وقت کی روٹی غریبوں کو کیسے ملے گی وہ اس کا سوچ سمجھ کر اس کےبعد بجٹ پیش کیا جاتا ہے سر ہم نے غریبوں کی تنخواہیں، سرکاری لوگوں کی تنخواہیں، غریبوں کے لیے روٹی کا سوچ کر بجٹ دیا تھا، ہم نے 125% تنخواہوں میں اضافہ کیا تھا اور ان لوگوں نے کیا کیا۔ دس فیصد پنشن

کی بات کرتے ہیں اور پنشن میں کوئی اضافہ نہیں ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ امیروں کا بجٹ نہیں ہے۔

2000سی سی کی گاڑی میں کون بیٹھتا ہے۔ 2000سی سی کی گاڑی میں غریب تو نہیں بیٹھ سکتا۔ غریب لوگوں کے لیے تو 800سی سی گاڑی بھی نہیں ہوتی۔2000 سی سی کے اوپر جو گاڑیاں ہیں اس کےاوپر ٹیکس کو کم کر دیا گیا ہے۔ سر یہ کیا کر رہے ہیں اور کس طرح کا قوم کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ سر یہ کبھی سنا تھا کہ یورو بانڈ خرید لو اور پھر اس کو انوسٹمنٹ میں ظاہر کر دو اور کہہ دو کہ یہ انوسٹمنٹ ہے۔ مجھے تو اکانومی کا اتنا پتا نہیں ہے لیکن چھوٹی موٹی باتوں کی سمجھ آتی ہے۔ یہ انوسٹمنٹ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کو انوسٹمنٹ کہہ کر آپ بہتر کر لیں۔ کہتے ہیں ڈالر 109 سے 99 ہو گیا ہے۔ سر جب آپ کو ڈالرز ملیں گے تو ڈالر نیچے تو آئے گا۔ جب آپ کو ڈالر بھیک میں ملیں گے تو ڈالر تو نیچے آئے گا۔یہ کوئی آپ نے کمال نہیں کیا۔

میں فنانس منسٹر کی بڑی عزت کرتا ہوں بڑے اچھے انسان ہیں لیکن ہم چھوٹے ہوتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ اللہ دین کے چراغ کو ایسے کرتے تھے اور جن آ جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا حکم ہے میرے آقا۔ ان کے پاس جن ہے اور وہ آتا ہے اور سارا اعلاج کر دیتا ہے اور صحیح کر دیتا ہے اور اکانومی بھی صحیح جا رہی ہے ڈالر بھی نیچے آ گیا ہے مہنگائی بھی ختم ہو گئی ہے۔ سر جن کے پاس وہ علاج ہے لیکن لوگوں کو وہ علاج میسر نہیں ہو رہا۔ وہ علاج لوگوں تک نہیں پہنچ رہا ہے۔ غریب لوگوں کو ابھی بھی وہی مسئلہ ہے کہ ان کے پاس دو وقت کی روٹی نہیں ہے۔ غریب لوگوں کا لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے کوئی کارروبار نہیں

چل رہا۔ سر میرے سندھ میں بہت زیادہ رائس ملز ہوتی ہیں اور کروڑوں اور اربوں روپے کے الیکٹرسٹی کے بلز دیتے ہیں اور ان کی بجلی کاٹ دی جاتی ہے اور ان کو بجلی نہیں دی جاتی جس سے مزدور بےروز گار ہو رہے ہیں۔ غریب بیروزگار ہو رہا ہے۔ کیونکہ ملز بند ہوں گی تو کہاں سے روزگار ان کو ملے گا۔ وہاں تو 18، 18گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہے۔ تو چیزیں بہتر کہاں سے ہو رہی ہیں اور چیزیں بہتر کب ہوں گی سر۔خدا کرے چیزیں بہتر ہوں۔ سر یہاں باتیں کرتے ہیں اور بڑے شعر پڑھے جاتے ہیں شعرو شعری کرتے ہیں۔ آپ کی اجازت سے ایک شعر پڑھ کر اختتام کروں گا۔ جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ شعرو شعری کرتے ہیں۔

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے۔
مجنوں نظر آتاہے لیلیٰ نظر آتی ہے۔

جناب سپیکر:۔ جی عمر ایوب صاحب۔

جناب عمر ایوب خان: جناب سپیکر point of personal explanation. اعجاز جھکرانی صاحب میرے بھائی ہیں۔ صرف میں یہ respond کروں گا۔ میری لائبریری میں ایک کتاب ہے اور بڑی پرانی کتاب ہے چالیس سال پرانی اس میں لکھا ہوا with profound regards to Daddy Sushi. بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: point of personal explanation ہے۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔ جی طاہر اقبال صاحب۔ ان کا نام لیا گیا تھا۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ر) طاہر اقبال : شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں پرائم منسٹر آف پاکستان کو سلام پیش کررتا ہوں۔ ہائے ہائے مت کریں ابھی بات کرتا ہوں آپ سے۔

جناب سپیکر: آپplease address the chair

میجر (ر) طاہر اقبال : جناب سپیکر پرائم منسٹر صاحب نے نہ صرف ایک دو تین سالوں کے بارے میں اپنا vision دیا بلکہ ایسی policies مرتب ہو رہی ہیں جو آنے والے وقتوں میں تقریباً پندرہ سے بیس سال میں اس کے فروٹس سارے نظر آئیں گے اور پاکستان انشاءاللہ زیادہ ترقی کرے گا اور یہ ان ملکوں میں شمار ہو گا انشاءاللہ جہاں لوگ آ کر اپنی نوکریاں ڈھونڈتے پھرتے رہیں گے۔ میں appreciate کرتا ہوں اسحاق ڈار اور ان کی ٹیم کو جنہوں نے یہ بجٹ پیش کیا۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ اپوزیشن جب یہاں تھی تو اپنے بجٹ کو defend کرتے تھے اور اب وہاں چلے گئے ہیں تو تنقید کرتے ہیں۔ بہت سارے لوگ economic stalwarts بھی ہیں اور کئی لوگوں کا ریفرنس دیتے ہیں کہ فلاں ایکسپرٹ نے کہا کہ figure fudge کیے گئے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ جب وہ یہاں پر بیٹھ کر تقریر کر رہے تھے تو وہاں سے یہی الفاظ آرہے تھے کہ یہ figure fudge کر کے بجٹ دے رہے ہیں۔

لہذا یہ گیم اس ہاؤس میں چلتی ہے کہ جب آپ ادھر ہوتے ہیں تو انکار کرتے ہیں اور جب ادھر ہوتے ہیں تو اعتراف کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ پیش کر رہے ہیں وہ سب سے اچھی چیز ہے۔ جناب سپیکر! قبل اس کے کہ میں بجٹ میں جاؤں، کراچی کے معاملات اس نہج پر ہیں کہ اس پوری پارلیمان کو فکرمند ہونا چاہیے اور یہ فکر ہم سب کو لاحق ہونی چاہیے کہ نہ صرف کراچی بلکہ پاکستان کی جو سیکورٹی سسٹم ہیں یا جو دہشت گردی ہے اس کا ہم نے کس طرح مقابلہ کرنا ہے اور ہم سب نے کیا رول ادا کرنا ہے کہ پاکستان سے دہشت گردی کا خاتمہ ہو سکے۔ تا کہ آنے والے وقتوں میں ہم اس طرح کے بجٹ پیش کر سکیں کہ وہ قوم اور ملک کی ترقی کی ضامن بن سکیں۔ جناب سپیکر! کراچی کی بات ہوئی تو بہت سارے دوستوں نے پہلے بھی کہا کہ ہم نے کیا کیا۔ کیا سب بھول گئے کہ آج سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے کراچی میں مسٹر محمد نواز شریف پرائم منسٹر صاحب نے وہاں پر بیٹھ کر ٹاپ کلاس جتنی ایگزیکٹو اور انٹیلی جنس ایجنسیز تھیں ان کا گھنٹوں اجلاس کیا اور ایسے فیصلے کیے جو کہ سیکورٹی کے لیے ضروری تھے اور وہ ان پر اب بھی لاگو ہو رہے ہیں اور کام ہو رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو ایکشن اس دن ہوا اور بہت سارے خود کہہ رہے ہیں کہ یہ آج کی بات نہیں ہے پچھلے پندرہ بیس سال سے terrorism کا پوری دنیا میں دور دورہ ہے اور پاکستان میں بہت زیادہ ہے اور افغان وار کے بعد یہ بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ بہت سارے agents جو launch کیے جا چکے ہیں they are working as sleeper agents اور جب ان کو پیچھے سے agent handlers دیتے ہیں تو وہ کاروائی کرتے ہیں۔ میں سلام پیش کرتا ہوں ان شہداء کو کہ جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اس ملک خداد اد کے ائیرپورٹ کے حملے کو

روکا اور وہاں پر یہ ثابت کیا کہ پاکستانی قوم آج بھی ایسی قوم ہے کہ جب وقت آئے گا تو انشاءاللہ یہ شہداء قربانیاں دیں گے۔ اور قربانیاں دینے کے ساتھ ساتھ یہ سیسہ پلائی دیوار بن کر اس ملک کا دفاع کریں گے اور میں سمجھتاہوں اور رب تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جو ایسے آپریشن میں شہید ہوتے ہیں تو ان کی بخشش فرما دے اور ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ یہ جو ملک تیرے نام پر لیا گیا ہے اس کی حفاظت فرما۔ آج امت جس نہج پر ہے اور جس طرح تباہ و بربادی اس امت کی ہو رہی ہے تو ہمیں ڈرہے کہ ہمارا رب کہیں ہم سے ناراض تو نہیں۔ لہذا ہمیں مل کر اپنے رب کی طرف رجوع کرنا ہو گا اور معافی مانگنی ہو گی تا کہ ہم مسلمان امت اپنے رستے پر چل جائیں اور پاکستان حفاظت میں ہو اور جب پاکستان حفاظت میں ہو گا تو سارے لوگ آئیں گے اور حکومتیں بدلی ہوں گی اور ایسے بجٹ پیش ہوں گے کہ پاکستان دنیا میں چمکتا ہوا ستارہ نظر آئے گا۔

جناب والا! دو تین اہم چیزیں جو اس بجٹ کے حوالے سے تھیں اور جو basic principles رکھے گئے تھے کہ سب سے پہلے گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے اپنے deficitکو کم کرنا ہے۔ اور یہ بڑی خوش آئین بات ہے کہ ہم نے اپنے deficit 5.8 سے نیچے 4.9 پر لے کر آئے ہیں۔ یہ کارکردگی شاید بہت سارے لوگوں کو پسند نہیں آئے گی لیکن ایک سال میں یہ کام کرنا اور جب کہ آپ کے پاس وقت بھی تھوڑا تھا اور حالات بھی ایسے تھے اور اکانومی جس نہج پر تھی وہ ہم سب کو پتا ہے اور اسی اکانومی کی نہج کی وجہ سے پچھلے الیکشن کے رزلٹ آئے اور لوگوں نے وہ چیزیں مسترد کر دیں کہ جن کی وجہ سے یہ معاملات خراب ہوئے اور آج اللہ کے فضل سے مسلم لیگ two-third

majority کے ساتھ یہاں پر بیٹھی کام کر رہی ہے اور انشاءاللہ ہم ایسے کام کریں گے جو پندرہ بیس سالوں میں اس ملک کو اس نہج پر لے جائیں گے کہ جیسے میں نے پہلے کہا کہ بہت سارے دنیا کے لوگ یہاں پر نوکریاں ڈھونڈنے کے لیے آئیں گے۔ ہماری دوسری بات raising of tax تھا۔ میں مانتا ہوں کہ جو ہم نے target set کیا وہ پورا نہیں ہو سکا۔ لیکن میری ان دوستوں سے استدعاء ہے کہ گلاس میں جتنا پانی ہے اس کو تو recognize کرو، جو خالی ہے اس کا تو سب ذکر کرتے ہیں، جی ڈی پی کا کہتے ہیں کہ 4.1 فیصد پر آئی ہے، خدارا یہ تو acknowledge کرو کہ پچھلے چھ سالوں سے 3.6, 3.7 سے اوپر نہیں گئی اور اس دفعہ 4.1 پر تو آئی۔ میں نے خود بہت سارے آرٹیکل پڑھے ہیں کہ جہاں پر لکھا ہوا ہے کہ پاکستان کی جی ڈی پی 4.1 فیصد ہے۔ یہ recognize تو کریں اور میں مانتا ہوں کہ شاید ترقی بہت کم ہے یا اس میں increase بہت کم ہے، لیکن increase تو ہے اس کی ہمیں داد تو دیں۔ یہ پوائنٹ سکورنگ کرنے کی بجائے اس ایوان سے میرے سارے بھائی اور بہنوں سے درخواست ہے کہ خدارا اس طرح کے comments دیں اور اس طرح کی suggestions لے کر آئیں کہ ہم اگر بجٹ میں کوئی اور تبدیلیاں لا کر اس بجٹ کو بہتر کر سکتے ہیں تو that is a better option than scoring political points اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اگر ہم اپنی عوام کو اپنے ووٹروں کو یہ میسج دینا چاہتے ہیں کہ ہم سارے یہاں پر sincerely بیٹھ کر جو ڈسکشن کر رہے ہیں وہ پاکستان کی بہتری کے لیے نہ کہ ہم finger pointing ایک دوسرے پر کر رہے ہیں۔لہذا recognize کرنا چاہیے کہ پاکستان کی گورنمنٹ جس کو ہم کہتے ہیں کہ ایک سال ہمارا fire fighting میں گزرا اور fire fighting کے بعد انشاءاللہ اس فائر کو بجھا کر اس کی بنیاد ہم اب رکھ

رہے ہیں اور اگلے چار سالوں میں ایسی بنیاد رکھی جائے گی کہ آپ کو سب نظر آئے گا۔

جناب والا! گورنمنٹ آف پاکستان نےحتیٰ الوسع کوشش کی کہ inflation کو روکا جائے اور یہ inflation اس وقت 8.5 فیصد پر ہے۔ اس کے لیے جو instructions مختلف ادوار میں MNAs اور ایم پی ایز کو دیے گئے کہ آپ ریٹ کی چیکنگ کریں، منڈیوں میں چھاپے ماریں اور یہ گورنمنٹ کا حکم تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ MNAs اور MPAs نے بھی interest show کرتے ہوئے گورنمنٹ کے احکامات کو بجا لاتے ہوئے جا کر منڈیوں میں صبح پانچ چھ بجے دیکھا کہ مال کس بھاؤ بک رہا ہےا ور پھر جہاں پر مال کا بھاؤ زیادہ تھا تو وہاں پر ان کو متنبہ کیا کہ آپ یہ کام مت کریں اور ان کو سزائیں بھی ہوئیں اور جرمانے بھی ہوئے۔ ہم تو کر رہے ہیں اور آنے والے وقتوں میں کرنا چاہیں گے کہ ریٹس کسی چیز کے نہ بڑھیں اور لوگوں کو سستا مال ملے۔ لیکن جب ہم زراعت کی بات کرتے ہیں اور ہم روز یہ لاگ لاپتے ہیں کہ زیمندار کو اس کی فصل کی قیمت زیادہ دی جائے اور جب آپ زیمندار کو پیسہ زیادہ دیں گے تو لازمی بات ہے کہ جب مارکیٹ میں چیز زیادہ آئے گی تو اس کا ریٹ بھی زیادہ ہو گا۔ لہذا ہم نے یہ بیلنس کرنا ہے کہ ہم نے زیمندار کو کیا facility دینی ہے اور کیا ریٹ دینا ہے اور مارکیٹ میں ہم نے کس طرح کنٹرول کرنا ہے اور یہ اب ہو رہا ہے۔ پہلے چونکہ ناظموں کا اپنا تعلق دکانداروں کے ساتھ تھا اور منڈیوں والوں کے ساتھ تھا اور ریٹ کنٹرول نہیں تھے۔ا ب جبکہ مجسٹریٹوں نے یہ کام شروع کر دیا ہے اور ایم پی اے اور MNAs بھی کوشش کر رہے ہیں کہ concession نہ ہو تو میں یقین سے کہہ سکتاہوں کہ دنیا پوری میں جس

طرح inflation چل رہی ہے اس طرح پاکستان میں شاید نہیں ہو گا، ہم کنٹرول کریں گے اور گورنمنٹ کے بجٹ کا یہ ایک principle ہے۔

جناب والا! جو بات ہو رہی ہے کہ انہوں نے دو ارب ڈالر کے یورو بانڈ خرید لیے ہیں اور اس میں show کر رہے ہیں۔ appreciate تو کرنا چاہیے کہ یہ گئے اور بیچتے رہے اور بکے نہیں اور واپس آگئے۔ ہم نے اللہ کے فضل سے جو پلان کیا تھا کہ Eurobonds کےfive hundred million ہوں گے تو لوگوں نے interest show کیا اور دو بلین کی یورو بانڈ کی خرید ہوئی۔ ہمیں تو سات بلین مل رہے تھے لیکن ہم نے پاکستان کے interest کو سامنے رکھتے ہوئے صرف دو بلین آئے ہیں وار کیا وہ پیسہ کسی جگہ پر invest نہیں ہوا، استعمال نہیں ہوا تو یہ کہیں۔ جب وہ آکر استعمال ہو گیا اور invest ہو گیا تو investment ہے ہی ہے۔ تو پھر اس بات سے انکاری کیوں ہیں کہ دو بلین ڈالریورو کی investment ہے وہ نہیں ہوئی۔ اسی طرح تھری جی اور فور جی کی کی سیل سے ایک بلین بیس کروڑ وریے ہمارے پاس آرہے ہیں اور، اور آئیں گے۔ کیونکہ ہمارے پاس ابھی بھی دو چینل ہیں جو ہم نے بیچنے ہیں تو جب یہ پیسہ آئے گا اور ٹیلی کمیونیکشن کے سیکٹر میں استعمال ہو گا اور دوسری ڈویلپمنٹ میں استعمال ہو گا تو لازمی بات ہے کہ پاکستا ن کے اندر اور اسی لیے اب یہ کہتے ہیں کہ ریٹ کم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ڈالر باہر سے آرہا ہے، باہر سے remittances بھی آرہی ہیں اور لازمی بات ہے کہ ڈالر کا ریٹ ٹوٹا اور نیچے آیا اور یہاں پر فنانس منسٹر نے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ میں اس کو سو سے نیچے لے کر آؤں گا۔ ہم سو سے نیچے لے کر آئے۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہم resign کریں گے اگر سو سے نیچے آگیا تو میری ان سے درخواست ہے

کہ اپنا وعدہ پورا کریں اور ریزائن کر دیں کیونکہ ہم نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ہے۔ جناب والا! as far as the development projects are concerned میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ آف پاکستان نے تقریباً ایک سو ارب روپیہ پچھلے بجٹ سے بڑھایا ہے development programmes سے،بہت سارے دوست اس وقت کہہ رہے تھے کہ جناب کر تو دیا انہوں نے۔لیکن پھر کل پرسوں کہیں گے کہ پیسہ کم ہوگیا یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔میں یہ کہتاہوں کہ ہمارا vision ہے کہ ہم نے پروجیکٹس چلانے ہیں۔جناب والا! صرف ایک پروجیکٹ کی جس کی میں بات کرنا چاہتاہوں امپارٹنٹ،113 بلین ہائی ویز کے لیے رکھے گئے ہیں اور یہ ایسا پیسہ ہے کہ صرف کاشغر،گوادر corridor اگر آپ کا کھل جائے گا۔صرف یہاں سے millions of containers جائیں گے چائنہ کے اور میں سمجھتاہوں کہ اتنا ڈالر آپ کے پاس آئے گا کہ شاید آپ کو کہیں سے ڈالر مانگنے کی ضرورت نہیں تھی یہ vision ہوتا ہے اگلے پندرہ تیس سالوں کا۔اسی طرح لاہور،کراچی موٹروے یہ پروجیکٹس ہیں ایسے جو آئندہ آنے والے،پہلے جناب یا پنڈی کا موٹروے بن رہا تھا اسلام آباد سے لاہور کا لوگ کہتے ہیں کہ جی کچھ نہیں۔آج وہاں پر آپ کو کئی دفعہ ٹول پلازے پر بیس بیس منٹ کھڑا ہونا پڑتا ہے۔جب ترقی کی راہ پر چلنا ہے تو infrastructure like motorways like railways, fast railways یہ جب تک آپ develop نہیں کریں گے،اس وقت تک develop نہیں کرسکتی۔ا3G, 4G کے آنے سے جو estimate ہے وہ تقریباً نولاکھ لوگوں کو روزگار ملے گا جناب والا! جناب سپیکر! یہ vision ہے جس کے تحت ہم چل رہے ہیں۔

ہم ایک دن یا دو دن یا ایک سال کے پروگرام پیش نہیں کررہے ہیں۔اسی طرح جناب والا! پاکستان گورنمنٹ کی جو سوچ ہے یہ most important factorاس وقت ہے that is energy crises اور میں مانتاہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جی اتنی جلدی آپ نے وعدہ،ہم نے وعدہ ضرور کیا ہے کہ ہم لوڈشیڈنگ ختم کریں گے،لیکن ہم نے ٹائم لمٹ کبھی نہیں دی۔ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ میاں صاحب نے ایک دفعہ جلسے میں بھی کہا کہ میں ٹائم لمٹ نہیں دوں گا۔لیکن میں جناب والا! میں یہ وعدہ کرتاہوں اور انشاء اللہ یہ ثابت ہوگا کہ اگلے چار سالوں میں آپ کے پاس اتنی بجلی ہوگی کہ آپ لوڈشیڈنگ کیا آپ سستی بجلی لوگوں کو دیں گے اور خاص طور پر اگر ڈیامیر،بھاشا ڈیم دو دفعہ سستا کیوں ہے انہوں نے۔لیکن ڈیا میر،بھاشا ڈیم پر پیسہ کیا خرچ ہوا یہ تواں سے پوچھیں اگر وہ ہی ڈیم ڈیامیر،بھاشا ڈیم پر آج اس پر کام ہوا ہوتا تو آج جناب والا!مکمل ہونے والا ہوتا اور جو ہم اب کررہے ہیں۔اس میں سے تقریباً ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی ملے گی اور ساتھ ساتھ 4.5ملین ایکڑ feet پانی کا reservoirجو پاکستان کی ایک requirementہےایگریکلچر سیکٹر کی وجہ سے،اس لیے ہم آپ ڈیامیربھاشا ڈیم دیکھیں،آپ دوسرے ڈیم دیکھیں جو ہیں،گونجی پراجیکٹ دیکھیں جو ساڑھے سات ہزار میگاواٹ دے گا جناب،داہسو پراجیکٹ شروع ہے جو ساڑھے چار ہزار صرف یہ تین ڈیمز بننے سے،باقی ڈیموں کے نام ہی میں نہیں لے رہاہوں جناب والا! کم ازکم اگلے چار پانچ سال میں انشاء اللہ یہ گورنمنٹ آپ کو بیس سے پچیس ہزار میگاواٹ بجلی دے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔یہ سوچ ہے اس گورنمنٹ کی جو ہم کرنا چاہ رہے ہیں جناب والا! اور انشاء اللہ یہ ہوگا کیونکہ جب آپ کی نیت ٹھیک ہو،جب قوم آپ کے پیچھے کھڑی ہو تو انشاء اللہ یہ پراجیکٹس مکمل ہوں گے اور میں سمجھتاہوں کہ آج پرائم منسٹر قوم سے یہ کہہ بھی

دیں کہ میں چھوٹے موٹے پراجیکٹ چھوڑ کر ڈیموں میں سارا پیسہ لگاؤں گا۔میں یقین کرتاہوں کہ لوگ کہیں گے کہ آپ ڈیم بنادیں چھوٹے پراجیکٹ نہ بھی چلیں تو کوئی بات نہیں یہ ایک بہت بڑا important factor ہے یہ ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے۔جناب والا! ایگریکلچر سیکٹر ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ 72 per cent of your economy depends on agricultureاور اس میں بہت ساری جو سوچ آرہی ہے No doubt کہ ایگریکلچر صوبائی گورنمنٹ کے پاس ہے۔لیکن گورنمنٹ آف پاکستان اس پر بہت سارا پیسہ لگانا چاہ رہی ہے اور اس میں بہت بڑی اہم چیزیں ہم کررہے ہیں۔crop insuranceجو پہلے کبھی نہیں ہوئی،غریب،زمیندار وہ بیچارا جب اپنی cropلگاتا ہے تو کوئی نہ کوئی آفت آجائے۔ابھی بھی کئی لوگوں کی فصلیں بارشوں میں تباہ ہوئی۔اگر ان کی crop insuranceہوگی تو لازم بات ہے کہ ان کو کچھ نہ کچھ benefitاپنی محنت کا ملے گا۔اسی طرح لائیوسٹاک،لائیو سٹاک جناب والا! بڑا اہم ہے اور پاکستان دنیا میں تقریباً دو نمبر ہے مل پروڈکشن میں تو کیوں نہ ہم اس کو value addedکی طرف لے جائیں۔لوگوں کے جانوروں کی انشورنس کی بات ہو رہی ہے،جب زمیندار کو پتہ ہوگا کہ اگر اس نے جانور رکھیں اور وہ insured ہے تو وہ کل اپنا دودھ بھی بھیج سکے گا اور جانوروں کی حفاظت بھی کرسکے گا۔خدانخواستہ اگر کوئی جانور مر بھی جائے تو اس کو پیسہ بھی ملے گا تو ہر زمیندار چھوٹا موٹا جو ہے وہ کام کرے گا اور وہ کوشش کرے گا کہ ایسے جانور پالے کہ جن کی انشورنس بھی ہو،وہ اپنا روزگار بھی کمالیں اور پنے گھر والوں کی دیکھ بھال بھی کرسکیں تو یہ important factorا کی بات ہے۔پھر ہم بات کر رہے ہیں پانی کی۔گورنمنٹ آف پاکستان اس وقت جو پانی irrigation سسٹم ہے اس کو improveکرناچاہتی ہے۔ہم canal کو improveکرناچاہتے ہیں جو واٹر آپ کے خالی ہیں پانی کے

ان کو پکا کرنا چاہتے ہیں،نہ صرف یہ کہ بلکہ گورنمنٹ آف پاکستان latest technology of irrigation introduce کرارہی ہے۔اس میں drip irrigation ہے،pipe irrigation ہے،دوسرے سسٹم ہیں land laser leveling ہے۔جس سے آپ تیس فیصد جناب والا! آپ پانی کی بچت کرسکتے ہیں۔

لہٰذا گورنمنٹ اس طرف بھرپور توجہ دے رہی ہے اور زمیندار کو یہ modern technologies for crops جو crops ہیں کہ بے وقت آپ سبزیاں اگائیں دنیا میں،نہ صرف یہ کہ گورنمنٹ یہ بھی چاہ رہی ہے کہ ایگریکلچر کو ہم value added کریں کہ ہمارے پاس storage system، cold store تاکہ زمیندار اپنی crop کو وقت پر سنبھال کر اس کا آنے والے وقتوں میں اس کو فروخت کرکے اچھے پیسے کما سکے۔کیونکہ آج بھی جب سیزن ٹاپ پر ہوتا ہے تو زمیندار کی ایسی سبزیاں،بھینڈی ہوگی،پیاز ہوگیا،ٹماٹر ہوگئے سر ان کی قیمت اتنی نیچے چلی جاتی ہے کہ اس کو ضائع کرنا سمجھتاہے۔لہٰذا گر ہم یہ سسٹم جو cold storage ہم لوگوں کو اس سے آپ کی value added crops ہوں گی اور اس کو نہ صرف پاکستان میں بلکہ آپ آرام سے ایکسپورٹ بھی کرسکتے ہیں۔اسی طرح جناب والا! اگر ہم ٹیکسٹائل کی طرف جائیں جو ایک بہت بڑا factor ہے۔پاکستان کے ایکسپورٹ میں ٹیکسٹائل ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتی ہے اور گورنمنٹ آف پاکستان اس پر بالکل متحد ہے کہ ہم نے ٹیکسٹائل کو promote کرناہے۔ اس کو promote کرنے کے لیے گورنمنٹ آف پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کو value added کرکے بھیجیں گے اور اس کے لیے جو ایک سکیم introduce کی جارہی ہے تقریباً تیس ہزار نوجوان بچوں کو ٹریننگ دی جائے گی تاکہ وہ اچھا value added product تیار کر کے اس کو

export کرنے کے قابل بناسکے۔ان بچوں کو نہ صرف ٹریننگ دی جائے گی۔بلکہ ان کو آٹھ ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ بھی دی جائے گی تاکہ وہ کام بھی سیکھ سکیں اور اپنی روٹی بھی کما سکیں تو یہ vision ہے جناب والا! کہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹیکسٹائل انڈسٹری کو اور اسی کے ساتھ ہم بجلی پر کام کررہے ہیں توہمیں چھوٹ ملی ہے یورپ اور امریکہ سے تو اس کالازم ہم یہ فائدہ اٹھاناچاہتے ہیں تو انشاءاللہ اگر دوسال میں ہماری بجلی اتنی ہوجائے گی کہ ہمیں جو facility ملی ہے۔ہمارے اپنے textile goods export کے قابل ہوں گے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے اور انشاء اللہ پاکستان کی ایکسپورٹ بڑھیں گی۔پہلے بھی بڑھی ہیں اور آنے والی وقتوں میں بھی بڑھیں گی۔

جناب والا! اسی طرح میں سمجھتاہوں کہ پاکستان میں یوتھ کا ایک بہت بڑا رول ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے دہشت گردی کو ختم کرنا ہے تو یہ بہت اچھا لائحہ عمل ہے کہ ہم یوتھ کو اس ٹریک پر لگائیں جہاں پر وہ اپنی زندگیاں آرام سے گزار سکیں۔وہ کوئی کام سیکھ سکیں وہ تعلیم حاصل کرسکیں اور پھر اس main stream کہ ان کو کوئی دہشت گرد لاکر،ان سے دہشت گردی کے اقدام نہ کراسکیں۔جناب والا! یہ بڑا important ہے کہ میاں صاحب نے اس وقت اللہ کے فضل سے فنانس منسٹر نے کہ ہم نے دو سوفیصد بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کو بڑھایاہے تاکہ نوجوان اس سے مستفید ہوسکیں۔بیس بلین کے ہم نے نوجوانوں کے لیے 128 پروگرام رکھے ہیں۔HEC ہم نے جناب والا! بیس بلین روپیہ فالتو دیا ہے HEC plus 43 بلین روپیہ تقریباً63بلین روپے HEC کے پاس ہوگا تاکہ نوجوان نسل جو رسرچ کرنا چاہتی ہے جو ہائر ایجوکیشن میں جاناچاہتے ہیں۔اس کے اوپر چل کر اس ملک کو اپنے علم سے مستفید کرسکیں تویہ سوچ ہے

جناب والا! یوتھ کے لیے اور میں یہاں پر ایک suggestion بھی دینا چاہوں گا کہ ہمارے ماشاء اللہ ابھی کیڈٹ کالج بھی اچھے ہیں۔چل رہے ہیں اور یہ کیڈٹ کالج سارے انجنیئرز یا ڈاکٹرز produce نہیں کرتے۔میٹرک کے بعد اگر اہم دیکھتے ہیں جو ٹاپ کے بچے جو انجنیئر وغیرہ بننے کے قابل ہیں ان کو اس طرف لگادیں اور جو کمزور بچے ہیں۔اگر ان کو ہم ٹیکنیکل ایجوکیشن دے دیں تو وہ بچے بہت discipline technical لوگ آپ کے پاس ہوں گے جو آپ کی انڈسٹری کو چلانے میں بہت زیادہ مفید ہوں گے تو اگر اس پر سوچا جائے کہ اگر کیا ہم کیڈٹ کالج میں دو سال کا ٹیکنیکل پروگرام اس سال چلاسکتے ہیں وہ بچے جو اچھے مارکس نہیں لیتے۔کیونکہ میٹرک یا بارہویں کے بعد پھر وہ بیچارے نوکریوں کے چکر میں ہوتے ہیں اور اگر وہ ٹیکنیکل ایجوکیشن لیکر باہر نکلیں گے اپنا ڈپلومہ لیکر آئیں گے تو ان کو نہ صرف پاکستان میں بلکہ ان کو باہر بھی نوکریاں مل سکتی ہیں۔جناب والا! یوتھ کے لیے میں سمجھتاہوں کہ activity generate ہونی چاہیں۔ خاص طور پر sports activities کیونکہ وہ کیا کہتے ہیں free mind is devil's mind. اگر بچوں کو ہم facility دیں گے تو سپورٹس نہ صرف سکول کالجز بلکہ ہمیں ہر گلی محلے میں جہاں پر بھی بچوں کا interest ہو آپ دیکھیں مٹی میں بچے کھیل رہے ہیں فٹ بال کھیل رہےہیں ان کے لیے facilities available کریں تا کہ شام کا وقت جو وہ ضائع کرتے ہیں کہیں آوارہ گردی میں یا کسی اور عادت میں پڑتے ہیں اگر ان کو sports facility دیں گے تو یہ یوتھ آپ کی نہ صرف physically fit ہو گی بلکہ mentally بھی fit ہوں گے اور آپ کے لیے بہت ساری تبدیلی اس ملک میں لا سکتے ہیں لہذا ہمیں ان کو استعمال کرنا چاہیے اسی طرح جناب والا! پاکستان میں بہت سارے لوگوں کا گلہ ہے کہ ہمارے غریب لوگوں کے پاس مکان نہیں ہیں تو حکومت

پاکستان نے low cost housing کا بھی بندوبست کیا ہے جس میں تقریباً دس لاکھ روپیہ فی گھر کے لیے گورنمنٹ ان کو لون دے گی اور یہ سٹیٹ بنک بھی ان کو سپورٹ کرے گا اور حکومت پاکستان نے اس کے لیے تقریباً چھ بلین روپیہ رکھا ہے تو جناب والا یہ سارے کہہ رہے ہیں کہ غریب کو کیا ملا غریب کو یہی ملا تیس ہزار جو نوجوان بچے ٹریننگ لیں گے وہ کیا امیروں کے بچے ہوں گے جو apprentice بننا چاہتے ہیں جناب والا یہ جو لوگوں کو لیپ ٹاپ مل رہے ہیں یہ یونیورسٹیوں میں لوگ جائیں گے یا کالجز میں لوگوں کو فیس مل رہی ہے یا ان کے لیے جو 188 پروگرام رکھے گئے ہیں بیس بلین کے تو کیا یہ سارے امیروں کےبچے ہوں گے غریبوں کے بچے نہیں ہیں ان میں جناب والا صرف نقطہ چینی یا اعتراض برائے اعتراض کرنا کوئی فائدہ نہیں ہے یہ سارے لوگ benefit کریں انشاء اللہ پاکستان کے غریب لوگ بھی benefit کریں اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس طرح کے پروگراموں کوسپورٹ کریں اور نہ صرف سپورٹ کریں بلکہ ہم لوگوں کوبتائیں کہ یہ پروگرام غریبوں کے لیے بھی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سارے لوگ کہہ رہے ہیں تنخواہیں بہت کم ہیں تنخواہیں کم ہیں لیکن جناب والا ہمارا جو poverty level ہے وہ بھی آج کل اوپر چلا گیا ہے آپ چلے جائیں میں خود لوگوں سے کہتا ہوں کہ ہر دوست جو مزدوری کر رہا ہے اس کے پاس بھی ٹیلیفون ہے وہ بھی چار پانچ سو روپیہ ٹیلیفون پرخرچ کرتاہے جہاں کہیں آپ جاتے ہیں اکثر لوگ آپ کو کولڈ ڈرنکس پیتے ہوئے نظر آئیں گے اور وہ ہمیشہ یہ کہیں گے کہ آپ کولڈ ڈرنکس پیتے ہیں so level of poverty has gone up. اتنے غریب نہیں اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان میں اتنی غربت نہیں ہے جو لوگ الاپتے ہیں غریب ضرور ہیں کیا ہم سب مل کر ان کی مدد کر سکتے ہیں جناب والا پاکستان دنیا میں دو نمبر پر ہے جہاں تک یہ

philanthropic approach ہے ہم نے لوگوں کو یہ ہزار دو ہزار روپیہ دے کر ایک قسم کا ان کو بھکاری بنا رہے ہیں میری یہ تجویز ہے کہ ہم ان لوگوں کو کوئی چھوٹے پراجیکٹ دے دیں مثال کے طور پر گاؤں میں جوآٹھ دس آدمی ہیں ان کو آپ ایک ٹریکٹر ٹرالی دے دیں اور ان کو مالک بنائیں اور ان کو کہیں کہ یہ ٹریکٹر ٹرالی تمہاری ہے تم اس کو چلاؤ اس سے پیسہ کماؤ واپس کرو جناب والا دو پوائنٹ میں اپنے حلقے کے بارے میں کہنا چاہوں گا۔

جناب والا! چکوال میں Chamber of Commerce Islamabad, Chamber of Commerce Pindi and Chakwal یہ سارے مل کر نیلا دلا کے پاس وہاں پر انڈسٹریل زون قائم کرنے کی کوشش ہےمیری درخواست ہے کہ اس میں گورنمنٹ ہماری بھرپور مدد کرے اور وہاں پر جو ہمیں انٹرچینج چاہیے ہمیں نیلا میں اس کے لیے فنڈز مہیا کیے جائیں۔ دوسری بات یہ کہ چکوال میں بہت سارے لوگ جو فوج کے ساتھ منسلک رہے ان میں سے بہت سارے reservist ہیں جناب ان کی پنشن وہ رو رہے ہیں ان کی پنشن ہزار بارہ سو روپیہ ہے میری فنانس منسٹر صاحب سے درخواست ہو گی یا نوٹس جو لے رہے ہیں کہ براہ مہربانی کہ reservist جنہوں نے 65ء کی جنگ میں 71ء میں شرکت کی ان کی پنشنوں کو بڑھایا جائے جناب والا صحت لازمی ہے کہ صوبوں میں چلی گئی ہے کہ لیکن اسلام آباد کے ہسپتالوں کا حال بہت خراب ہے خاص طور پر میں ذکر کروں گا پمز ہسپتال کا جناب والا جہاں نئی سی سی یو بنی ہے اور وہ تندور کی طرح تپ رہی ہے جو دل کے مریض ہیں ان کوپرابلم ہے میری آپ سے درخواست ہے کہ اس طرح بھی حکومت کو توجہ دینی چاہیے آخر میں میں آپ سب کا مشکور ہوں اور میں اپوزیشن کا بھی مشکور ہوں اور میں

دوستوں سے درخواست کروں گا let us be positive اور ہم positive contribution کریں آج کا یہ جو سیشن ہے اور حکومت کو ایسی تجاویز دیں کہ ہمارے لوگ بھی سن کر خوش ہوں کہ ہم نے کوئی positive contribution کیا ہے بہت شکریہ۔

Mr. Speaker: Thank you. Minister for Finance would like to give a policy statement. Mr. Ishaq Dar Sahib.

POLICY STATEMENT MADE BY FINANCE MINISTER REG: SOCIO ECONOMIC DEVELOPMENT IN THE COUNTRY

جناب محمد اسحٰق ڈار : بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ میں آپ کے توسط سے چونکہ ڈیمز پربہت باتیں ہو رہی ہیں اور آپ اور میں اور دوسرے ساتھی جو ان دونوں ایوانوں میں تھے ہم پچھلے چھ سات سال سے داسو پر بھی بات سنتے رہے ہیں اور دیامیر بھاشا کی بھی بات سنتے رہے ہیں اور پھر یہ بھی ایک وقت آیا آج سے تین سال پہلے کہ ہمیں یہ بتایا گیا as a country کہ آپ یا داسو کر سکتے ہیں یا دیامیر بھاشا کر سکتے ہیں اور پھر یہ بھی وقت آیا جب یہ کہا گیا کہ دیامیر بھاشا جو ہے وہ ایک ہمسایہ ملک سے NOC لینا پڑے گا لیکن جناب والا جب اس ملک میں میاں نواز شریف نے تیسری دفعہ وزیر اعظم کا حلف لیا اس کے بعد ایک فضا تبدیل ہوئی اور دنیا کو وزیر اعظم نواز شریف نے بتایا کہ ہم نہ صرف ایک نہیں ہم دونوں پراجیکٹس کریں

داسو بھی کریں گے اور دیامیر بھاشا بھی کریں گے۔ تو داسو جیسے آپ کو معلوم ہے 4500 میگا واٹ کا ہے فرسٹ فیز میں 2200 اور دوسرے فیز میں 2300 run of the river project ہے لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ جس پر عالمی برادری یہ کہہ رہی تھی کہ ہمسایہ ملک سے آپ این او سی لیں گے تو اس کے بعد آپ شروع کریں گے اب عالمی برادری اس کو ایک سال کی negotiations کے باعث اس کو تسلیم کر چکی ہے کہ کسی ملک سے ہمیں این او سی کی ضرورت نہیں ہے۔ دیامیر بھاشا کے لیے اس بجٹ میں اور اگلے بجٹ میں جیسے آپ کو معلوم ہے جناب سپیکر وزیر اعظم نے خصوصی ہدایات کے تحت 55 بلین روپیز کو allocate کرایا اور دیامیر بھاشا کی جو زمین acquire ہونی ہے جس کا بیشتر کام گلگت بلتستان میں ہے اس کے لیے amount کو allocate کر دیا گیا اور زمین انشاءاللہ acquire کرنے کے process میں ہے اس وقت دیامیر بھاشا کے لیے اسی طرح جناب والا داسو کی ہم بات سنتے رہے میں بھی سنتا رہا سینٹ میں آپ بھی سنتے رہے جو ساتھی ادھر تھے لیکن صرف باتیں ہوتی تھیں کچھ نہیں ہوا کوئی عالمی ادارہ پاکستان کے ساتھ داسو کو فنانس کرنے کے لیے تیار نہیں تھا ہمارے ملک کی معیشت کے اوپر ان کا اعتبار اٹھ چکا تھا وہ یہ predictions کر رہے تھے کہ جون 2014ء میں ان کی معیشت جو ہے وہ بالکل بیٹھ جائے گی اور why we should give new money and more money to Pakistan? آج اللہ تعالی کے فضل وکرم سے میں آپ کے توسط سے اس ایوان کو یہ خبر دینا چاہتا ہوں کہ کل late night ورلڈ بنک نے داسو کو سو فیصد ووٹ کے ساتھ approve کر دیا ہے اب یہ ہوا میں باتیں نہیں ہیں چھ سات سال کی طرح یہ حقیقت تسلیم ہو چکی ہے کہ داسو کاپراجیکٹ انشاء اللہ کل رات جب approve ہوا 588

ملین یو ایس ڈالر اوراس پر 4500 میگاواٹ سے اس سے بجلی پیدا ہو گی 4500 دیامیر بھاشا ہے دیامیر بھاشا میں water reservoir بھی ہے جیسے ابھی ایک سپیکر صاحب نے فرمایا یہ دونوں چیزیں جو ہیں یہ simultaneously اس کے اوپر کام ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی عوام وزیر اعظم نواز شریف یہ ہاؤس اور پارلیمنٹ پوری قوم مبارکباد کی مستحق ہے کہ جس چیز کی باتیں ہم چھ سات سال سے سنتے رہے آج وہ حقیقت بن چکی ہے اور کل رات سے اس کا financial close ہو چکا ہے اس میں جناب سپیکر! دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں آپ کو یاد ہو گا کہ جامشور 75 پرسنٹ ووٹ کے ساتھ اس کو ووٹ دیا گیا منیلا میں کیونکہ اس کو لیڈ جو کر رہا ہے وہ Asian Development Bank ہے یہ جو تھا ورلڈ بنک چونکہ کر رہا تھا تو یہ واشنگٹن میں اس کا تھا اور اس میں امریکا نے abstain کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ پرائم منسٹر نواز شریف کی قیادت پر ایک کھلا اعتماد ہے کہ کل امریکا نے بھی اس کے حق میں ووٹ دیا ہے داسو کے پراجیکٹ کے لیے۔ یہ میاں نواز شریف کا یہ ٹریژری بنچز کا پراجیکٹ نہیں ہے یہ پاکستان اور پاکستان کی عوام کا پراجیکٹ ہے اس میں ہمیں سب کو خوش ہونا چاہیے اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے یہی پاکستان کا مستقبل ہے وہ لوگ جو اسی فلور پر کل یا پرسوں تقریریں کر رہے تھے کہ ہر چیز پنجاب centric کررہی ہے یہ حکومت کیا داسو پنجاب میں ہے یہ خیبر پختونخواہ کا پراجیکٹ اس میں شامل ہے یہ پراجیکٹ سات سو ارب کا پراجیکٹ ہے ultimately جناب سپیکر! اس کی first phase چار سو ارب کی ہے اور اس کے لیے جیسے میں نے کہا کہ financial close اللہ کے فضل سے ہماری یہ عادت نہیں ہے میاں نواز شریف اور ان کی ٹیم کی کہ جا کر صرف تختی لگا آئیں earth-breaking کر آئیں اور واپس آ کر کئی سال بھول

جائیں ہم پہلے پراجیکٹ کا مکمل اس کو تیار کرتے ہیں اس کا financial close کرتے ہیں اس کے finances کا بندوبست کرتے ہیں اس کے بعد earth breaking میاں نواز شریف جا کر کرتے ہیں اس سے پہلے نہیں کرتے۔

یہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا ٹائم ہے کہ پاکستان اب اس طرف رواں دواں ہے جس طرف پاکستان کو کئی سال پہلے جانا چاہیے تھا، میاں نواز شریف صاحب کی vision اور ان کےجو future plans ہیں اللہ تعالیٰ انشاء اللہ اس میں کامیابی دے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اس طرف اس وقت گامزن ہے، اس روشن مستقبل کی طرف، اس خود دار مستقبل کی طرف، اس خود مختار پاکستان کی طرف، جس کی وزیر اعظم نواز شریف نے نشاندھی کی۔ لیکن جس کی قائد اعظم اور علامہ اقبالؒ نے نشاندھی کی۔ انشاء اللہ پاکستان اسی طرح آگے ترقی کرے گا میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں۔ بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر : جی شیر اکبر خان صاحب۔

جناب شیر اکبر خان : شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب سپیکر 2014-15ء کا بجٹ ایک غیر متوازن اور خسارے کا بجٹ ہے۔ جناب سپیکر میں بجٹ کا مختصر جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں اور چند گزارشات ہیں وہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی گزارش یہ ہےکہ اس بجٹ میں سب سے بڑی خامی یہ ہے

کہ اس میں Islamisation کے حوالے سے ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ سودی معیشت کے خاتمے اور اسلامی معیشت کے نفاذ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ تیسری گزارش یہ ہےکہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ امن و امان کا ہے۔ جس کےخاتمے کے لئے اس بجٹ میں کوئی واضح لائحہ عمل سامنے نہیں لایا گیا ہے۔ چوتھی گزارش لوڈ شیڈنگ کا سنگین کا مسئلہ ہے۔ جو کہ ملک کو تباہی کی طرف لیکر جارہا ہے۔اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ جس طرح جناب فنانس منسٹر نے اپنے بجٹ تقریر میں کہا کہ ہم 1700 میگاواٹ بجلی سسٹم میں لے آئے ہیں۔ جناب والا ہمارے ہاں دیہات میں اسی طرح بیس بیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہورہی ہے۔ تو میری موجودہ حکومت سے، خاص طور پر پرائم منسٹر صاحب سے یہ درخواست ہوگی کہ وہاں دیہات میں جو لوڈ شیڈنگ ہورہی ہے اس پر قابو پایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ پانچواں مسئلہ جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کرپشن کے خاتمے کےلئے بھی واضح پالیسی نہیں دی گئی ہے۔ جناب والا یہاں پر پاکستان کا مسئلہ کرپشن ہے۔ اس کے لئے پوری قوم کو، حکومت کو جہاد کرنا ہوگا۔ بقول NAB کے چیئرمین کے کہ یہاں پر روزانہ بارہ ارب روپے کی کرپشن ہورہی ہے۔ تو جب تک ہم کرپشن پر قابو نہیں پائیں گے تو ہمارا امن و امان کا مسئلہ اور بھی خراب تر ہوتا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ بیروزگاری کے خاتمے کےلئے بھی کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر : میری آنریبل ممبران سے گزارش ہوگی کہ اذان کے دوران kindly گفتگو بند کردیا کریں۔ شکریہ۔ شیر اکبر خان صاحب میرا خیال ہے نماز کی break کرکے پھر آپ کر لیجئے گا۔

جناب شیر اکبر خان : جی ٹھیک ہے۔

Mr. Speaker: The proceedings of the House are suspended for Zohr Prayers for 30 minutes.

(اجلاس کی کارروائی نماز ظہر کے لئے تیس منٹ تک کے لئے ملتوی کردی گئی)

(ایوان کی کارائی بعد از نماز ظہر 1 بجکر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر شروع ہوئی۔)

جناب ڈپٹی سپیکر : شیر اکبر خان صاحب۔

جناب شیر اکبر خان: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں بجٹ کے بارے میں مختصر جائزہ پیش کر رہا تھا اور اور اس کے سلسلے میں گزارشات کر رہا تھا تو اس پر میری چھٹی گزارش یہ ہے کہ بیروزگاری کے خاتمے کے لیے ٹھوس اقدامات کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر ! بجٹ میں صرف تھری جی اور فور جی کا سہارا لیا گیا ہےا ور اس میں کہا گیا ہے کہ ہم نو لاکھ لوگوں کو روزگار دیں گے۔ تو جناب ڈپٹی سپیکر جس طرح بیروزگاری بڑھ رہی ہے

اور اس کی وجہ سے امن و امان کا مسئلہ بھی پیدا ہو رہا ہے تو جناب والا میری یہ تجویز ہے کہ بیروزگاری کو کنٹرول کرنے کے لیے سرکاری سطح پر کوئی اقدمات کیے جائیں اور اس طرح میری ساتویں گزارش یہ ہے کہ جی ایس ٹی میں کمی نہ کر کے مہنگائی کو دعوت دی گئی ہے۔بجٹ میں اس طرح ہے کہ بعض اشیاء پر جی ایس ٹی کی شرح بڑھائی گئی ہے اور سترہ فیصد تک بڑھائی گئی ہے اور اس ٹیکس کی وجہ سے جو کہ ان ڈائریکٹ ٹیکس ہے اس کی وجہ سے لوگوں پر مہنگائی کا طوفان برپا ہونے والاہے۔ آٹھویں میری گزارش غربت کے بارے میں ہے۔ غربت کا مسئلہ ایک بہت گھمبیر مسئلہ ہے اور جو روزبروز بڑھتا جا رہا ہے۔ تو حکومت نے اس بجٹ میں غربت کنٹرول کرنے کے لیے کوئی اقدامات بھی نہیں کیے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب ڈپٹی سپیکر ہم تو پاکستان کی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں اور جو لوگ اس جنگ سے متاثر ہوئے ہیں ان کی بحالی کے لیے اس بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر ! PSDP اور PPAF میں پسماندہ علاقوں کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ تو جناب ڈپٹی سپیکر جس طرح اس بجٹ سے امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہےاور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور اسی طرح ترقیاتی اضلاع developed اضلاع ترقی پا کر ترقی کی راہ پر گامزن ہیں اور جو پسماندہ علاقے ہیں وہ مزید پسماندہ ہوتے جا رہے ہیں اور اس کی زندہ مثال یہ ہے کہ annual plan 2013-2014 میں ملک بھر کے پنجاب، سندھ، بلوچستان اور خیبرپختونخواہ کے جو پسماندہ ڈسٹرک ہیں وہ IDP میں شامل تھے۔ پچھلے سیشن میں جب ہم نے یہاں پر ایک توجہ دلاؤ نوٹس move کیا، جمع کرائی تو وہاں پر ہمارے منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ

اٹھارھویں ترمیم کے بعد صوبوں کے پاس چلا گیا ہے تو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے اس میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس کو develop کر لیں گے۔ مگر آج آپ annual plan دیکھیں 2014-2015 کا annual plan دیکھیں تو اس میں انہوں نے واضح لکھا ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد ہم نے صوبوں کے حوالے کر دیا ہے۔میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ جو اضلاع less developed ہیں تو ان کی ترقی کے لیے مرکزی حکومت کچھ نہ کچھ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! میں اب بجٹ کی حکمت عملی کے بنیادی نکات کے بارے میں بات کرتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے فنانس منسٹر نے جب بجٹ پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ مالیاتی خسارے میں کمی کریں گے۔ دوسرا یہ کہا تھا کہ ٹیکسوں سے حاصل شدہ آمدنی میں اضافہ کریں گے۔ تیسرا یہ کہ افراط زر کے دباؤ کو روکیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ چوتھی بات یہ تھی کہ توانائی کے بحران پر مسلسل نظر رکھنا۔ انہوں نے اس طرح کہہ دیا تھا کہ مسلم لیگ(ن) کے منشور میں four Es کا ذکر کیا تھا یعنی Education, Economy, Energy and Elimination of Extremism۔ تو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب آپ بجٹ کی کاپی اٹھا کر دیکھ لیں تو نہ education کے لیے کچھ ہے، نہ اکانومی بہتر کرانے کے لیے کچھ ہے اور ہماری اکانومی روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے اور انرجی کے بارے میں جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ یہاں پر جب ہمارے فنانس منسٹر صاحب بجٹ پیش کر رہے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے سترہ سو میگاواٹ بجلی کو نیشنل گرڈ میں شامل کیا ہے۔ تو جناب ڈپٹی سپیکر میں فنانس منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر لوڈشیڈنگ کی حالت جو ہے وہ روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے۔ تو ہمارے صوبے اور خصوصاً ہمارے

ڈسٹرک میں لوڈشیڈنگ کامسئلہ ختم نظر نہیں آرہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو elimination of extremism کے بارے میں انہوں نے بات کی ہے تو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب میرا حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ بے شک آپ elimination کر رہےہیں extremism کو ختم کریں، مگر وہ وجوہات کیا ہیں تو ان وجوہات کو جاننا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ جو بنیادی نکات پر ذکر کیا ہے تو برآمدات میں اضافہ ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر میری سمجھ سے بات بالاتر ہے کہ برآمدات میں ہم کس طرح اضافہ کریں گے اور اس طرح نئے روزگار کے مواقع پر بھی بات کی تھی۔ تو بجٹ کی پوری کاپی میں نئی جاب کے بارے میں کچھ بھی نہیں ہے۔اس طرح جی ڈی پی growth کے بارے میں بہتری کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ تو جب تک آپ کے ملک میں امن نہ ہو تو آپ کے سرمایہ کار یہاں سے دوبئی جائیں گے، ملائیشیاء جائیں گے، بنگلہ دیش جائیں گے۔ خدا کے لیے امن و امان کے مسئلے پر جو کہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے اور ہر پاکستانی کا مسئلہ ہے تو اس کے سلسلے میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔

اس طرح سرکاری قرضے کے انتظام وانصرام کے بارے میں بھی بات ہوئی تھی اور غریبوں کے تحفظ کی بھی بات کی ہے۔ تو جناب ڈپٹی سپیکر میں یہ کہتا ہوں کہ غریبوں کا مسئلہ نہ بیت المال سے حل ہو سکتا ہے، نہ بے نظیر انکم سپورٹ سے ہو سکتا ہے اور اس میں جتنی بھی کرپشن ہوتی ہے۔ ہمارے فنانس کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو مہربانی کر کے آپ نوٹ کر لیں کہ اس میں جتنی بھی کرپشن ہو رہی ہے اور آپ نے جتنا بھی سٹاف بھرتی کیا ہوا ہے تو برائے کرم آپ اس کو کنٹرول کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ کریں۔ کیونکہ غریبوں کو اور مستحق لوگوں کو نہ بیت المال کا پیسہ مل رہا ہےا ور نہ ہی

بے نظیر انکم سپورٹ کا پیسہ مل رہا ہے اور وہ کرپشن کی نظر ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سماجی تحفظ کے بار ےمیں بھی بات کی ہے اور اس طرح انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے بارے میں بھی بات ہو چکی ہے۔ تو جناب ڈپٹی سپیکر میری کچھ تجاویز ہیں، آئین اور قانون کے تحت جو میں اس بجٹ کے سلسلے میں کہہ رہا ہوں اور اپنی طرف سے نہیں،مگر ہمارا 73 کا آئین جو کہہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ آئین کا آرٹیکل نمبر 3 استحصال کا خاتمہ۔ حکومت کی یہ ترجیح ہونی چاہیے کہ جتنی بھی exploitation اس عوام کی ہو رہی ہے، اس پبلک کی ہو رہی ہے، اس قوم کی ہو رہی ہے اور ان غریبوں کی ہو رہی ہے تو آئین کے اس آرٹیکل 3 کا سہارا لے کر یہ استحصال فوری طور پر بند کیا جائے۔ا س طرح میری دوسری تجویز یہ ہےکہ آئین کے آرٹیکل 25 کا شہریوں سے مساوات، جس طرح ہمارے بھائی عمر ایوب صاحب نے کہا کہ یہاں پر پنجاب میں اشیاء خوردنوش کی قیمت کم ہے اور وہاں KPK میں زیادہ ہے۔ تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ سب شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور پٹرولیم کی قیمت پنجاب میں کم ہے اور ہمارے صوبے میں زیادہ ہے اور اسی طرح اشیاء خوردونوش کی قیمت یہاں پرکم ہے اور ہونا یہ چاہیے کہ تمام صوبائی حکومتیں بیٹھ کر فیڈرل حکومت کے ساتھ اس کو uniform بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آئین کے آرٹیکل 31 کا حوالہ دے رہا ہوں اسلامی طریقہ زندگی کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ جناب والا ! یہ ملک کلمے کے نام پر آزاد ہوا ہے اور ہمارے بزرگوں نے قربانی دی ہے اور جب تک یہاں پر اسلامی نظام نہ ہو تو آپ کے یہاں پر جتنے بھی مسائل ہیں اور ہر کسی کو مرض معلوم ہے لیکن علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ ان کا علاج صرف اسلامی نظام میں ہے۔ اس طرح آئین کا آرٹیکل 33 جو کہتا ہے علاقائی اور صوبائی تعصبات کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔ تو جناب ڈپٹی سپیکر یہاں پر علاقائی

صوبائی تعصبات کی حوصلہ شکنی بھی کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ آئین کا آرٹیکل 34 جو ہے قومی زندگی میں عورتوں کی مکمل شمولیت تو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب یہاں پر ملک میں 38 فیصد آبادی جو ہے وہ دیہات پر مشتمل ہے تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ قومی زندگی میں عورتوں کی اگر مکمل شمولیت ہو تو اس پر دیہات کا جو بھی حصہ بنتا ہے خواہ وہ پنجاب میں ہو،خواہ سندھ میں ہو،خواہ بلوچستان میں ہو،خواہ ہمارے صوبے میں ہو یا فاٹا میں ہو۔عورتوں کو مکمل شمولیت ہونی چاہیے اور اس طرح آئین کا آرٹیکل 37 جو ہے معاشرتی انصاف کا فروغ اورمعاشرتی برائیوں کا خاتمہ تو جناب ڈپٹی سپیکر! یہاں پر جتنی بھی معاشرتی برائیاں ہیں،کرپشن ہے یا جو بھی ہے اس کا مکمل خاتمہ ہونا چاہیے اور اسی طرح آئین کا آرٹیکل 38 جو ہے وہ یہ کہہ رہاہے کہ عام آدمی کی معیار زندگی کو بلند کرنا تو جناب ڈپٹی سپیکر! میں آپ کے توسط سے فنانس منسٹر سے اور اس حکومت سے یہ مطالبہ کرتاہوں کہ عام آدمی کی معیار زندگی کو بلند کرناچاہیے اور اس طرح آئین کا آرٹیکل 38 شق وہ ربا کو ختم جتنا جلد ہو وہ ختم کرے گی تو جناب ڈپٹی سپیکر! جب تک ہم سود رباکو ختم نہیں کریں گے تو آپ دیکھیں کہ اس بجٹ میں 1450 ارب روپے جو ہیں وہ سود اور قرضوں کے مد میں ہم دے رہے ہیں اور ہماری جو یہاں پر پالیسیاں بن رہی ہیں اس سے ہم نئی نوجوان نسل کو اب بھی اس سود میں مبتلا کررہے ہیں تو ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ ان نوجوانوں کو قرضے بھی ملے مگر بغیر سود کے ملے اور اس طرح میں حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرنا چاہتاہوں کہ آئین کے آرٹیکل 38 کے شق میں جو بات کی گئی ہے سود اور ربا کے بارے میں جو بات کی گئی ہے تو حکومت کی مہربانی ہوگی کہ جتنا جلد ممکن ہو اس کو ختم کردے اور اس کے ساتھ ساتھ شق 10 کے بارے میں ہے کہ جو کمزور،بیماری،یا بیروزگاری کے باعث مستقل یاعارضی طور

پر اپنی روز کما نہ سکتے ہوں،ان کو بنیادی ضروریات زندگی مثلاً خوراک،لباس،تعلیم،رہائش اور طبی امداد مہیا کرے گی تو جناب والا! یہ تو بجٹ کے بارے میں کچھ معروضات دیے۔اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے حلقے کے بارے میں چند مسائل گزارش کرنا چاہتاہوں۔ جناب ڈپٹی سپیکر! میرا تعلق ایک نہایت پسماندہ علاقے سے ہے جوکہ حکمرانوں کی مسلسل نظر انداز ہونے کی وجہ سے مزید پسماندہ ہوتا جارہاہے۔جناب ڈپٹی سپیکر! ہمارا پہلا مسئلہ جو ہے وہ سوئی گیس کی فراہمی کا ہے۔ضلع بونیر میں تمباکو کی تیاری اور گھریلو استعمال میں سالانہ لاکھوں لکڑی استعمال ہورہی ہے۔سوئی گیس فراہم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ قیمتی جنگلات کاٹنے پر مجبور ہیں،میں سپیکر صاحب کا اور آپ کا اور اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کررہاہوں کہ اس معزز ایوان نے unanimously یہاں پر ایک قرار داد پاس کی تھی کہ ضلع بونیر کو فوری طور پر سوئی گیس فراہم کی جائے تو جناب ڈپٹی سپیکر! میں آپ کی توسط سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتاہوں کہ اس قرارداد جو پاس ہوچکی ہے اس پر عمل کیاجائے۔دوسرا مسئلہ ہے وہ روزگار کی فراہمی کا ہے تو جناب ڈپٹی سپیکر! ہمارے لوگوں کی زندگی کا دارومدار پوست کی کاشت پر تھا،پوست کی کاشت پر پابندی لگی اب لوگوں کو وہاں متبادل کوئی روزگار نہیں دیا گیا ہے اور لوگ راولپنڈی،لاہور،کراچی میں ڈیلی ویجز پر کام کرتے ہیں تو جناب ڈپٹی سپیکر! وہاں پر ضلع بونیر minerals میں وہاں پر کافی مقدار میں ذخائر موجود ہیں۔یہاں پر اگر کوگاں کے مقام پر mineral کا کارخانہ لگایاجائے تو مقامی لوگوں کو روزگار ملے گا۔

اس طرح تیسرا مسئلہ جو ہے وہ tabacco کے بارے میں ہے trading corporation کا قیام ہے تو بونیر کا cash crop جو ہے وہ tabacco ہے

جس سے مرکزی حکومت کو اربوں روپے کی آمدن ہوتی ہے Excise duty کی مد میں اور وہاں پر چھوٹی کمپنیاں جو ہیں وہ پر competition نہیں ہوتا ہے۔اگر وہاں پر trading corporation کا قیام اگر عمل میں لایاجائے تو ان کاشکاروں کے ساتھ جو ناانصافی ہوتی ہے اس کا ازالہ کیاجاسکتاہے اور میرا چوتھا مسئلہ جو ہے بجلی کی فراہمی کا ہے تو میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ ڈیمانڈ کرتاہوں کہ ضلع بونیر کے جتنے بھی دیہات بجلی کی سہولت سے محروم ہیں ان کو بجلی فراہم کی جائے اور ان کے ساتھ ساتھ پانچواں مسئلہ جو ہے۔شملہ ماضی میں بجلی کا نیا سب ڈویژن قائم کیاجائے اور چھٹاجو ہے وہ بونیر میں 132 گریڈ سٹیشن قائم کیا جائے اور اس کے ساتھ وہاں پر system over load ہے۔نئے فیڈر بننے چاہیں اور ٹرانسفر اوورلیڈ ہیں تو میں آپ کے توسط سے واٹر اینڈ پاور کے منسٹر سے اس وزارت سے اس ڈویژن سے یہ مطالبہ کرتاہوں کہ ہمارا،وہاں پر ideal division ہے وہاں پر recovery سوفیصد ہے losses بالکل نہیں ہے۔اگر کوئی توجہ دلاؤ نوٹس یا کوئی سوال آتاہے،تو یہاں پر کہتے ہیں جہاں پر رکوری سو فیصد ہو جہاں وہاں پر لوڈشیڈنگ نہیں کی جائے گی تو میری یہ درخواست ہوگی کہ جو لوگ بجلی چوری نہیں کرتے ہیں ان کے ساتھ جن سے بجلی کے بقایا نہ ہو اور وہاں پر ایک ideal division ہو تو ان لوگوں کی سہولت کے لیے جو سسٹم over load ہے ان کو سسبڈی دینا چاہیے۔وہاں پر نئے فیڈر لگانے چاہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی ٹرانسفر over load ہیں وہاں نئے additional ٹرانسفر لگانے چاہییں اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر سٹاف کی کمی ہے تو وہاں پر مقامی لوگوں کو وہاں پر بھرتی کیاجائے۔وہاں پر ورکشاپ نہیں ہے۔یہاں پر نوشہرہ میں ایک ورکشاپ ہے ٹرانسفارمر مرمت کے لیے۔چکدرہ میں ایک نیا ورکشاپ ہم نے بنایا۔وہاں پر بجلی والے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس

transportation کے لیے آئل نہیں ہے تیل نہیں ہے،پیٹرول نہیں ہے،ڈیزل نہیں ہے۔ یہاں پر ہمارے پارلیمانی سیکرٹری finance بیٹھے ہوئے اس سے میں یہ مطالبہ کرتاہوں کہ وہاں پر مقامی ورکشاپ بنایاجائے تاکہ وہاں پر transportation جو خرچ آتاہو تو محکمہ اور حکومت کو بچت ہوگی وہاں لوکل ورکشاپ بنانا چاہیے اور اس کے ساتھ تعلیم اور صحت کی فراہمی،ضلع بونیر میں تعلیم،فیڈرل سکول،کالج،یونیورسٹیز اور ہسپتالیں قائم کیے جائیں۔خاص طورہ اوورسیز پاکستانی بچوں کے لیے او پی ایف سکول،کیڈٹ کالج کا قیام عمل میں لایاجائے۔سڑکوں کی حالت کو بہتر بناکر علاقے کی عوام کو حکومت سے پہلا تحفہ دیاجائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! میں نے اپنا درددل آپ کے اور حکومت کے سامنے رکھ دیا ہے۔آپ کے انصاف کے ترازو آپ کے اور حکومت کے ہاتھ میں ہے۔جس طرح پانی،صحت،بجلی،تعلیم،ٹیلی فون،گیس جس اور شہروں کا حق ہے اس طرح ضلع بونیر کے پسماندہ لوگوں کو غریب عوام کا بھی حق ہے۔شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ایاز سومرو صاحب۔

FURTHER GENERAL DISCUSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2014

جناب محمد ایازسومرو:شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! سر مجھے یہ بڑی خوشی ہوئی کہ اس ملک میں بجٹ پیش ہوا۔بڑی امیدیں تھیں اور پر امیدبھی تھے کہ اچھا بجٹ

آئے گا۔مگر بجٹ پیش ہونے کے بعد آنریبل سپیکر صاحب بڑا افسوس ہوا،دکھ ہوا،ہر آدمی آتاہے،ہر آدمی آکر اس سائیڈ یا اس سائیڈ سے آکر اسحٰق ڈار صاحب،جناب اسحٰق ڈار صاحب آنریبل منسٹر فار فنانس کی تعریف کرتاہے۔میں بھی اس کی تعریف بالکل کروں گا۔کچھ دوستیاں منارہے ہیں،کچھ شاید حقائق پر مبنی بات کررہے ہوں گے۔مگر اسحٰق ڈار صاحب نے جو بجٹ پیش کیا وہ لفظوں کی جادوگری تھی،لفظوں کی جمع خرچ تھی۔جناب ڈپٹی سپیکر! ہمیں خوشی تب ہوتی جب اسحٰق ڈار صاحب اس فلور پر آکر یہ کہتے کہ آج ٹماٹر کی،آلو کی،پیاز کی،دال کی ہم نے اتنی قیمت کم کی ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر:جی آپ جاری رکھیں۔interruption نہ کریں۔

(مداخلت)

جناب محمد ایاز سومرو: یہ ہمیں خوشی ہوتی جناب سپیکر!کہ آنریبل فنانس منسٹر اس قومی بجٹ میں پیش کرتے کہ یہ یہ چیزیں ہم نے سستی کی ہوئی ہیں پٹرول سستا کیا ہوا ہے مگر آپ دعا دیں آپ آصف علی زرداری صاحب کو کہ انہوں نے آئین میں ترمیم کر کے آج تیسری مرتبہ آپ وزیر اعظم پاکستان بنے بیٹھے ہیں یہ ایک اچھی بات ہے کہ جمہوریت کو اور زیادہ تقویت مل رہی ہے جمہوریت مضبوط ہو رہی ہے مگر وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ کوئی بھی صنعت کار اس ملک کی حقیقی طور پر خدمت نہیں کر سکتا اس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ عوام کی ground realities کی مجبوریاں کیا ہیں اور عوام کیا چاہتے ہیں مگر

افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ بجٹ پیش نہیں کیا گیا۔ یہاں تک ہمیں آپ سے یہ امید ہے کہ خدارا جو ملک کے اندر Water Accord of 1993 کا جو معاہدہ ہے اس کے تحت اپنے چھوٹے صوبے بھائیوں کو بھی اس کے حق کے مطابق اگر پانی ملے گا تو بہت زیادہ خوشی ہو گی کیونکہ ہمارے سندھ کے کچھ ایسے بھی اضلاع ہیں جہاں پر جناب سپیکر! آپ یقین کریں غسل کے لیے پانی بھی نہیں ہوتا ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد ایاز سومرو: ****

(مداخلت)

(**** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ حذف کر دیئے گئے۔)

Mr. Deputy Speaker: No cross talk. نہ کریں اپنے ٹائم پر بولیں۔ اس طرح نہیں کریں۔

جناب محمد ایاز سومرو: اس کے بعد میں آپ سے عرض کروں کہ ہمیں یہ بھی آپ سے اور ان سے امید تھی کہ۔

(مداخلت)

جناب محمد ایاز سومرو: ہم تو پی کو بہت پسند کرتے ہیں سر پی کا مطلب ہے چاروں صوبے سندھ پنجاب خیبر پختونخواہ اور بلوچستان پی کا مطلب یہ ہے پی کا اور مطلب آپ نہ لیں اس میں ہم نقصان میں جائیں گے اس وجہ سے equal treatment سب کے ساتھ ہونا چاہیے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس بجٹ میں گورنمنٹ سرونٹس کے لیے جو خدمت کر رہے ہیں low paid government servants وہ تو بیوروکریٹس ہیں جناب سپیکر! آپ کسی کو فون کرتے ہیں تو آپ کو بھی وہ سو قانون بتا دیتے ہیں کیونکہ ہمیں لگتا یہ ہے کہ شاید ملک بنائی بیوروکریٹس کے لیے ہے اسٹیبلشمنٹ کے لیے بنا ہوا ہے یہ ملک elected representative کے لیے نہیں بنا ہوا ہے اس لیے ہم تو ڈرتے ہیں کہ شاید پتہ نہیں کیا ہو گا اس ملک میں جو امن و امان کی صورتحال چل رہی ہے بات کسی صوبے کی نہیں ہے بات پورے پاکستان کی ہو رہی ہے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ بہت سے لوگوں کو ان غریبوں کو ہم نے یہ بھی اپنے کانوں سے سنا ہے کہ

تیر کھا کے جو دیکھا کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

جب انہوں نے بجٹ پیش کرنے کے بعد ٹی وی پر یہ بات کی اس کے بعد منسٹر فنانس نے کہا کہ ہم نے جو اپنی گاڑیاں منگائی ہیں یہ ہم نے foreign dignitaries کے لیے منگائی ہیں مطلب یہ کہ آپ ان سے خیرات بھی مانگ رہے ہیں آپ کشکول توڑنے کی بات بھی کر رہے ہیں اور ان کو آپ بی ایم ڈبلیو میں بھی گھمائیں گے تو کیا وہ آپ کو قرضہ دیں گے کبھی بھی نہیں دیں گے اس وجہ سے گزارش یہ ہےکہ ایسی گاڑیاں نہ لیں آپ عوام کو ریلیف دیں اور صوبوں کو اگر ان کو این ایف سی ایوارڈ کے تحت اگر صوبوں کو ان کی

گیس کی رائلٹی ملے گی سر کنوئیں جہاں سے نکلتے ہیں گیس کے ان کو تو آپ بھلا دیتے ہیں ان کو نہ بھلائیں کیونکہ ہم سب چاہتے ہیں کہ یہ ملک مضبوط ہو چاروں صوبے جو ہیں وہ علامت ہیں اس وفاق کی اس وجہ سے میں یہ عرض کرنا چاہتاہوں کیونکہ اللہ تعالی نے تیسری مرتبہ پرائم منسٹر بنایا ہے کہ آپ عوام کو حقیقی طور پر ریلیف دیں عوام چلا رہے ہیں عوام کی یہ کمر توڑنے والا بجٹ آپ نے پیش کیا ہوا ہے اور اس کے بعد فخریہ انداز میں یہ بات کرنا کہ یہ ہو گا یہ کر دیا یہ کردیا ہے جی جب ہو جائے آپ نے تو یہ بھی وعدہ کیا تھا پھر آپ اس سے مکر گئے آپ کے قول او رفعل میں تضاد نظر آیا آپ نے کہا تھا کہ تین ماہ میں ہم بجلی کی جتنی بھی کمی ہے وہ پوری کر دیں گے مگر وہ تین ماہ میں تو کیا ایک سال میں بھی پوری نہیں ہو سکی اور یہاں تک افسوس کی بات ہے جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی آپ ہماری عزت کرتے ہیں سب ہم پہلے MNA ہیں اس کے بعد ڈپٹی سپیکر ہیں پھر سپیکر ہیں پھر منسٹر ہیں پھر پرائم منسٹر ہیں کل سکھر میں اور حیدرآباد میں ایک سٹیٹ منسٹر فار واپڈا آتاہے اور اپنے ہی کولیگ MNAs کی اتنی ساری غلط باتیں کر کے کہ ان کے علاقوں میں بجلی چوری ہوتی ہے سر آپ دیکھیں جا کر فیصل آباد میں آپ دیکھیں جا کر لاہو رمیں کہ کتنی بجلی چوری ہوتی ہے آپ نے وہاں پر کیا کیا مگر آپ نے حیدرآباد اور سکھر میں آ کر پریس کانفرنس کی اگرآپ میں اتنی جراءت ہوتی تو میں اس منسٹر صاحب بھائی کو کہتا ہوں آؤ لاڑکانہ میں آ کر ایسی پریس کانفرنس کر کے دکھاؤ جو شہیدوں کا شہر ہے جو ذوالفقار علی بھٹو کا شہر ہے جس نے پاکستان کو آئین دیا جو بےنظیر بھٹو صاحبہ کا شہر ہے جس نے اس ملک کے عوام کا کاندھا اونچا کرنے میں دیر نہیں کی اور شہادت پا لی تو افسوس یہ بھی ہوا جناب سپیکر! کہ اس مقدس ایوان سے ہمیں یہ توقعات تھیں کہ لاڑکانہ کے لیے بھی

ایک الگ پیکج کا اعلان کیا جائے گا مگر دکھ یہ ہوا کہ ایک ٹکا ایک پیسہ بھی لاڑکانہ کے لیے نہیں رکھا گیا جو پہلے رکھا ہوا تھا وہ بھی کاٹ دیا گیا یہ زیادتی ہے سر بہت بڑی زیادتی ہے اور اس کے ساتھ لوگوں کے چولہے جلاؤ لوگوں کے چولہے بجھاؤ نہیں لوگوں کو نوکریوں سے نہ نکالو لوگوں کو نوکریاں دو اور یہاں تک کہ ترقیاتی کاموں کے لیے اسی سال ہر MNAs کو آپ نے کہا تھا آپ کے وزراء صاحبان نے کہا تھا کہ ایک ایک کروڑ ایک ایک آنریبل ایم این اےصاحب کو دیں گے مگر وہ نہیں ملا وہ بھی وعدے ادھورے ہی رہ گئے اور اس کے بعد ہم نے یہ سوچا ہم نے اپنے عوام اپنے ووٹرز سے یہ عرض کیا تھا کہ ایک کروڑ فیڈرل گورنمنٹ سے مل رہا ہے انشاء اللہ تعالی آپ کے ترقیاتی کام ہوں گے مگر وہاں کے عوام ہم سے پوچھ رہے ہیں تو ہم نےان کو سندھی میں جواب دیا ہے سندھی میں کوٹیشن ہے کہتے ہیں (سندھی)سر افسوس یہ ہوا ہم ان کو کیا کہیں کون سا منہ دکھائیں اس وجہ سے ہم نے ان کو کیونکہ وہ اردو انگریزی بیچارے کم سمجھتے ہیں innocent ہیں اس وجہ سے ہم نے ان کو سندھی میں ہی عرض کیا کہ سائیں یہ نہیں ہو سکتا ہے پھر ترجیح ملتی ہے شہید پرائم منسٹر محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ کے ان گولڈن ورڈز کو کہ خدارا ا للہ کے واسطے جو پرائم منسٹر صاحب خود بھی کہہ رہے ہیں کہ خدارا اس ملک کے لیے ایسے نہیں کیا جائے اور جمہوریت کے لیے غلط باتیں نہ کی جائیں مگر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ شہید پرائم منسٹر کی بات صحیح جا رہی ہے کہ لاڑکانہ اور لاہور میں فرق نہ رکھو صرف اور صرف پاکستان سے پیار کرو او رپاکستان کے چاروں صوبوں سے اور ان کی قوموں سے پیار کریں مگر وہ نہیں ہو رہا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ سر عرض یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت اگر صحیح طریقے سے اس کی تقسیم ہوتی تو میرے خیال میں بہت اچھا لگتا مگر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی جو صوبوں کو وہاں سے حصہ ملنا چاہیے تھا کیونکہ وہاں پر گیس کے کنوئیں ہیں اس وجہ سے وہ نہیں دی گئی اور ساتھ ہی ساتھ آپ سے عرض کروں ظلم کی بات تو یہ ہے کہ صرف موہنجوداڑو کے لیے جب سے آپ کی پیاری سی اور عوام کی حقیقی خدمت کرنے والے حکومت آئی ہے تو سر پی آئی اے کے جہاز بند ٹرین بند اور اس کے ساتھ ساتھ ریڈیو پاکستان لاڑکانہ اور حیدر آباد بند تو ہم کیا سمجھیں آپ ہم کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں آپ ہیں کیا کہنا چاہتے ہیں ہم اپنے عوام کو کیا کہیں ہمارے عوام ہم سے پوچھ رہے ہیں سندھ کے عوام کہ یہ سندھ اسمبلی نے پاکستان کی پہلی قرارداد پاس کر کے کیا ہم نے اپنے ساتھ زیادتی تو نہیں کی مگر ہم کہتے ہیں نہیں وفاقی پارٹی کے representative ہیں وفاقی پارٹی کے کارکن ہیں ہم نے کاندھوں پر شہیدوں کی شہادتیں اٹھائی ہیں اس لیے ہم وفاق کی بات کریں گے تو یہ سب زیادتیاں پانی کی زیادتی سب زیادتیاں مہربانی کر کے یہ بند کی جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا اور یہ بھی ہمیں بتایا جائے کہ 1.5 بلین ڈالرز کی آڈٹ ہو گی یا نہیں ہو گی اور یہ پیسے کیسے تقسیم ہوں گے یہ بھی ہمیں بتایا جائے تو بہتر ہو گا اور ساتھ ہی ساتھ یہاں پر ہمارے دوستوں نے ہمارے بھائیوں نے کرپشن کی بلند و بانگ باتیں کیں ابھی جس scientific طریقے سے یہاں پر کرپشن ہو رہی ہے اس کو تو کوئی highlight کر ہی نہیں رہا ہے کہ کس طریقے سے scientific طریقے سے یہاں پر کرپشن ہو رہی ہے وقت ثابت کرے وقت بتائے گا وقت بڑا استاد ہے وقت ہر آدمی کو تاریخ کے کٹھرے میں اٹھا کر پھینکے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تم نے پاکستان کے ساتھ پاکستان کے عوام کے ساتھ کس طریقے سے

اور کیوں یہ scientific طریقے سے آپ نے کرپشن کر کے عوام کے پیسے کھائے تھے یہ بھی عوام آپ سے پوچھیں گے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہاں پر کچھ بھائیوں نے یہ بھی بات کی۔

سندھ کی ثقافت کے حوالے سے سندھ کے festivals کے حوالے سے، میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ سندھ پرانا صوبہ ہے۔سندھ کی اپنی ثقافت ہے۔ سندھ کی اپنی سیاحت ہے اگر وہاں پر ہم نے سندھ کا festival منایا تو یہاں پر کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ہم نے اپنی ثقافت کو اجاگر کیا۔ زندہ قومیں ہر وقت اپنی ثقافت کو اجاگر کرتی رہتی ہیں۔ یہاں پر تو انڈیا سے فنکار منگوا کر شو کروائے گئے اس پر تو کسی نے کچھ نہیں کہا،وہ کونسی ثقافت تھی۔وہ کس ثقافت کی نشاندھی کررہی تھی۔ جناب سپیکر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ مہربانی کرکے ہمیں صرف اور صرف ترقیاتی کام،امن و امان اوریہ ایک اہم بات ہے پولیو کی، پولیو کی بات پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن کریں گے۔ اس میں ابھی بہن عذرا MNA کا جو کردارہے،وہ قابل تعریف ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہاں پر minorities کی باتیں بھی ہوئیں۔ میں پوچھ رہا ہوں ان سے کہ آپ کے صوبوں میں جب مندروں پر اور مسیحیوں کی عبادت گاہوں پر حملے ہورہے ہیں تو آپ نے کچھ نہیں کیا۔مگر سندھ میں جس دہشت گردی اور سیاست کے ذریعے اور جس طریقے سے وہاں مندروں پر حملے ہورہے ہیں انشاء اللہ وہ ہم نے ختم کروادیے ہیں۔اگر کوئی سازشی عناصر وہاں پر یہ کرتا ہے تو دو منٹ میں ہماری پارٹی کے elected representatives پہنچ جاتے ہیں اور معاملہ حل ہوجاتا ہے۔جناب سپیکر ایک اور عرض کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب محمد ایاز سومرو : سر آپ نے اپنے لوگوں کو تو کبھی وائنڈ اپ کے لئے نہیں کہا۔میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جب میری تقریر کی باری ہو تو ڈپٹی سپیکر صاحب نماز کےلئے چلے جائیں تو اچھا ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔

جناب محمد ایاز سومرو : سر اس کے بعد میری یہ گزارش تھی کہ عوام اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں اور جس کا بچہ شہید ہورہا ہے۔ اور جو جوان شہید ہورہا ہے۔جو ہمارا فوجی افسر اور جوان شہید ہورہے ہیں ان کی ماؤں سے پوچھو کہ کیا حال ہے۔مہربانی کرکے اگر آپ کسی سے بات چیت بھی کرنا چاہتے ہیں تو اس بات چیت کا نتیجہ نکلنا چاہیے۔صرف اور صرف لفظوں سے لوگوں کو خوش کرنے کی کوشش نہ کی جائے، کیونکہ اس سے پھر عوام آپ پر ٹرسٹ نہیں کریں گے۔اس وجہ سے میں عرض کروں گا کہ آپ کے دل میں اگر غریب عوام کےلئے محبت ہے۔تو روز مرہ کی اشیاء کو سستا کردیں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر اس ملک میں ایک سال ہوگیا کہ مجسٹریٹ کا کوئی نظام نہیں ہے۔پیپلز پارٹی کے ایک ادنیٰ کارکن اور اس کے ایک MNA نے بل پیش کیا تو آنریبل منسٹر لاء نے کہا کہ ہم بھی بل پیش کررہے ہیں تو ہم نے کہا جی ان کوclub کردو۔سٹینڈنگ کمیٹی نے اس کو پاس کردیا۔ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ جمہوریت مضبوط ہو۔ہم تو ڈکٹیٹر کے خلاف ہیں۔ہم تو چاہتے ہیں کہ ملک میں

جمہوریت مضبوط ہوگی تو عام آدمی کو ریلیف ملے گا۔ مگر یہ عرض کروں کہ اگر ایسا نہ ہوا، جو طریقہ کار ہے اور جو روپے ہیں وہ یہ بتا رہے ہیں کہ آپ تو اپنے ہی MNAs کے کام نہیں کررہے تو آپ مخالف MNAs کے کونسے کام کریں گے۔ ہمارے پرائم منسٹر کے آگے تو سب MNAs لائن لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ اب تو ہم یہ بھی امید نہیں کرتے کہ کوئی پرچی بھی کسی آنریبل منسٹر کو دیں گے تو کسی غریب کا کام ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ بھی ہم حجت نہیں کرتے۔ تو قلم اور ذہن کے سخی بنو۔ اگر آپ نہ بنے کسی کو consider لکھنے میں بھی منسٹر صاحب کو تکلیف ہورہی ہے اور پرائم منسٹر صاحب یہ بھی نہیں لکھتے کہ please consider the request of the applicant تو سر عام آدمی کو ریلیف کیسے ملے گا۔ اس وجہ سے یہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا را اس ملک پر اور اس ملک کے عوام پر رحم کریں۔ جمہوریت کو مضبوط کرنے کی خاطر آپ مہربانی کرکے اس بجٹ میں Amendment لا کر آپ زیادہ سے زیادہ چیزیں سستی کرسکیں اور عوام کو ریلیف مہیا کرسکیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی کیونکہ سندھ زراعت والا صوبہ ہے، یہاں پر آپ نے زراعت کو ختم کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ زراعت کی جتنی بھی instruments ہیں وہ اگر لائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ملکی قرضے آپ اتار نہیں سکتے۔ ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ بھی مقروض ہوتا ہے۔ اس وجہ سے مہنگائی نے تو غریبوں کی کمر توڑ کررکھ دی ہے۔ ایک ایک چیز آپ لینے جائیں تو مہنگی۔ یہاں پر تو مزدور کو مزدوری بھی نہیں مل سکتی کیونکہ آدمی گھر بھی نہیں بنا سکتا۔ سپیکر صاحب آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے آج پہلی مرتبہ مجھے interrupt نہیں کیا اور آپ نے مجھے غور سے سنا اور اس مقدس ایوان کا میں

شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری حقیر سی باتوں کو سنا-آپ کی بڑی مہربانی، اللہ آپ کو خوش رکھے-جیئے بھٹو سدا جیئے-

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آپ کے کچھ لفظ تھے کہ*** یہ جس انداز میں کھے گئے ہیں وہ مناسب نہیں ہیں لہذا وہ حذف کیے جاتے ہیں-جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب-

(*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ حذف کر دئے گئے-)

جناب عبدالرحیم مندوخیل : بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ- جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ سیشن میں میرے خیالات جاننے کے لئے مجھے موقع دیا- جناب والا ہمارے حالات ایسے ہیں کہ ایک ایک مضمون، ایک ایک پہلو پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں- ایسے حالات میں اتنے مسائل ان کو جمع کرکے ایک concise قسم کا ایک statement بنانا کوئی آسان کام نہیں ہے-میں امید رکھتا ہوں کہ آپ میری اس میں مدد کریں گے-جناب سپیکر ہماری ہسٹری میں جو کچھ ہوا ہے اس کی تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا-ایک بات جب سے انگریز نکلا ہے اور اس کے نکالنے میں ہمارے بزرگوں کا ہاتھ ہے-خان سعید،صمد خان اچکزئی، باچاخان ہمارے ملک کے عظیم سیاسی،جمہوری لوگ،ان کی قربانیوں کے نتیجے میں انگریز یہاں سے نکل گئے-ذرا کوئی سوچے بھی کہ ایسے فاشسٹ قوتوں کو کس نے اس ملک سے نکالا-

صرف یہ لوگ ان کی تحریک،عوام کی تحریک یہ اصل بات تھی اور انگریز یہاں سے چلا گیا- لیکن ایک بات پہلے دن سے واضح ہے کہ انگریز کے نکلنے کے

بعد اس ملک کو چلانا ہے،اس ملک کو آئین ساز اسمبلی دی گئی۔آئین ساز اسمبلی جو آنے والا آئین اس کو مرتب کرنا تھا۔جب انگریز نکلے جناب والا پہلے دن سے آئین ساز اسمبلی نے اپنے اصول دیے۔لیکن ہمارے ملک کے وہ عناصر وہ جابر اور زورآور قوتیں ایسی تھیں کہ انہوں نے ہمارے عوام کے جو ان کے بنیادی اصول تھے اور ان کے آئین بنانے کے اصول ان سب کا راستہ روکا۔اور پھر عوام کی تحریک جیلیں تھیں، یہ تمام مشکلات جب سوسائٹی پرآجائیں تو اس وقت سے یہ عنصر اس میں شامل تھا۔یعنی یہ حالات جناب والا اس کے بعد ون یونٹ باقاعدہ تمام ہمارے عوام کی قوتیں،قومیتیں ان سب کا جو حاصل تھا وہ چیز رہ گئی اور وہ لوگ جیلوں میں چلے گئے۔تو جناب والا یہ بات نہیں تھی کہ ایسے ہی ہمارے لوگ نعرہ لگاتے ہیں،میں برا نہیں مانتا ٹھیک ہے ہر ایک اپنے لیڈر کی تعریف کرتا ہے۔تو اس حوالے سے مجھے بھی حق ہے۔میں عرض کررہا ہوں کہ کوئی بھی دعویدار ہے جمہوریت کا،انقلابیت کا، ترقی پسندی کا،انسان دوستی کا،جو بھی علمبردار ہے اس کو ہماری پارٹی یا تحریک دیکھنا چاہیے پھر پتہ لگے گا کہ یہ کام کس نے کیا۔یہ جرات کس نے کی اور یہ قربانی کس نے دی اور یہ اس کو اگر ہم ایسا کرتے اپنا جائزہ لیتے تو بات یہ تھی کہ آسانی سے ایک مرحلہ نہیں دوسرے مرحلے میں ہم ایک اچھا constitution جو قومیتوں کے حقوق انسانی یا مجموعی حقوق یہ سب کے علمبردار ہوتے ہم ایسے آئین بنا سکتے تھے اس وقت۔ آج جس بات پہ ہمارا یہاں جھگڑا ہوتا ہے اور ہمارے یعنی یہاں جو پارلیمنٹ کے ممبرز ہیں وہ جو اس کے بارے میں بات کرتے ہیں وہ آج بھی اس کام کو ہم اس وقت کرتے لیکن ابھی بھی ہم hooting کرتے ہیں ایک دوسرے پہ۔ بجائے کہ مقابل سیاسی جمہوری شخص تھا اس کی تعریف کی جائے اس کی قدر کی جائے اس کو ہم ایک دوسرے کو پتھر سے مارتے ہیں hooting کرتے ہیں ابھی دوپہر کو

آپ نے دیکھا hooting Parliament وہ پارلیمنٹ جنہوں نے جو لوگوں نے ایک جمہوری پارلیمنٹ بنایا تھا اس میں بھی hooting ہو رہی ہے جو طریقہ کار آسان ہے اسی طرح کوئی موضوع ہے وہ یہ پارلیمنٹ اس کو حل کرسکتی ہے۔

تو جناب والا اسی طرح پھر مرحلہ پہ مرحلہ بنگلہ دیش پھر اس کے بعد جنرل ضیاء الحق اب یہ ہماری، یہ وہ قوتیں تھیں جو دنیا کے تمام برادرد ان کے دوست تھے ان کے ساتھی تو یہ جو ابھی ہم دیکھتے ہیں کہ یار یہ qualified نہیں ہے جمہوریت کے لئے یہ فلاں ایسا، فلاں ایسا، لیکن اصل چیز یہ ہے کہ یہ ہم کرسکتے تھے ہم نے ان کے لئے قربانیاں دیں اب جو ہے ایک stage آئی ضیاءالحق کا وہ جب international دنیا رجعت یعنی قانون کی حکمرانی کے خلاف لوگ پیدا ہوئے اور انہوں نے ضیاء الحق جیسے جرنیلوں نے باقاعدہ آج یہ جو لڑائی ہے جنگ شروع ہے ہم پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ وہاں جا رہے ہیں باقاعدہ آج یہی تولا جاتا ہے کہ کیا کیسی گولیاں تھیں کس سپیڈ کی گولیاں تھیں کس ملک کی گولیاں تھیں وہ اس پہ بات ابھی بھی باہر آپ جائیں آپ ٹیلی وژن پہ دیکھیں کہ آپ کو بتائیں گے کہ ابھی یہ اتنا قد ہے ان کا اس کے متعلقہ کا شخص تھا یہ قد ہے اتنی داڑھی ہے اتنا یہ ہے اتنا وہ ہے وہاں شروع ہے بالکل ہم سے ایک قدم آگے یعنی لوگ یہ جو ہم ابھی انقلاب لائیں گے تبدیلی لائیں گے یہ ہماری ضرورت ہے اس تبدیلی کے لئے لوگ، جو قسم اس کی ground reality کوئی ہے اس کے بالکل علاوہ اس کے مقابل میں باقاعدہ بتا رہے ہیں کہ کیا امکانات ہیں۔ اب یعنی ہر شخص بجائے اس کے کہ یہ کہ وزیراعظم کی مدد کی جائے کہ وہ اس میں یہ عمل جوہے اس کو کنٹرول کرے اور یہاں جو ہے ایسے نہیں ہے بلکہ لگے ہیں کہ ہمارا سر بچ جائے۔ یہ

حالت ہے کیوں، کیونکہ ہمارے پاس اپنے عوام کی حمایت نہیں ہمارے پاس اپنے عوام کا تھوڑا بھی وہ ہوتا جناب والا کوئی کوچے میں یعنی کوچے میں یعنی سفر بھی نہیں کرسکتا کوئی آدمی کیسے سندھ کے عوام کے خلاف سندھ کے عوام کے گھروں میں آگ ڈالے۔ کیسے یہ ہوسکتا ہے کہ خیبر پختونخوا میں ایسا ہو یا پنجاب میں ایسا ہو یا سندھ میں ایسا ہو تو جناب والا یہ تو بڑے محنت سے یہ چیزیں لائے ہیں ہم لوگ۔ یعنی ہمارے ملک جس میں میں تفریق نہیں کرتا ہمارے تمام ملک کے جو بھی پارٹیاں ہیں ابھی یہاں جو ہم بیٹھے ہوئے ہیں پارٹی جوگروپس میں ہیں دوسرے میں سب جو ہیں وہ جب ایک چیز پہ متفق۔ کیا ہم پاکستان کی آزادی کے اس کے متفق ہیں۔ ہم ان چیزوں کے بارے میں جو ابھی ہو رہی ہیں یہ جو مختلف عملیات ہیں اس میں ہم سوچ رہے ہیں کہ کیا کرنا ہے ہم نے۔ آج جو ہمیں درپیش ہے ہم یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں اب ہم نے کیا کرنا ہے آگے۔ کیا ہم آگے جاسکتے ہیں ہمارے پاس وہ طاقت نہیں، ہمارے پاس طاقت کیوں نہیں ہے فوجیں ہیں، یہ دوسرے سول والے ہیں ہر قسم کے اور حتیٰ کہ volunteers لیکن ہم نہیں کرسکتے۔ فوج ہے ہمارے پاس دوسری فورسزہیں ہمارے پاس ہم یہ نہیں کرسکتے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ ہماری سرزمین ہمیں کسی نے ہم پہلے سے کہتے تھے ہمارے بزرگ ہمیں کسی نے آکر خیرات میں نہیں دیا beggary میں نہیں دیا ہمیں۔ یہ ہمارے بزرگوں نے تو سینکڑوں سال یہاں لگائے ہیں انہوں نے اس ملک کو آباد کیا ہے اور انہوں نے اس سے کھانا کھایا ہے اس کے سائے میں بیٹھا ہوا ہے یہ تو ان کی سر زمین۔ ایسے حالات میں جناب والا ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ جو اب مرحلہ آیا ہمارے باقی اس میں جو ضیاء الحق کے بعد یہ

جو مرحلہ آیا اس مرحلے میں آپ نے دیکھا باقاعدہ تمام دنیا کے وہ کہتے ہیں کیوں، کیسے انہیں معلوم ہوا۔

آج یہ technology اور اس technology میں آپ یہ نہیں کرسکتے کہ کوئی چیز اس technology کے ذریعے اپنے لئے معلوم کرسکیں۔ بالکل آپ کو نہیں معلوم اور اچانک وہ آگئے terminal میں داخل ہوئے کسی کوئی کسی اس سے پوچھ نہیں سکتا تھا اور نہ پوچھنے کے لئے بالکل علاوہ یعنی وہاں تھم نہیں سکتا۔ تو یہ جناب جو کچھ ہوا ہے یہاں جو ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں میں خود، ہمیں عوام نے ووٹ دیا ہے میں آج بھی چیلنج کرتا ہوں ایک پیسہ بھی اگر ہمارے یہ ہمارے پارٹی کے علاوہ یہ ہماری پارٹی نے ہمارے لئے کیا۔ ہم جو یہاں پارلیمنٹ میں ہیں ہم اس حوالے سے بالکل نہیں ہیں کہ میرا والد خان بہادر تھا یا بزرگ تھا یا فلاں تھا یا فلاں تھا یا فلاں تھا ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمارے بزرگوں نے اس میں قربانیاں دیں اور قربانی کے نتیجے میں یہ ملک بنا اور یہ جو ہے اس کے ہمارے جو یعنی پارلیمنٹ کے ممبر ز ہیں ان کی انہوں نے وہ پھر اس کو اصولاً انہوں نے پھر نبھانا ہے اور وہ دیگر آنے والے منتخب نمائندوں کو یا ملک کو حوالے کرنا ہے اور یہاں ہوا ہم نے دیکھا وزیراعظم وہ وزیراعظم بھی دیکھے جن کو پھانسی ہوئی اور وہ وزیراعظم بھی ہم نے دیکھے کہ یہاں اس stage کے سامنے سے وزیراعظم کے ہوتے ہوئے وہاں سے چلے گئے اور دوسرے آئے وہاں کھڑے ہوگئے اور پھر اس کو مبارکباد دی یعنی عوام کو جب بھی ان کا فیصلہ ہوا پھر کوئی اس کو نہیں روک سکتا ہے۔ اور ہم بار بار کہتے ہیں کہ آپ نے تین بار وزیراعظم بنے آپ تین بار وزیراعظم بنے وہ تین بار بنے وہ تمام ملک میں لوگوں نے مجھے ووٹ دیا ہے وہ لوگ نمائندہ ہیں اپنے ملک کے اور

کوئی اگر ایسی stage آئے تو اس میں بالکل زیاد ہ سے زیادہ peacefully transfer of power ہوگی۔

تو جناب والا یہ ایسی چیزیں ہیں ایسی باتیں ہیں کہ ہمیں ہر ایک کو اپنی پارٹی کی طرف سے اس مسئلے پر سمجھنا ہے اس پہ بیٹھ کے اپنا باقاعدہ اپنی رائے دینی ہے تو بجٹ کو اس حوالے سے اب ہم دیکھیں گے۔ اس محدود انداز میں کہ ایک بجٹ کس طرح تیار ہوتا ہے اس کے جناب والا اس میں آپ بالکل دیکھ سکتے ہیں واضح چیز ہے وہ دیا ہے کہ ہمارے بجٹ کیا ہے بجٹ ہمیں جو خرچ کی ایک شیڈول ہے اپنے گھر کا جو خرچہ ہے ہمارا، ہم دیناکہاں ہے ہم لینا کیا ہے اور کہاں ہے اور اس کا کیا حساب ہے اور پھر ہمارا خرچہ کیا ہے یہ خرچہ ہمیں کہاں سے ملا تو یہ جو ہے اب یہ اس کو سمجھنا اور اس کے مطابق اپنی society کو اس کے مطابق آگے چلانا تو آگے چلانے کے لئے جناب والا ایک بات واضح ہے کہ ہم جو ہیں ہمارا ملک جو بنا ہے ایک فلاحی مملکت کے حیثیت سے، یہ پہلا نقطہ ہے ہماری پارٹی کا ہمارے ملک کا ہمارے ملک کے پارٹیوں کا کہ ہم جو ہیں بالکل ایک فلاحی مملکت۔

اس ملک کے تمام حاصلات میں جو اس کے ہیں خواہ وہ مشکلات ہیں خواہ وہ سہولیات ہیں یہاں پہ ہم ایسے society بنائیں گے جو تمام یعنی ہمارے تمام لوگوں کے فلاح اس میں آئے یعنی ابھی آپ دیکھیں تعلیم ابھی بھی کتابچہ ہے اس میں دیا ہوا ہے تعلیم،یہ تعلیم، وہ تعلیم وہ تعلیم لیکن کیا ہماری تعلیم ہے اب تو ہمارے وہ جو انگریز کے زمانے میں ہم پڑھا کر تے تھے وہ بھی بالکل درمیان سے نکل گیا ہے۔ وہ اب ایسے نظر آتے ہیں جیسے افلاطون اور

ارسطو۔ جناب والا! ہم نے اس طرح کام نہیں کیا۔ بلکہ سوچتے نہیں ہیں کہ یہ فلاحی یا کون سی مملکت ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہاں ہمارے دوست جو تھے یعنی کل سے وہ حساب دے رہے تھے، indicators دے رہے تھے کہ یہاں ترقی ہوئی ہے یہاں ترقی نہیں ہوئی ہے، یہاں روزگار ہوا ہے یہاں روزگار نہیں ہوا ہے۔یعنی ایسے ہم چلیں۔ لیکن ایک ایسے فلسفے کی حیثیت سے ہم نے یہ کام نہیں کیا ہے کہ ہم مملکت ہیں اور ہماری فلاح ہے اور یہاں پہ تعلیم،اٹھارہویں ترمیم میں بھی ایک چیز ہم نے کی کہ آئین کے آرٹیکل 35 اس میں یہ واضح بتایا گیا ہے کہ پندرہ اور سولہ سال کی عمر تک تعلیم لازمی ہے۔ یہ ہمارے پروگرام ہے اور یہ مجموعی ہماری تمام پارٹیوں کا پروگرام ہے۔

تو ان چیزوں کو دیکھے کے جناب والا! آگے ہم نے بڑھنا ہے۔تو ہم کیسے بڑھیں گے۔ انتخابات ہوئے ہیں جو بہت اچھے ہوئے ہیں۔حالانکہ یہ بات آپ مجھے بتائیں یا کسی اور کو کہ ذرا ثابت کرو کہ آئین تو جو ہے یہ تو ایسے ہی بنا ہوا ہے جیسے آج کل ہمارے بزرگ یہاں کہتے ہیں کہ چار الیکشن غلط تھے، آؤ اس کو چیلنج کریں۔اس سے پہلے کس کس سن سے جو ہمارے اختیارات ختم ہوئے تھے، وہ ختم ہوئے اور اس پہ ظلم ہوا۔ اس کے بعد بمشکل، جب ایک وزیر اعظم کو پھانسی لگی اور دوسرا قیدی ہوا اور دوسری چیزیں ہوئیں، بمشکل تیار ہوئے ہے کہ ہم الیکشن کرائیں گے۔ تو پاکستان کے عوام نے یہ فیصلہ کیا کہ آؤ ہم ایسا فارمولا بنائیں جس میں تمام ملک کی جو ہماری لیڈر شپ ہے، ہمارے سیاسی کارکن ہیں وہ اس پہ کام کریں اور اس پہ وہ سب متفق ہو گئے۔ اٹھارہویں ترمیم کیا تھی۔ آج معمولی رول کو آپ تبدیل نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ نے پارلیمنٹ کا آئین بنایا،اٹھارہویں ترمیم کے تحت پوری پارلیمنٹ تھی اور وزیر اعظم

اور جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ایک وزیر اعظم گیا اور دوسرا آیا۔ دوسرے اختلاف ہوئے لیکن ٹھیک ہو گئے۔

خورشید شاہ صاحب کی اس بات کوہم بالکل appreciate کرتے ہیں۔ انہوں نے کام کیا۔ یہ اپوزیشن کی بات کہ جو یہ کہتے ہیں کہ friendly ہو گئے انتخابات، تو friendly جو ہے وہ تو بہت اچھا politics ہوا۔ ہمارے ملک کے تمام لوگ تمام دنیا میں پھر رہے تھے beggars کی حیثیت سے، ان کو موقع ملا اور ان کو اپنے ملک میں امن ملا۔ ان کو اپنے ملک میں روزگار کے مواقع ملے۔ اس کے باوجود ہم ناراض ہیں۔ یہ کیوں ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم بنیادی طور پر فلاحی ریاست کی حیثیت سے سوچ نہیں رہے۔ اس کا نیتجہ یہ ہے کہ آج اچھائی کے بعد جو ہمیں کامیابی ملی اس کامیابی کی شاباش دینے کی بجائے اس کو باقاعدہ condemn کیا۔اس کو بالکل ہم ایسے مانتے ہی نہیں کہ کیا کوئی فیصلہ شدہ چیز ہے کہ ہمارے لوگ اس پہ جمع ہوں اور آئین اور معیشت اور معاشرت یہ سب چیزیں ان کو آگے لے کے چلے جائیں۔ میں تو کم ازکم اپنی پارٹی کی طرف سے، پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کی طرف سے مبارک باد دیتا ہوں اپنی پارٹی کو کہ انہوں نے اس پہ بڑا یعنی انتہائی مشکلات میں وہاں سٹینڈ لیا اور تمام پارٹیوں کو ایک courage دی اس پہ، تو یہ تو بہت اچھی بات ہوئی۔ ہمارے مسائل حل ہوئے۔ اب آگے چلیں۔ بجائے اس کے کہ ایسے ہی ادھر ادھر، ہم آئیں اور آگے چلیں کہ کیا مسائل ہمارے ہیں۔ اب بالکل پروگرام بنائیں، اپنا پروگرام بنائیں اور اس کی بنیاد پہ اپنے ملک کو آگے چلائیں۔ تو ابھی یہ تو خدا کا فضل ہے بالکل کہ اب بھی جو مختلف حالات انہوں نے بنائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی آرڈر ان دی ہاؤس پلیز۔ بہت disturbance ہو رہی ہے۔ مندوخیل صاحب آپ بھی وائنڈ اپ کریں۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل: جناب آپ کی مہربانی۔ تو عرض یہ ہے کہ اب الیکشن ہوئے بہت اچھا ہوا ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں ایسی چیزیں تھیں جس میں ایک نے دوسرے کو گرانے کی کوشش کی، دوسرے نے تیسرے کو گرانے کی کوشش کی۔ لہذا ایک کو پھانسی ملنے کا موقع ملا۔ تو آج جو ہمارے پروگرام ہیں مجموعی طور پہ، یہ مختلف ہمار ے مسائل ہیں۔ ان کو تمام ہماری ملک کی پارٹیاں باہمی مشاورت سے آگے بڑھا سکتی ہیں۔ اس میں ٹائم کا بھی مسئلہ ہے۔ لیکن ہمارے ایسے مسائل جو ہمیں مجموعی طور پر، میں ایک بار اختصار سے یہ فقرہ کہوں گا کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت ہم نے آئین میں باقاعدہ صحیح آئینی جمہوری فیڈرل پارلیمانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آخر میں جو چیئرز آ پ نے بیک کی ہوئی ہیں آپ کی آوازیں یہاں تک آ رہی ہیں disturbance ہو رہی ہے۔ ایک دفعہ جب ہم کہتے ہیں تو آپ کو آواز نہیں آتی۔ آرڈر ان دی ہاؤس پلیز۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل: جناب والا! بڑی مہربانی۔ تو یہ ابھی جو بجٹ ہے ہمارا، اس سے ہم کیا بنا سکتے ہیں کہ ہماری situation کیسی ہے اور ہماری پارٹیوں کا رول کیسا ہے۔ تو اس حوالے سے تو ہماری پارٹی کا بالکل اصول ہے۔ ہماری پارٹی کے لیڈر محمود خان اچکزئی نے مسلسل اس پراسس میں کام کیا ہے۔ ہماری پارٹی نے اس پراسس پہ کام کیا ہے کہ وہ مجموعی طور پہ ایک ایسی

سوسائٹی بنانے کے لئے قوانین اور سیاست سے کام لے کے ہم آگے بڑھیں، تو اس میں ایسی چیزیں ہیں جس میں بالخصوص ہماری پارٹی کا اس میں انٹریسٹ، جیسے پہلے میں نے کہا کہ federalism اور یہ سب چیزیں، انسانی حقوق، یہ دوسرے rules ان سب کا پاس رکھتےہوئے بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ ہم بحیثیت پشتون کے، پاکستان کے ایک component پشتون یعنی قومیت یہ اور مجموعی پاکستان کی قومیتیں اور ان کے انسان، ان کے جمہور، ہماری سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو اپنے ساتھ لیں، اپنے درمیان مسائل کو حل کریں اور آئندہ کے لئے ہمارے اپنے مقاصد ترقی، جمہوریت، تعلیم، صحت، یہ تمام چیزیں ہمارے سب کے لئے نشان راہ ہو گا۔ تو اس میں خصوصی طور پر مثلاً بجلی، اس پہ تو سب متفق ہیں کہ انرجی اور اس کی بہت بڑی ضرورت ہے اور ہمارے پولیٹیکل ریجن میں یہ آتا ہے۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو ہمارے لوگوں کی توجہ نہیں ہے۔ تو اس میں ہمارے بارے میں میں اتنا عرض کروں کہ ہمارے ایسے مسائل جس کی ہم نے نشاندہی کی ہے ہر فورم پہ، تو ا سکے بارے میں کہ پارلیمنٹ کے بجٹ کے سیشن میں یہ چیزیں ہم نے پیش کی ہیں۔ آپ کی وساطت سے پارلیمنٹ سے request ہے کہ اس پہ توجہ کریں اور اتفاق سے ہماری مدد کریں۔ تو اس میں ہمارا پہلا مسئلہ جو ہے، یہ علاقہ آپ کو معلوم ہے کہ بہت پسماندہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مندوخیل صاحب ذرا مائیک کی طرف بولئے۔ آپ کی آواز نہیں آ رہی۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل: مہربانی جناب مہربانی۔ تو جناب ہمارا یہ ایک علاقہ ہے ڈیرہ اسماعیل خان،ڈیرہ اسماعیل خان سے ژوب، ژوب سے کوئٹہ، یہ تمام اگر آپ یہاں دیکھیں تو یہ پاکستان کے اور پھر پشتون کے جمہوری طور پہ یہ ان کے زرعی معاشی کا ایک سینٹر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم معمولی خرچ کریں تو اس سے ہمارے تمام پاکستان کے لئےرزق کے لئے آسانی ہو گی۔ ہم اس کو کہتے ہیں۔ high tension transmission line from Chashma, Dera Ismail Khan, Zhob, Quetta and from Dera Ghazi Khan to

Loralai, یہ تقریباً چھ سات سال پہلے یہاں جو منسٹر تھے، اس وقت انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا تھا کہ ہم یہ transmission line بنائیں گے لیکن ہوا نہیں۔ اسی طرح پھر اس کے دوسرے مسئلے سے متعلق ہے۔ مثلاً ہماری بجلی اچانک خراب ہو گئی۔ کسی نے راکٹ مار دیا۔ اب وہ کہتے ہیں کہ کسی سے کوئی پوچھے کہ بجلی کی ٹرانسمیشن لائن کو آپ نے کیوں راکٹ سے مارا۔ کسی وجہ سے، تو اس کے بارے میں یہ ہے کہ اسی کی وجہ سے تمام اس ریجن کے لئے جو ایک اہم کام بن رہا تھا ابھی تک نہیں ہوا۔ اس میں معلوم یہ ہوا ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف صاحب نے اس کے لئے ہمدردی کا اظہار کیا ہے، میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس مسئلے کو سمجھتے بھی ہیں اور جانتے بھی ہیں۔ تو اس حوالے سے ہم وزیر اعظم سے بھی اور آپ سب ہاؤس سے request کرتے ہیں باقاعدہ اس ٹرانسمیشن لائن کی منظوری دی جائے۔ اس کے ساتھ پانچ سو میگاواٹ کا ایک بجلی گھر کوئٹہ میں ہے۔

کوئٹہ سب نے دیکھا ہے، باقاعدہ کوئٹہ میں پہلے دن سے کوئلے کا بجلی گھر بنایا گیا تھا، بلکہ تمام لوگ معترف تھے کہ یہ ہونا چاہیے تھا۔ پھر دوسرا مسئلہ سیاسی آیا کہ ایک دوسرے سے 'ہائیڈل اور کول کی انرجی کا ' یہ مختلف interest آ گیا ہے 'نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو وہاں کوئلے کے بجلی گھر بنے ہوئے تھے، وہ کوئلے بجلی گھر بند پڑے ہیں۔ آج بھی جب آپ کوئٹہ کے ہوائی اڈے سے نکلیں گے، سامنے سڑک پہ کوئلے کے بجلی گھر کوئٹہ میں ہیں۔ ہماری عرض یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں بہت زیادہ کوئلہ ہے اور کوئی چھ سات سال پہلے اس وقت کےچیئر مین نے بتایا کہ میں کوئلے کا ذمہ دار ہوں۔میں کوئلہ لاؤں گا۔ یعنی وہاں ہمارے علاقے میں اتنا کوئلہ تھا۔ تو اس طرح مختلف چیزیں ہیں۔

پانی' ڈیم ہمارے آپ دیکھتےہیں، ان پر اگر آپ معمولی خرچہ کریں تو ہمارا پانی کا مسئلہ خدا کے فضل سے حل ہوجائے گا اور اس کے ساتھ اس کا فائدہ تمام ملک کو ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:مندو خیل صاحب wind up کیجیے۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل: جناب آپ کی بڑی مہربانی۔ جناب والا! کچھ ایسی چیزیں ہیں جو ہم نے لکھی ہیں، یہ ہم آپ کے سامنے پھر کبھی رکھ دیں گے۔ آپ سے امید ہے کہ ہمیں موقع دیں گے اور ہماری مدد کریں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بہت شکریہ۔ محترمہ طاہرہ آصف صاحبہ۔

محترمہ طاہر آصف:بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔ میرے آج کے issues, current issues ہیں۔ obviously budget کے statistics کےساتھ ساتھ میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لوں گی اور امید کروں گی کہ یہ ہاؤس کے لئے affordable ہوں گے۔ میں آج بجٹ کےحوالے سے سٹارٹ کروں گی۔ بجٹ کےحوالے سے سب سے پہلے مجھے 98 فیصد عوام کےلئے کچھ تجاویز بھی دینی ہیں اور اس کو میں ایک واقعے سے quote کروں گی۔ ''بہت سال پہلے ایک سرکاری ہاؤسنگ کالونی میں ' جہاں پر ماہانہ ایک سرکاری آفیسر کو ایک گریڈ سے گیارہ تک، گیارہ سے سولہ تک اور سولہ سے onward تنخواہیں ملتی ہیں اور تنخواہ پہ وہ اپنے تمام یوٹیلٹی بلز اور اس طرح کی چیزیں دے سکتےہیں۔ میں وہاں ایک خاتون کو اکثر ارد گرد چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگتے دیکھا۔ ایک عرصے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ایک سائیکل پر جو سوکھی روٹیوں اور چھان بورے کا بیچنے کا کام کرتا تھا،اس سے سوکھی روٹیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے چیک کر کے نکال رہی تھی۔ میں گاڑی سائیڈ پہ روک کے دیکھنے لگ گئی اور میں تجسس کو چھپا نہیں سکی، میں نے ا تر کےاس سے پوچھا کہ تم یہ روٹیاں جو لوگ بیچ رہےہیں، یہ روٹیا ں جو سوکھ چکی ہیں، یہ تم کیوں دیکھ رہی ہو 'اس نے کہا کہ میرے گھر میں پچھلے تین دن سے چولہا نہیں جلا، میں ان روٹیوں کو ڈھونڈ رہی ہوں کہ جن فنگس یا سالن یا جراثیم اتنے نہ ہوں،ان کو لے لوں اور خالی چینی کےڈبے میں بھگو کے اپنے بچوں کو کھلا سکوں۔ مجھے لگا کہ وہ میرے ساتھ غلط بیانی کر رہی ہے۔ میں اس کےساتھ گئی، گلیوں سے ہوتے ہوتے وہ اپنے گھر لے کے گئی اور یقین کیجئے کہ اس کے چولھے کےساتھ جو برتن پڑے ہوئے تھے،ان کے اوپر مٹی تھی اور وہ سچ بول رہی تھی اور وہ سفید پوشی تھی جو بے

نظیر انکم سپورٹ پروگرام، بیت المال یا صوبائی گورنمنٹ یا ارد گرد کے محلوں میں نہ بھیک مانگ سکتی تھی اور نہ وہ کام کاج کر سکتی تھی"۔

سو میں چاہوں گی کہ بجٹ کو criticize کرنے کے بجائے کچھ ایسی تجاویز دوں، میں جانتی ہوں کہ ہمارا fiscal deficit کتنا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ایسی تجاویز دوں تاکہ ہم ان لوگوں کا بھلا کر سکیں بجائے Billions, Trillions کے بجٹ دے کے جو کہ عام عوام کی سمجھ میں نہیں آتے۔

سب سے پہلے میں مہنگائی کے حوالے سے شروع کروں گی۔ usually یہ ہوتا ہے کہ ہماری ٹریڈ پالیسی ، ٹریڈ پالیسی کے اوپر بھی میں بات کرنا چاہوں گی کہ ہم اپنے GDP ratio کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس کا ایک پارٹ ہماری ٹریڈ پالیسی بھی ہے۔ٹریڈ پالیسی کو usually ہم ٹیرف اور ٹیکس سے اس کی قلت کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس حوالے سے ہم ٹریڈ پالیسی میں کہاں جا رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں، یہ تو بہت سارے ساتھیوں نے اپنی تقاریر میں بتا دیا ہے۔ اگر میں وہ بولوں گی تو repetition ہو گی۔ مگر مجھے ٹریڈ پالیسی میں ایک چیز کا خلا نظر آرہا ہے اور وہ ہے ٹریڈ بیلنس کا ، ٹریڈ بیلنس میں آپ یہ دیکھیں کہ جیسے ہم نے بار بار ذکر کیا ، ہم نے اپنی کاٹن، اپنے چاول، اپنی دالیں، بہت ساری چیزیں ہیں جو ہم دوسری منڈیوں میں یا ہمسایہ ممالک کو دے رہے ہیں۔ وہ جا کے اپنے نام سے ان کو سیل کر رہے ہیں۔

میں ایک example quote کروں گی کہ Mauritius میں ایک جیسی پیکنگ کےچاول پڑے ہوئے ہیں۔ ایک چاول کا تھوڑا سا معیا ر گرا ہوا ہے تو اس کو made in Pakistani اور دوسر ے میں اچھا معیار ہے تو made in so and so، لیکن وہ پاکستان کا importکیا ہوا چاول ہے۔ا س طرح دالیں ہیں ' آپ کی مونگ کی دال چالیس روپے کلو سے خریدی گئی اور وہ باہر کےممالک میں 140 روپے کلو سے بیچی گئی۔ہمار ا ٹریڈ بیلنس نہیں ہے۔ ہمیں اپنے ٹریڈ بیلنس کےلئے بہت سی چیزوں کو مد نظر رکھنا پڑے گا۔میں یہاں پر ایک example quote کرنا چاہوں گی کہ ہم اپنا raw material دے رہے ہیں اور اس کے بدلے میں ہم اپنا نام اور اپنی شناخت کو ختم کرتے جارہےہیں۔

میں اس چیز پر حیران ہوں 'مشاہدہ نہیں ہے بلکہ کنفرم بات کر رہی ہوں کہ ہم نے ا بھی ہمسایہ ملک انڈیا سے آلو، پیاز اور ٹماٹر اس طرح کی چیزیں لیں کیوں کہ اس کی قلت تھی اور وہ ضرورت تھی۔ اگر آپ جا کےدیکھیں تو اس کےبدلے میں ہم نے ٹریڈ کیا کی ' ہم نے جپسم کی، ہم نے ماربل کی اور ہم نے Raw material shape میں نمک کی کی۔سو ہمارے ٹریڈ بیلنس میں بہت فرق ہے۔اسی طرح ہم اپنی imports میں آجائیں تو ہماری import 39 billion کی ہے، اور ہماری ایکسپورٹس 20 بلین کی ہے۔ سترہ سے انیس فیصد جو فرق ہے، وہ ایک ملک کی اکانومی کو تباہ کرنے کے لئے یا disbalance کرنے کے لئے بہت بڑا فرق ہے۔

ہمیں اپنی ایکسپورٹس کو strong کرنا پڑے گا، ہمیں اپنی ایکسپورٹس کو سہارا دینا پڑے گا، ہمیں اپنی ایکسپورٹرز کو facilitate کرنا پڑے گا۔ ان ساری چیزوں کا جب تک ہم نہیں دیکھیں گے، ایکسپورٹرز پر depend کرنے کے لئے ہمیں ان کو بہت ساری سہولتیں دینی پڑیں گی، relaxations ہوں گی، importersکو discourage کریں گے تو ہی پاکستان کی اکانومی بہتر ہوگی۔جب آپ کےاندر وسائل ہی نہیں ہوں گے، ہر چیز آپ قرضے لے لے کر کتنی دیر حاصل کریں گے اور کتنی دیر تک ملک کو چلائیں گے۔

اس کےساتھ ساتھ میں یہ بھی addکر دوں کہ ہمارا جو GDP ratio ہوتا ہے، وہ tax increase پہ depend کرتا ہے۔ بجٹ میں جیسے بولا گیا کہ فی کس آمدنی increase % 3.5 ہوئی ہے۔ اگر ڈالرز کا ratio جو ہے، وہ 109اور 111روپے کےحساب سے اور 98 روپے کے حساب سے دیکھیں اور overall calculation کریں تو فی کس آمدنی مجھے نہیں لگ رہا کہ کہیں بڑھی ہیں، کیوں کہ اگر آمدنیgenerateہوئی ہوتی تو آپ کو پاکستان کےحالات سے اس کی percentage calculate کرنے میں زیادہ آسانی ہوتی اور وہ actual or perfect figures ہوتے۔

میں اس کےبعد آنا چاہوں گی 'ایشوز بہت ہیں لیکن میں hardly one to two minutes privatization پہ لے رہی ہوں۔ بہت ساری چیزیں میں جانتی ہوں کہ میرے ملک کی مجبوری ہے۔ بہت ساری چیزیں میں جانتی ہوں خسارے میں ہیں قرضے اتارنے چاہیے میں اس statisticsکو سمجھ رہی ہوں مگر میں ایک چیز کو figure outکرنا چاہوں گی ہم PIAکو privatizeکر رہے ہیں

ہم نے جو Nationalized Banks ہیں ان کے حصص کو بھی فروخت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، ہم بہت ساری ایسی انڈسٹری جو Government of Pakistan کی ملکیت ہے اس کو بھی privatized کرنے کی یا اس کے حصص کے شئیرز رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں مگر میں یہ جاننا چاہوں گی کہ ایسی کیا بات ہے، ایسے کیا عوامل ہیں کہ وہی انڈسٹری جو پاکستان کے اندر پاکستان کی تمام تر سہولتوں کے ساتھ چل رہی ہے اور چل سکتی ہے اس کو غیر ملکی آ کر profitable کیوں بنا سکتے ہیں ہمارے میں یہ deficiency کیوں ہے یہ آج تک مجھے سمجھ ہی نہیں آئی ہم یہ کیوں نہیں کر سکتے PIA کے حوالے سے میں خاص طور پر یہ بات کروں گی کہ ہمارے ہاں Boing 747, too old OK but air bus Boing 737 ان کو بھی جیسے ہیں جہاں ہے کی بنیاد پر جسے ہم کہہ سکتے ہیں ''لوہے دے بھا'' ہم وہ بیچنا چاہا رہے ہیں جبکہ نجی ائر لائنز جو اس ملک میں بقایا چل رہی ہیں وہ Boing 737 ایشیاء کے لیے گلف کے لیے ڈومیسٹک روٹ کے لیے سب سے بہترین air transportation کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور جس registration کے 737 aircraft ہمارے پاس ہیں جو نجی ائیر لائنز یہاں پاکستان میں چل رہی ہیں اسی رجسٹریشن کے aircraft ان کے پاس ہیں ہم انہیں کیوں نہیں، ہماری engineering perfect ہے ہمارے انجنئیر دوسرے ملکوں میں جا کر کام کر رہے ہیں، ہم انہیں ٹھیک کر کہ lease پر دوسرے ملکوں کو دے سکتے ہیں، ہم ان کو ٹھیک کر کہ perfect shape میں بیچ سکتےہیں اگر ہمارا بیچنا ان کو ضروری ہے، جب ملک کی آبادی آٹھ سے دس کروڑ، دس سے بارہ کروڑ، بارہ سے چودہ کروڑ تھی تب وہ ائیر کرافٹ ہمارے فل ہوتے تھے، فل لوڈ ہوتا تھا، آج جب ہم آٹھارہ کروڑ سے تجاوز کر گئے ہیں تو ہم ATR اور اس طرح کے ائیر کرافٹ لے رہے ہیں اس چیز

کو غور کیا جائے کہ آپ کی private airlines کا جو کرایہ ہے lets say Islamabad to Karach, 7200 up to 8000 something جبکہ آپ کے PIA کا one-way بارہ ہزار سے چودہ ہزار، تو ہم جان بوجھ کر اپنی ائیر لائنز کو privatize کرنے کے لیے decline کر رہے ہیں یا ہم نجی ائیر لائنز کو مضبوط کرنے کے لیے ہم کہیں کچھ غلط تو نہیں کر رہے ان چیزوں کو ایک دفعہ میری درخواست ہو گی کہ دوبارہ review کیا جائے یہ چیزیں اور جہاں پر appreciative ہے۔

آپ کی میٹرو بس سروس،آپ کا جو ابھی announce ہوا ہے میٹرو ٹرین سروس میں کہتی ہوں کہ اس سے best service کوئی ہو ہی نہیں سکتی local transportation کے لیے اسی طرح ہم نے جو ایک بہت اچھا initiative لیا ظاہری بات ہے ہمارا بہت بجٹ بھی اس میں لگ رہا ہے وہ ہماری موٹر ویز ہیں، جو پاکستان کے بہت سارے صوبوں کو ایک دوسرے سے ملوائیں گیں، میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہا رہی ہوں کہ میٹرو بس سروس، میٹرو ٹرین سروس موٹرویز ہم BOT type پر کیوں نہیں open invitation دیتے ہم غیر ملکیوں کو اپنے assets خریدنے کےلیے تو اور حصص خریدنے کے لیے، شئیرز خریدنے کے لیے تو invitations دیتے ہیں ہم اس کام کو بنوانے کے لیے ہم کیوں نہیں open bid دے رہے، اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے جو overseas پاکستانی ہیں،trust me اگر ہماری گورنمنٹ ان کو سپورٹ کرے تو وہ ہر لحاظ سے foreign investors کی جگہہ آپ کو زیادہ strong کریں گے آپ کو زیادہ طاقت دیں گے، even آپ کا قرضہ بھی اتار دیں گے subject to کہ ہمیں انہیں بھی کھلے وسائل دینے پڑیں گے وہ ہم نہیں دے رہے، لیکن

transportationکے حوالے سے میں یہ درخواست کروں گی اور یہ ہمارا مطالبہ بھی ہو گا کہ کراچی کے حوالے سے بیشک ہم اس میں صوبائیت ڈال رہے ہیں ہم سب مل کر ایک allianceسے چل سکتے ہیں، ضروری نہیں کہ ہر چیز criticizeکر کہ آگے بڑھا جائے ہم یہ میٹرو ٹرئین سروس جو ہیں بہت سارے ایسے donorsہیں foreign آپ کے ڈیپارٹمنٹس ہیں جو آپ کو BOT typeپر یہ سروسز دے سکتے ہیں میں چاہوں گی کہ کراچی میں بھی میٹرو ٹرین کا منصوبہ جلد از جلد کیا جائے، اور اس سلسلےمیں اس پر کام ہونا چاہیے پلس ہمارے انرجی سورسز، ہمارے انرجی سورسز اس قدر برے حال میں ہیں کہ میں سمجھتی ہوں کہ ملک کو چلانے کے لیے ہم اس وقت 20% to 10پر dependکر رہے ہیں اگر آپ کرنا ہی چاہتے ہیں تو اس کو اس baseپر لائیں جو اپ غیر ملکی لوگوں کو یہاں franchise restaurantsکی chainچلانے کو دے رہے ہیں ہم بینک چلانے کو دے رہے ہیں، ہم اپنی ملز چلانے کو دے رہے ہیں، ہم اپنے assetsچلانے کو دے رہے ہیں۔ اگر ہم یہی چیز ان کو انرجی ریسورسز چلانے کے لیے صرف ایک endپر ان کو لگا دیں تو کیا ہمارا ملک دن دگنیرات چگنی ترقی نہیں کرے گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ پلان میکرز کم ہیں مسائل بہت زیادہ ہیں۔ ان ایشوز پر ہونا تو یہ چاہیے تھا جیسے پہلے ہوتا تھا کہ نہ صر ف treasury benches بلکہ اپوزیشن پر بھی جو عوامی نمائندے ہیں MNA ’ MPAs ان لوگوں کسے بجٹ تجاویز لی جاتی تھیں اور پھر اس سے بجٹ کی جو اتھارٹی ہوتی تھی وہ اس کو merge کر کے پھر ایک calculations کرتی تھیں۔ افسوس ہے کہ عوام دوست بجٹ کے لیے وہ جو خواتین عزت بیچنے پر مجبور ہیں۔ وہ خواتین اپنے بچے

خود کومارنے پر مجبور ہیں جن کے گھر میں بھوک ہے۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں یہ جو ابھی میں نے واقعہ سنایا اس عورت نے ultimately اپنے بچوں کو اور خود کو suicide کیا۔ وہ چمکتے ہوئے پل وہ سٹریٹ لائٹس وہ ٹرین اور یہ بس سروس اس کے کام نہیں آ سکی۔ ایک ترقی یافتہ ملک کے لیے یہ موٹر ویز یہ ٹرین یہ بس بہت ضروری ہے اور اس کو صرف ایک بزنس کمیونٹی کی سوچ نہ سمجھا جائے۔ یہ ملک کی آمد و رفت جب تک آپ connection, coordination نہیں کر سکیں گے آپ ترقی کر ہی نہیں سکتے۔ لیکن ان لوگوں کے لیے جن کو روٹی کی ضرورت ہے جن کے وسائل نہیں ہیں۔ جو کسی فیڈرل اور صوبائی ڈیپارٹمنٹ یا اس طرح کی سکیموں تک نہیں پہنچ سکتے ہمیں ان کے گھر تک جانا ہے۔ یہی ہماری good governance ہے۔ FBR next پر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وائنڈ اپ کریں۔

محترمہ طاہرہ آصف: میرے پندرہ منٹ پورے نہیں ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دس منٹ آپ سب ممبرز نے بات کرنی ہے۔ آپ وائنڈ اپ کرلیں۔

محترمہ طاہرہ آصف: پورے سال میں مجھے یہی ایک موقع ملتا ہے اس پر بھی آپ مجھے روک رہے ہیں۔ It is my humble request please.۔ میں FBR next پر آ جاتی ہوں۔ FBR infrastructure ہماری اکانومی کا جتنا ہے میں سمجھتی ہوں 90پرسنٹ base کر رہا ہے FBR پر۔ FBR نے

ایکfigure دی ہے جو ٹیکس ہولڈرز کے بارے میں ہے وہ ہے 30لاکھ۔ مجھے اس پر تھوڑے سے تحفظات ہیں۔ وہ اس senseکہ میں 18 کروڑ کی آبادی میں واقعی ہی ہماری عوام کو بھی شعور ہونا چاہیے اور یہ 30لاکھ کیfiguresجس میں بھی دس لاکھ کے قریب ٹیکس pay ہو رہا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اس کے لیے FBR کے ہاتھ اور مضبوط کرنے چاہیں۔ بہت سارے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ان کا liaison ہونا چاہیے لیکن FBR کے ساتھ ساتھ میں آپ کو یہ بھی کہنا چاہ رہی ہوں ' آپ کی GDP growthجو ریشو بن رہی ہے جو average بن رہی ہے جو percentage بن رہی ہے وہ بھی FBR پر depend کرتی ہے۔ اس کے لیے میں چھوٹی سے اور مثال دیتی ہوں کہ بہت سارے ایسے پرابلمز آ رہے ہیں جیسے آپ کیdrug import ہے اس کےrules and regulation کی اتنی violation ہو رہے کہ جعلی دوائیاں بھری جا رہی ہیں پورے ملک میں جعلی دوائیاں ہیں۔ بہت سارے کیسز آپ کے سامنے ہیں۔ اگر اس چیز کا کوئی مضبوط جامعہ تعلق ہو اور اس میں FBR کو مزید اس کو وسعت دے کر ڈیپارٹمنٹ کو اور اس کے سسٹم کو regularize کیا جائے تو میں سمجھتی ہوں بہت ساری چیزیں بہتر ہو جائیں گی۔ آپ کا تیس لاکھ نہیں آپ کا تین کروڑ tax pay ہونا ضروری ہے ایک ملک کی اکانومی کو strong کرنے کے لیے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے ایک چیز یہاں پر FBR کے حوالے سے اور چیز quote کرنی ہے کہ بجٹ کی detail میں دیا ہوا ہے ایک سے سولہ سکیل تک کے جو لوگ ہیں سپریٹنڈنٹ کے عہدے پر ان کو 17سکیل دے دیا گیا ہے۔ یہاں میں پورے ہاؤس کے علم یہ بات لانی چاہتی ہوں کہ FBR میں کسٹم ڈیپارٹمنٹ اور انکم ٹیکس کے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے کسٹم کا انسپیکٹر بھی گریڈ 16میں کسٹم کا ڈپٹی سپریٹنڈنٹ گریڈ 16میں ہے کسٹم کا سپریٹنڈنٹ گریڈ 16میں

Examiner گریڈ 16میں appraiser گریڈ 16میں اور اب یہ سارے کا سارا سسٹم ' اور یہ جو سپریٹنڈنٹ کا کہا گیا ہے یہ وہ ہے جو آفس میں clerical سٹاف سے یک دم pomotion ہو کر 16 سے 17گریڈ میں آئیں گے۔ FBR نے اس کی اس میں clarification نہیں کی۔ اب آپ بتا دیں کہ انسپیکٹر ڈپٹی سپریٹنڈنٹ کی بات کیسے مانے گا۔ ڈپٹی سپریٹنڈنٹ سپریٹنڈنٹ کی بات کیسے مانے گا۔ آپ نے چھ سات عہدے سارے کے سارے 16گریڈ میں کر دیے ہیں اس کو بھی revise کرنے کی درخواست ہے پلیز کہ ان چیزوں کو دیکھا جائے اور سمجھا جائے۔

اب میں social protection کی بات کروں گی ایک ایک لائن میں اور ہیلتھ اینڈ ایجوکیش پر۔ ایجوکیشن کے حوالے سے میں کہوں گی کہ ایجوکیشن کا دہرا معیار اس ملک سے ختم کیا جائے۔ میں یہ نہیں کہوں گی کہ nationalize کیا جائے لیکن پرائیویٹ انسٹیٹیوٹ میں 15سے 27ہزار روپے مڈل یا میٹرک اور او لیول تک کی کلاسز کی فیس ہے۔ average ایک بندہ کے تین سے پانچ بچے ہیں۔ وہ اپنی salary میں پورا نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اپنے ملک کی rate of education کو increase کرنا چاہتے ہیں تو ہم یہ کیوں ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ بجٹ کا یا جی ڈی پی کا اتنا فیصد یا اتنی ریشو اس میں لگائیں۔ ہم یہ کیوں ڈیمانڈ نہیں کرتے کہ ہم ایجوکیشن کا دہرا معیار ہی ختم کر دیں۔ا س کے بعد ہماری جو کم از کم میٹرک یا او لیول تک کی ایجوکیشن ہے اور سپیشلی بچیوں کے لیے، وہ ماں باپ جو اپنی بچیوں کو مڈل تک کی تعلیم نہیں دیتے وہ قابل گرفت ہوں۔ یہ must basis پر ہو جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ گورنمنٹ

ایک نیکی کا کام کر جائے گی پوری قوم کی نسل کے لیے اور آنے والی نسل کے لیے۔

ہیلتھ میں آپ دیکھیں کہ وہی ڈاکٹر جو صبح ہسپتال میں نہیں مل سکتے، سب سے پہلے یہ بات ہے کہ ہمارے پاس اتنے بے شمار ڈاکٹر ہیں جو jobless ہیں۔ وہ سڑکوں پر دھرنا دیے بیٹھے ہیں، وہ اپنے سکیلوں کے لیے دھرنا دیے بیٹھے ہیں۔ ہم آؤٹ ڈور ہفتے میں تین دن کیوں کر رہے ہیں،ہم آؤٹ ڈور ہفتے میں سات دن کیوں نہیں کرتے۔ہم ان ڈاکٹروں کو utilize کیوں نہیں کرتے ملک میں جو بعد میں CSS کر کے گورنمنٹ کی job پر بیٹھ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو سینیئر ہیں، جو پروفیسر ہیں اور جو اسسٹنٹ پروفیسرز ہیں، I am sorry میں وقت کے لیے speed لے رہی ہوں۔ ان کو as a consultant fees جہاں پر کوئی treatment نہیں ہوتی like a hospital وہ پندرہ سو سے ستائیس سو روپے لیتے ہیں۔وہ لوگ جو ٹیوشن فی سبجیکٹ عام بچے، عام لوگوں سے دس ہزار سے بیس ہزار لے رہے ہیں تو ان سے ہم کوئی ٹیکس نہیں لے رہے۔ وہ کمیونٹی جو اکیڈمی بنا کر بیٹھی ہوئی ہے اور ان کا turnover ماہانہ ہے وہ تیس لاکھ سے زیادہ ہے اور ہم ان سے کوئی ٹیکس نہیں لے رہے۔ سو ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے اور میری تجویز ہے کہ اس ملک میں ایجوکیشن، ہیلتھ اور utility billsمیں relief دے دی جائے تو کرپشن کا معیار اور سٹریٹ کرائم کا معیار اپنے آپ گر جائے گا۔ اب چونکہ کرپشن کی بات ہو گئی ہے تو دو سبجیکٹ رہ گئے ہیں۔ اسی میں ایک آگیا ہےlaw and order, which is very very important۔ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے میری گزارش ہو گی کہ میں دو لائینیں بولوں گی اور

میں لمبا چوڑا نہیں کھینچوں گی کیونکہ ہم نے اس پر ابھی پچھلے سیشن میں debate بھی کی ہے اور کوئی ضرورت نہیں ہے۔ابھی جو کراچی ائیرپورٹ کا واقعہ ہوا ہے اور پوری قوم کو شرمندگی ہے اور پوری قوم سانحہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت بڑے نقصان سے ہاتھ دے بچایا ہے۔ لیکن میرا سوال اپنی جگہ پر سٹینڈ کرتا ہے کہ جب وہاں کراچی میں امن کے لیے ہم آپریشن کر رہے ہیں اور بہت سارے missing لوگ ہوئے ہیں اور بہت سارے اذیت سے دوچار ہوئے ہیں اور ہمارے بہت سارے تحفظات بھی تھے اور ہم نے آپ کے سامنے کہا۔ تو اس لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے آخر کیا وجہ ہے کہ اتنا بڑا سانحہ ہوا اور کسی کونظر نہیں آیا اور law enforcement department کیوں سو رہے تھےیا ان کا فوکس تمام سیاسی پارٹیاں کراچی میں تھیں ان کے اوپر اٹیک کرنا ہی رہ گیا تھا۔ یہ ایک لمحہ فکریہ اور گورنمنٹ آف پاکستان کو اس پر سوچنا چاہیے۔

میرا ایک سوال چوہدری نثار صاحب سے بھی ہے کہ وہ آفیسر چاہے وہ رینجرز کے ہوں، چاہے وہ FIA کے ہوں، law enforcement department ISI اور IB اور وہ آفیسر جو کسی بھی law enforcement department سے تعلق رکھتے ہیں گورنمنٹ آف پاکستان، منسٹری یا ڈیپارٹمنٹ ان کو کیا protection دیتا ہے کہ جب وہ honesty کے ساتھ ایک کام کرتے ہیں تو کسی بھی جگہ کوئی بندہ جھوٹ بول کر اس کی عزت کی دھجیاں اڑا دیتا ہےاور اس سے تفتیش بدل دی جاتی ہے اور وہ آفیسر ٹرانسفر ہو جاتا ہے۔ کچھ بھی ہو اگر ہم نے اپنے ملک کو لاء کی implementation کرانی ہے، رولز کا پابند کرنا ہے تو ہمیں یہ لازمی چاہیے کہ ہم ہر صورت law enforcement departments کو empower کریں اور ان کو

protection دیں کہ جو وہ جائز کام کرتے ہیں اس پر ان کی فیملی کے اوپر بھی کوئی حرف نہ آئے۔ اس کے بعد میں وائنڈ اپ کرنے کے لیے آخری لائن بولوں گی and that is social protection

جناب ڈپٹی سپیکر : بیس منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں۔

محترمہ طاہرہ آصف : اچھا سوشل پروٹیکشن میں میر ی ایک request ہے کہ اگر ہم میٹرو ٹرین سسٹم چلا رہے ہیں، اگر ہم میٹرو بس سسٹم چلا رہے ہیں اور اگر ہم موٹرویز چلا رہے ہیں تو سر کوئی ایسا سسٹم ٹیکس کا کرنا چاہیے کہ ہر گھر کے گیراج میں دو سے تین گاڑیاں موجود ہیں۔ جب سڑکوں پر گاڑیاں آتی ہیں تو ہر چیز رک جاتی ہے۔ مہنگائی ہوتی کیوں ہے، چیزیں بڑھتی کیوں ہے۔ اس کی فقط صرف یہ وجہ ہے production plus consumption۔ اگر ہم لوگوں کے لیے یہ سارا کچھ بنا رہےہیں موٹرویز، میٹرو ٹرین، تو ہم لوگوں کو کیوں نہیں motivate کرتے اور ان پر ٹیکس لگائیں، یہ لوگ ٹیکس کے قابل ہیں اور وہ غریب نہیں جو خودکشیاں کر رہے ہیں۔

اسی طرح میں عورتوں کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گی normally میں بات کرتی نہیں۔ ہمارے ملک میں 51 فیصد آباد base کر رہی ہے عورتوں پر اور 48 فیصد وہ خواتین ہیں جو ورکنگ لیڈیز نہیں ہیں۔ میری ایک گزارش ہے کہ ہم اتنی پالیسی بناتے ہوئے ایک بڑا اہم ایشو کو نظر انداز کر رہے ہیں اور وہ ہے اس ملک کا gold۔ اگر ان تمام خواتین کو، میں جانتی ہوں میں بھی اس معاشرے کا حصہ ہوں کہ 48 فیصد خواتین جو گھروں میں ہیں جو دیہاتوں میں

اور وہ کھیتوں میں کام کر سکتی ہیں اور وہ ایک نسل کی پرورش تو کر سکتی ہیں لیکن وہ ورکنگ لیڈی نہیں ہو سکتیں۔ اگر ہمارے پاس انرجی ریسورسز نہیں ہیں، اگر ہمائے پاس وسائل نہیں ہے، ہمارے پاس روزگار نہیں ہیں، ہمارے پاس یہ نہیں ہے، وہ نہیں ہے، اگر ان عورتوں کو ان کے گھر کے اندر ہم ہنرمندی کا کام دے دیں اور جتنا گولڈ جو لاکروں میں پڑا ہوا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بہت شکریہ۔ وائنڈ اپ کریں۔ ایک منٹ کے لیے مائیک کھول دیں۔ دیکھیں آپ نے کہا تھا کہ دس منٹ کرنی ہے اور پھر بائیس منٹ پر چلی گئی ہیں۔ آپ اپنی پارٹی کاوقت خراب کر رہی ہیں اور پھر سب کو موقع نہیں ملے گا۔

محترمہ طاہرہ آصف : اس کی ایک اور وجہ کہ ان خواتین کی gold کی utilization کریں۔ یہ ملک کی آمدنی میں آپ کو ایک strong pillar دیں گی۔ کوئی بھی paralyze body جو ہے، ہم نے پچاس فیصد اپاہج کر دی ہے اور اس کو ہم utilize کریں۔ چھوٹی چھوٹی انڈسٹری ان کے گاؤں کے اندر دیں، کیونکہ کوئی نہیں چاہے گا کہ اس کی بہن، بیٹی، اہل خانہ باہر جا کر کام کرے، یہ میرے ملک کا حصہ ہے۔ہم ان کو وہاں دیں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ لیکن مجھے یہ بتائیں کہ جو franchised restaurant ہیں اور وہ باہر سے آکر کام کر رہے ہیں اور ہمیں ان کو بھی discourage کرنا ہے۔ پاکستان کے جو اس وقت حالات ہیں ان کو برگر سے زیادہ روٹی کی ضرورت ہے۔ میں آپ کی باتوں کو accept کرتے ہوئے with bundle of thanks شکرگزار ہوں کہ آپ

نے مجھے بہت ٹائم دیا اور کہنے کو میرے دل میں بہت کچھ ہے اور بہت کچھ میں سمیٹ رہی ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ محترمہ نگہت پروین میر صاحبہ۔دس منٹ میں تقریر کو وائنڈ اپ کریں repetition بھی ہو رہی ہے۔ تا کہ سب ممبرز کو موقع مل جائے۔

محترمہ نگہت پروین میر : شکریہ جناب سپیکر۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ جیسی اہم دستاویز پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے میں وزیر خزانہ جناب اسحٰق ڈار صاحب کو اتنے مشکل حالات میں اتنا متوازن، اتنا احسن اور اتنا خود آئند بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جناب سپیکر! یہاں پر تنقید برائے تنقید کا عمل جاری ہے۔ تنقید اچھی بات ہے اور تنقید ہونی چاہیے۔ تنقید جو مثبت ہو اس سے اصلاح کو مشعل راہ ملتی ہے۔لیکن تنقید برائے تنقید کا یہ وقت نہیں ہے۔ آج پاکستان جس مشکل حالات سے گزر رہا ہے اس میں عملی کام کی ضرورت ہے۔ یہاں پر صرف چار حلقوں کی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سڑکوں پر جلسے کرنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ پاکستان کے ہر شہری کو، پاکستان کے پانچوں صوبوں اور کیپٹل کو مضبوط بنانے کے لیے شانہ بشانہ ساتھ چل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! وزیراعظم پاکستان میاں محمد نوازشریف صاحب کو آج سےایک سال پہلے جتنے بھی نامساعد حالات میں حکومت ملی وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں

ہے۔ میں اپنے قائد اور ان کی ٹیم کو شب و روز اور انتھک محنت کر کے پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے رستے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جناب سپیکر! وزیراعظم پاکستان، خادم اعلیٰ پاکستان میاں شہباز شریف اور ان کی ٹیم شب و روز پاکستان کو ترقی کی راہ پر ڈالنے کے لیے، پاکستان کی خوشحالی کے لیے، پاکستان میں امن و سلامتی کو بحال کرنے کے لیے جن کوششوں میں مصروف ہیں وہ کسی سے چھپی نہیں ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کے عوام کو بیروزگاری،مہنگائی، انرجی کرائسز سے نجات دلانے کے لیے جن منصوبوں پر تیزی سے کام ہو رہے ہیں وہ سب ہمارے قائد اور ان کی ٹیم اور پاکستان کی ان کے ساتھ عوام کی والہانہ محبت کا نتیجہ ہے کہ آج انرجی کرائسز جو لوڈشیڈنگ کی صورت میں ہمیں بائیس بائیس گھنٹے لوڈشیڈنگ پچھلی حکومت سے ملا تو اس کے لیے آپ آج دیکھ رہے ہیں کہ کتنی کمی آئی ہے اور اس کو ختم کرنے کے لیے اور پاکستان کے لوگوں کو بجلی کی سہولت پوری provide کرنے کے لیے کتنے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے اور اس کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ نندی پور کا منصوبہ جو تین سال سے بند پڑا تھا وہ میاں صاحب اور ان کی ٹیم اور ان کے کام کرنے کی وجہ سے آج آٹھ ماہ کی قلیل مدت میں لوگوں کو بجلی دینے کے قابل ہو چکا ہے۔ جناب سپیکر! پاکستان کے ہر شعبے میں ترقی لانے کے لیے ہماری حکومت کوشاں ہے اور انہیں ایک اچھی پاکستانی کی حیثیت سے ساتھ مل کر کام کرنا ہے۔اس ملک کو مضبوط بنانے کے لیے۔آج جو پاکستان کے حالات ہیں،پاکستان کو امن کی اور سلامتی کی جو کوشش ہے اس میں حکومت کا ہمیں ساتھ دینا چاہیے۔ہاں تنقید کریں جو اچھی تجاویز ہیں جو اچھے مشورے ہیں وہ ضرور حکومت کو دیں تاکہ اس کی روشنی میں ایک نئے اور روشن پاکستان کے لیے کام کیاجاسکے۔

جناب والا! کسی بھی ملک کی یوتھ جو ہوتی ہے وہ اس کا سرمایہ ہوتی ہے۔ہمارے پاکستان کی یوتھ ہمارا سرمایہ ہے اس کو روشن مستقبل دینے کے لیے اس کی ترقی کے لیے، اس کی بہتری کے لیے وزیراعظم پاکستان نے لون یوتھ سکیم کا جو اجراء کیا ہے جو شروع کیا ہے۔اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔انشاء اللہ جب سکیم آگے بڑھے گی تو پاکستان کا ہر بچہ،ہر طالب علم جو ہے وہ ترقی کرے گا۔پاکستان سے بیروزگاری ختم ہوگی اور پاکستان میں ان کو روشن مستقبل ملے گااور وہ تعلیم کے میدان میں آگے بڑھیں گے۔ نہ صرف یوتھ بلکہ پاکستان کی جو خواتین ہیں جو دیہاتی آبادی میں مشتمل ہیں۔اس کے لیے میاں صاحب نے پچاس فیصد کا حصہ اس میں ڈالا۔تاکہ ہمارے پاکستان کی خواتین جو ہیں وہ شامل ہوکر اپنے لیے خود کفیل ہوسکیں اور اپنے لیےروزگار جو ہے وہ حاصل کرسکیں۔

تعلیمی میدان میں بھی،یہاں پر جیسے تعلیم کی بات کی کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی معاشرے کی ترقی اور کسی کے ملک کی ترقی کے لیے تعلیم اور صحت کے جو شعبے میں ان کا فعال ہونا بہت ضروری ہے۔تعلیم کے لیے ضرور ہماری بجٹ میں اگر اضافہ ہوسکے تو تعلیم اور صحت کے لیے اضافہ کیاجائے۔طالب علموں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے آپ نے دیکھا کہ ہمارے ملک میں طلباء کو اور طلبات کو لیپ ٹاپ تقسیم کیے گئے اور وہ طالب علم جو قابلیت رکھتے ہیں ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ان کو وظائف کا تحفہ دیا گیا۔اس کے علاوہ پاکستان میں جب بھی میاں نواز شریف کی حکومت آئی انہوں نے ہمشیہ پاکستان کی ترقی کے لیے بہت ساری جامع پالیسیز جو ہیں ان کو وضع کرنے کی کوشش کی گئی۔میں یہ پوچھتی ہوں کہ پاکستان کو موٹروے

جیسی سہولت کس نے دی۔پاکستان کی قوم کو میٹروبس کا تحفہ کس نے دیا۔آج لاہور میں دیڑھ لاکھ لوگ سفری سہولت سے فائدہ اٹھارہے ہیں۔پاکستان کو ایٹمی قوت کس نے بنایا اور اس کے علاوہ اب پاکستان کے دیگر شہروں میں بھی میٹرو بس کے لیے کام کیاجارہاہے۔پنڈی میں اس کے لیے کام شروع ہوچکاہے۔آخر یہ بھی تو پاکستان کی عوام کی سہولت کے لیے ہے۔پاکستان کی عوام کی بیروزگاری ختم کرنے کے لیے ہے۔جیسے ہی یہ منصوبے تکمیل کو پہنچیں گے تو لوگوں کو روزگار ملے گا اور پاکستان خوشحال ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہماری حکومت نے اگر پانچ سال اسی طرح کیا تو پاکستان انشاء اللہ دنیا کے نقشے پر ایک روشن ستارے کی طرح چمکے گا اور ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قائدین اس سے بھی اچھے کام کرنے کی توفیق دے اور پاکستان دن دگنی اور رات چگنی ترقی کرے۔میں اپنی بات اس دعا اورشعر کے ساتھ ختم کرتی ہوں کہ۔

یا رب میری عرض پاک پر اترے ایسی فصل گل
جس کو کبھی اندیشہ زوال نہ ہو

پاکستان پائندہ باد،بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عائشہ گلالئی موجود نہیں ہیں،انجنیئر علی محمد خان ایڈووکیٹ،رائے حسن نواز خان صاحب،ناصر خان خٹک صاحب،جی ناصر خان خٹک صاحب۔

جناب ناصر خان خٹک: بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر!اس ایوان میں بجٹ تقریر پر بحث سے زیادہ کل سے ہم محسوس کررہے ہیں کہ سیاسی اختلافات کو زیادہ بڑھا چڑھاکر بات کی جارہی ہے تو میں اس ایوان میں کیونکہ یہ

بجٹ اجلاس ہے۔میں سب سے گزارش کرتاہوں کہ بجٹ تک اپنے آپ کو محدود رکھیں اور تجاویز دیں۔personal attacks کی طرف نہ جائیں۔جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے تو جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑرہاہے کہ یہ بجٹ pro-terrorists budget ہے۔یہ غربت کو بڑھانے کے لیے بجٹ بنایاگیاہے۔یہ پاکستان کے خلاف ایک سازش کی گئی ہے۔جس میں غربت مزید بڑھے گی اور امیر مزید امیر ہوگا۔میں سپیکر صاحب آپ کی توجہ چاہتاہوں۔مجھے اس ایوان میں کوئی اکنامسٹ بیٹھ کر یہ بتادے کہ جہاں پر inflation rate آٹھ فیصد ہے،ساڑھے آٹھ فیصد ہے۔جہاں پر per capita incomeآپ کی ساڑھے تین فیصد کی growth ہے۔جہاں آپ کے کہنے کے مطابق 4.1 فیصد آپ کی growth rate ہے۔per capita income ساڑھے تین ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ غربت کیسے ختم ہوگی۔آپ نے کہا ہے کہ ہم اگلے چار سال تک آٹھ فیصد کی inflation کو continue کریں گے۔کیا آپ اس سے اوپر اپنی growth rate کولیکر جائیں گے۔اگر اپنی growth rate کو نہیں لیکر جاسکتے۔اگر آپ per capita income اوپر نہیں لیکر جاسکتے تو اس کے مطلب ہے کہ آپ اگلے چار سال تک غربت کو مزید بڑھاتے جائیں گے۔جب ہم غربت کی طرف جائیں گے۔غریب کو غریب تر بنائیں گے تو یہاں پر کیا خودکش حملے نہیں ہوں گے۔کیا یہاں پر اس ملک میں بیروزگاری نہیں ہوگی۔لوگ خودکشیاں نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! مجھے اس بجٹ میں کہیں پر روزگار create کرنے کے لیے جو کہ پاکستان کے علاوہ کسی بھی انڈسٹریل ملک کے لیے ذریعے ہے کہ ایک SME sector ہوتاہے۔ایک چھوٹے کارخانے دار ہوتے ہیں۔ان چھوٹے کارخانے

داروں کے لیے کیا گیا ہے۔ایکسپورٹ کے لیے ERFکو ساڑھے سات فیصد کردیا گیاہے۔لیکن کیا ان ساڑھے سات فیصد تک لانے کے لیے آپ نے جو پروڈکشن کاسٹ بڑھادی ہے۔کیا وہ کارخانے چل سکیں گے۔کیا وہ ایکسپورٹ میں انڈیا کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔نہیں کرسکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس ملک کے ساتھ مذاق کیاجارہاہے۔آپ نے پانچ سال تک import of textile machinery آپ نے taxدیے۔exemptionsدیے۔ابھی دو سال کے لیے مزید بڑھادیے۔آپ ہمیں بتائیں کے آپ نے اس میں کیا فائدہ کیا۔کیا آپ کی ٹیکسٹائل ایکسپورٹ بڑھی ہیں،نہیں اس طرح بڑھتی ہیں یہ بجٹ جو ہے یہbureaucratic budget بجٹ ہے۔یہ bureaucrats نے بنایاہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بڑے سادہ الفاظ میں بتاتاہوں۔دو مثالیں دیتاہوں آپ کو۔دکانداروں پر سیل ٹیکس لگایاگیا ہے۔ہم نے proposeکیا تھا کہ آپ انکم ٹیکس لگائیں۔آپ نے سیل ٹیکس لگاکر۔اگر یہاں پر کوئی بیٹھے ہوئے ہیں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میری گزارش ہے جویہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو میری بات کو نوٹ کریں۔مجھے یہ بتایاجائے کہ جب سیلز ٹیکس آپ لگاتے ہیں۔adjust کرواتے ہیں تو اس نے کیا کرناہے۔زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار روپے کا in putلیکر اس کو adjustکردے گا بات ختم ہوجائے گی۔ہم کہتے ہیں کہ آپ ان سے انکم ٹیکس لیں۔بلوں کے ذریعے لیں۔ان کو compulsoryآپ کہیں کہ آپ اپنا return جمع کرائیں۔آج ہمیں آپ کی in competency پتہ چل گیا۔آپ لوگ treasury benchesمیں in competencyکی حد ہوگئی ہے۔آپ کو ٹیکس لگانے کا طریقہ ہی نہیں آتا۔آپ سے اس ملک کو سنبھالنا اس کی

revenue کو generate کرنا۔اگر یہ ہی حال ہے تو بڑے افسوس کی بات ہے۔جناب سپیکر! لوگ یہاں پر اپرٹی خرید کر ایک لاکھ کی ایک سال کے بعد دو لاکھ میں بیچ دیتے ہیں۔لیکن آپ کہتے ہیں کہ اس پر ایک پرسنٹ نہیں دو پرسنٹ ٹیکس لگا لو مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک انویسٹر کارخانہ دار جو کہ روزگار پیدا کرتاہے وہ 35 پرسنٹ ٹیکس دے گا جبکہ وہ شخص جو کہ ایک سال میں پراپرٹی سے ایک لاکھ کماتا ہے یا ڈبل کماتاہے تو اس سے آپ ایک پرسنٹ ٹیکس لیتے ہیں تو پھر میں کیوں انڈسٹری لگاؤں کون سا انویسٹر یہاں پر آ کر انڈسٹری لگائے گا میری درخواست ہے کہ آپ پراپرٹی پر difference of purchase and sale price پر year-wise divide کر کے اس پر ٹیکس لگایا جائے۔

اس کے علاوہ جناب سپیکر! یہاں پر توانائی کی بات ہوتی ہے مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے ہمارے صوبے میں آپ کو دریائے سوات پر feasibility reports بنی ہوئی ہیں 20 ہزار میگاواٹ سے اوپر آپ کو پروڈکشن دے سکتے ہیں آپ لوگوں نے اس کے لیے کیا پروگرام بنایا ہے ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ہم آپ سے کہتے ہیں ہم آپ کو بیس ہزار میگاواٹ دیتے ہیں اگر آپ نہیں کر سکتے آپ یہ سارے کی ساری پروڈکشن صوبوں کے حوالے کر دیں ہم جانیں ہمارا کام جانے ایک ریٹ مقرر کر دیں کہ جو صوبہ جو بجلی بناتا ہے وہ اس ایک standard rate پر بیچے گا ہم بھی بنائیں گے دوسرا صوبہ بھی بنائے گا اور سب بنا کر ہم بیچنے کے لیے اپناپروگرام بناتے ہیں۔

میں اس کے بعد آؤں گا کہ ہمارے پاس ایکسپورٹ میں ٹوبیکو KPK کا ایک اہم جزو ہے جناب سپیکر! اس وقت ٹوبیکو انڈسٹر بڑی boom پر ہے جناب سپیکر! میں درخواست کرتا ہوں کہ پاکستان میں جتنی بھی امپورٹڈ سیگریٹ آتی ہے اس پر مکمل پابندی لگائی جائے اور جو local manufacturing ہیں ان کو bound کیا جائے کہ وہ stock میں تیس پرسنٹ ایک سال کے اندر ہم کو ایکسپورٹ کر کے دینا شروع کرے تاکہ اگر ہم یہاں پر گولڈ لیف بڑی بڑی کمپنیاں مافیاز یہاں پر بیٹھے ہیں ہمیں کچھ ریوینیو بھی لا کر دیں ہماری ٹوبیکو انڈسٹری کو جس طریقے سے ختم کیا گیا سمگلنگ کے ذریعے اپنے برانڈز کو چلا کر میں request کروں گا کہ اس ٹوبیکو انڈسٹری کو اور اس علاقے میں ترقی لانے کے لیے یہ پابندی عائد کی جائے کہ اس کی ایکسپورٹ لازم قرار دی جائے۔

اس کے علاوہ KPK میں gas produce ہو رہی ہے جناب سپیکر! ایک عجیب صورتحال ہے KPK میں transmission cost سب سے زیادہ ہے اور ہم کو سب سے زیادہ charges pay کرنے پڑتے ہیں کیونکہ کہا جاتاہے کہ ہماری transmission cost بہت زیادہ ہے میں Ministry of Petroleum اور فنانس منسٹری سے request کرتا ہوں اور یہ تجویز بھی کرتا ہوں کیونکہ ہماری KPK میں ہی gas produce ہوتی ہے اور آپ transmission cost جو ہے وہ سب سے زیادہ ہم پر ہی لاگو کرتے ہیں تو اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی اگر آپ اس کو پنجاب پہلے لے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے واپس اگر KPK میں آتی ہے اور یہ transmission cost ہے تو میرے خیال میں بڑے افسوس کی بات ہے اس لیے وہاں پر گیس کی قیمتوں کو کم کیا جائے پنجاب اور سندھ کے مقابلے میں۔

اس کے علاوہ جناب سپیکر! PSDP پر آتا ہوں صرف تین میں سے پراجیکٹس KPK میں بتائے گئے ہیں تین دو ڈیمز ہیں جو کہ آدھے سے زیادہ بن چکے ہیں اور ایک میں تھوڑا سا کام ہے وزیرستان میں اور ایک ناردرن بائی پاس مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ KPK نے کوئی ظلم کیا ہوا ہے KPK آپ کو بجلی دے رہا ہے آپ کو گیس دے رہا ہے آپ کو چالیس پرسنٹ crude oil KPK سے آ رہا ہے پورے پاکستان کا ہم نے کیا ظلم کیا ہے اگر ٹماٹر مہنگا ملتا ہے وہاں پر ملتا ہے تو آپ بھی گیس ہمیں مہنگی دے رہے ہیں اگر ٹماٹر وہاں پر مہنگامل رہا ہے تو آپ بھائی ہمیں کھاد مہنگی دے رہے ہیں گیس میں دے رہا ہوں کھاد آپ وہاں سے میری transportation کا خرچہ بڑھ جاتاہےمیں ان تمام چیزوں کو دیکھ کر آپ سے منسٹری آف فنانس PSDP میں ہمارے وہاں پر کچھ سوات میں پراجیکٹس ہیں کچھ ہم نے ٹل سے بنوں تک بذریعہ کرک ہم نے تجویز دی تھی کہ سڑک بنائی جائے کیونکہ کبھی کبھی جب ٹل ہنگو روڈ بند ہو جاتا ہے تو سارے کے سارے لوگ وہاں پر بند ہو جاتے ہیں hostage بن جاتے ہیں ان پراجیکٹس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا وہاں پر پانی کی شدید قلت ہے جناب سپیکر! ہمارے ہاں پانی کی قلت بےانتہا ہے ہمارے ہاں چھوٹے ڈیمز سمال ڈیمز جو کہ فیڈرل گورنمنٹ نے فنانس کرنے تھے آج تک وہ نامکمل ہیں بہت سے پائپ لائنز میں لیکن اس PSDP میں اس کے لیے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا ادھورے پڑے ہوئے ہیں ڈیمز ہمارے south region میں تو اگر یہ حالت رہی تو ہم کیا کہیں گے تو پھر یہاں پر لوگ کہیں گے یہ صوبائیت کا مسئلہ آ گیا یہاں پر کوئی صوبائیت کا مسئلہ نہیں ہے یہاں پر discrimination ہو رہی ہے یہاں پر ایک ہی جگہ پر ترقی ہو رہی ہے ایک راولپنڈی اسلام آباد

ہے اور ایک لاہور ہے مجھے تو کوئی اور جگہ نظر نہیں آ رہی مجھے KPK میں آپ بتائیں میں کہاں پر جاؤں کون سی جگہ پر فیڈرل گورنمنٹ ترقی کے کام کر رہی ہے کہیں پر بھی نہیں ہو رہا جناب سپیکر! میں اس کو discrimination کہوں گا اور violation of the Constitution کہوں گا۔

میں اس کے بعد direct taxes پر آتا ہوں بڑی دھوم مچائی ہوئی ہے direct taxes کی کاش آپ لوگوں کو ٹیکس لگانا آ رہا ہوتا کاش آج آپ کہہ دیں آج کہ manufacturer and importer بغیر سیلز ٹیکس کسی کو سیل نہیں کر سکتا جب تک وہ سیلز ٹیکس میں رجسٹرڈ نہ ہو پہلے قدم میں آپ دیکھیں آپ کا ریوینیو کہاں جاتا ہے جناب سپیکر! ہم نے اپنے ریوینیو کو اگر بڑھانا ہے اور یہ جو ہم تجاویز دے رہے ہیں جناب سپیکر! ہم اس لیے دے رہے ہیں کہ ہم پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں ورنہ ہم کہتے ہیں مریں حکومت جانے ہمارا کیاہے لوگ باہر آ جائیں گے لیکن یہ ملک ہم سب کا ہے ہم نے تجاویز دینی ہیں۔ اسد عمر صاحب نے کل تجاویز دی ہیں آج ہم آپ کو تجاویز دے رہے ہیں کہ آپ آئیں اور ٹیکس لگائیں اور یہ جو one percent non–filer, non–filer کو ختم کریں documentation آپ کیسے کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کیجیے۔

جناب ناصر خان خٹک : کیسے wind up کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سولہ منٹ ہو گئے ہیں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا ڈاکٹر عارف علوی صاحب وہاں بیٹھے تھے بہت سی چیزیں ہیں۔

جناب ناصر خان خٹک : آپ سے request کرتاہوں میں تجویز کرتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں non-filer کا concept ختم کریں آپ جو بھی ٹیکس دہندہ جو کہ رجسٹرڈ نہ ہو importer and manufacturer پر اس کی پابندی لگائیں اس کو sale نہ کیا جائے next step میں پھر آپ ہول سیلر پر پابندی لگائیں کہ وہ ریٹیلر کو جو بھی ریٹیلر رجسٹرڈ نہیں ہو گا سیلز ٹیکس کے پاس اس کو آپ sale نہ کریں آپ کے دو تین سال میں یہ مسائل حل ہو جائیں گے اگر آپ اس کو سمجھتے ہیں شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ پرویز ملک صاحب۔

جناب محمد پرویز ملک : بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب سپیکر ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے ایک فاضل دوست right side سے کہہ رہے تھے کہ سندھ کے کچھ علاقوں میں پانی کی بہت بڑی shortage ہے اور اس کی وجہ سے لوگوں کو اور fields کو بہت shortage ہوتی ہے۔ مگر افسوس یہ ہوا کہ چند گھنٹے پہلے فنانس منسٹر صاحب نے یہاں پر بہت بڑی خوشخبری دی کہ ہمارا ایک ڈیم، داسو ڈیم جو ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے اور اس سے پانی کی اور بجلی کی کمی پوری ہوسکتی ہے۔ اس کا ایک financial close ہوا۔ دنیا کے عالمی اداروں نے اس کو accept کیا۔ viability ا س کی accept کی اور مجھے بڑی امید تھی کہ وہ اپنی تقریر میں اس کا ذکر کریں گے اور شکریہ ادا کریں گے کہ یہ قوم کے لئے

ایک بہت بڑا تحفہ میاں محمد نواز شریف نے پیش کیا ہے۔ میں رہ نہیں سکتا کہ میں نے یہ جو بجٹ پر feedback دیکھی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میری Chambers of Commerce, Stock Exchanges, different entities, agriculture سب نے اس بجٹ کو بہت سراہا ہے اور وزیر خزانہ یقینی طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کی ٹیم نے ایک بہت balanced بجٹ دیا ہے اور میں جیسے عرض کررہا ہوں کہ انہوں نے ایک بہت بڑی خوبی یہ کی کہ یہ budget proposals بنانے سے پہلے انہوں نے بہت extensive consultations ان stakeholders کے ساتھ کی ان traders کے ساتھ کی جنہوں نے ان کی proposals کو fine tune کرنے میں مدد کی اور آج جیسے میں نے پہلے کہا کہ یہ تمام ادارے آج اس بجٹ کو ایک balanced budget کہہ رہے ہیں اور اس میں کوئی بڑی کوتاہی یا discrepancy میں سمجھتا ہوں آج تک نوٹ نہیں ہوئی۔ اب ہر آدمی چاہتا ہے کہ اپنے گھر کو سنوارے، اپنے ملک کو سنوارے، مگر اس کےلئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے اور ایک بنیاد اچھی بنانی پڑتی ہے۔ میں صرف یاداشت کےلئے کہہ سکتا ہوں کہ ایک سال پہلے جب ہماری حکومت تھی تو اس وقت ہماری اکانومی کے کیا حالات تھے۔ ہر آدمی کہہ رہا تھا کہ financial default ہونے والا ہے اور یقینی طور پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پچھلی حکومت کا ریکارڈ یہ ہے کہ آئی ایم ایف کو یہ one tranuch IMF کہتے تھے جس میں ایک tranuch ان کو ملتی تھی باقی traunch اس وقت ملتی تھی جب یہ اپنے بجٹ کو اپنے finanacial indicators کو improve کرتے تھے اور second اس کے بعد ملتی تھی۔ آج ہماری حکومت کو اس سال چوتھی tranuch consecutively اپنے وقت پر ملی کیونکہ ہم نے financial discipline کو maintain کیا تو

یہ ایک بہت بڑی اور میں سمجھتا ہو ں کہ ہم نے آئی ایم ایف کو بہت بڑی پے منٹ کی اور overall جو ہم کو کہا جاتا ہے کہ نے بہت سارے قرضہ جات اٹھائے۔ ہم نے قرضہ جات اٹھائے تو اس سے زیادہ ہم نے ان کو واپس کیے جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے معاملات یقینی طور پر بہتر ہوسکتے ہیں۔ ہمیں ایک بہت بڑا circular debt ملا جس کو ہمیں attend کرنا پڑا اور اس سے بھی ہمارے اخراجات ہوئے، اور بہت سارے لوگ جس وقت ہمیں یہ حکومت ملی، تو ہم پر انگلی اٹھاتے تھے کہ یہ ڈالر اتنا مضبوط ہوجائے گا روپے کے مقابلے میں او ریہ ایک سو پچیس روپے کا ڈالر ہوجائے گا مگر اللہ کاکرنا ہوا کہ وہ ڈالر reverse آگیا روپیہ appreciate ہوا اور ہمیں ایک باعزت قسم کی stability پورے ملک میں ملی۔ ہمیں average growth تین پرسنٹ ملی۔ ہماری population growth بھی اس کے برابر ہے۔ تو almost negligible ہمیں کوئی growth ملی اور کوئی ملک اس growth rate پر survive نہیں کرسکتا financially۔ اسی طرح inflation جو تیرہ پرسنٹ تھی وہ بھی ہمیں ملی۔

اب ایک سال پہلے ہمارے پاس یہی choice تھی کہ ہم بھی قرضہ جات اٹھائیں، ہم بھی اخراجات کریں یا دوسری بات یہ تھی کہ ہم اپنے belt کو تھوڑا tighten کریں اور اپنے structural reforms کرکے ان معاملات کو، اپنی بنیاد کو مضبوط کریں اور اللہ کے کرم سے ہم نے یہ دوسرا راستہ چنا اور آج اس کے ثمرات آج آپ کے سامنے ہیں اور یہ جو budget document ہے اس میں دیکھ سکتے ہیں۔

میں چند achievements ضرور کہنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے ہم نے اپنے power sector کو attention دی۔ بہت ساری چیزوں کے علاوہ یہ بھی ہمارا ایک major issue تھا۔ اور اللہ کے فضل سے ہم نے circular debt کو pay کیا اور اس کے بعد سترہ سو میگاواٹ کی بجلی additional ہمیں ملی اور ہم نے لوڈشیڈنگ کو کم کیا اور جو یہ کہتے ہیں کہ جی لوڈ شیڈنگ جو کہ ایک structural load shedding ہے اس کے علاوہ un−structural load shedding آج اس ملک میں بہت کم ہوچکی ہے۔ اسی طرح ہم نے اپنی پاور پالیسی کے تحت incentives ایسے دیے کہ اللہ کے فضل سے آج سولہ ہزار میگا واٹ کی commitments, investment commitments ہمارے پاس موجود ہے اور اس fuel پر موجودہے جس سے آپ کی average tariff cost جو ہے وہ کم ہوگی وہ بڑھے گی نہیں اور غریب اور دیگر industry کو آپ کی affordable بجلی کی طرف یہ ایک بہت بڑا قدم ہے۔

کہا جاتا تھا کہ tax base نہیں بڑھتی۔ اللہ کے فضل سے جو نتائج آئے ہیں تیرہ پرسنٹ tax base increase ہوئی ہے۔ جس سے ایک لاکھ tax holders نیا ہمیں ملا ہے۔ اتنے ہی کو ہم نے نوٹسز دیے ہوئے ہیں جس سے یقینی طور پر بہتری آئے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ FBR نے ابھی اس میں اچھا کام کیا ہے۔ مگر بہت سارے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اس کا trickle down effect نہیں ہوا۔

Tax collector آج بھی اپنی پرانی روش کے ساتھ اپنے ٹیکس گزاروں کو ہراساں کرتا ہے تو میری ایک تجویز ہے کہ ٹیکس کی hierarchy میں یقینی

طور پر کچھ outside professionals لیکر outside eyes کو لاکر اپنی سکیم کو بہتر کرکے ایک productive اور efficient سسٹم بنایا جائے۔

اسی طرح Parliamentarians کی ٹیکس ڈائریکٹری چھاپ کر میں سمجھتا ہوں ٹیکس دینے کے رحجان کی طرف ایک positive thing ہے۔ اسی طرح state owned enterprises جو ہمارا چھ سو بلین کے قریب اڑا دیتا تھا۔ اس کی تصحیح کرنے کےلئے ہم نے ایک راستہ بنا لیا ہے۔ اس نے بہت سارے boards کو complete کردیا ہے۔ بہت سارے اداروں کو merit base پر مارکیٹ سے analyze کرکے ہم نے heads رکھ کر اس بات کو چلایا ہے۔

Privatisation ہمارا ایک priority item ہے ہم نے اس کی ایک non strategic scheme of privatization بنا لی ہے اور ہم اس میں items کو سب سے پہلے privatize کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے Advisors appoint کرلیے ہیں اور قانون اور transparency کے تحت انشاء اللہ معاملات کو ٹھیک کریں گے۔ ایک بہت بڑا ہمیں advantage رہا کہ ہم نے اپنی belt tightening میں ہر محکمے میں تیس پرسنٹ بجٹ کو curtail کیا، پرائم منسٹر ہاؤس نے چالیس پرسنٹ کو curtail کیا اور تمام discretionary grants ان کو ختم کیا۔ اسی طرح یورو بانڈ کی جو response آئی وہ آپ کے سامنے ہے Overwhelmingly سات سال کے بعد یہ ایک ایسا موقع آیا جس سے یہ ہوئی اور لوگ تھوڑا سا criticize کرتے ہیں کہ اس کا rate of interest اس میں زیادہ پرافٹ offer کیا گیا ہے۔

مگر یقین مانیے کہ اس چیز کو جس چیز کےلئے استعمال کیا جارہا ہے کہ آپ کا جو debt ہے اس کو retire کرنے کےلئے جس کا interest rate زیادہ ہے۔ چالیس بلین ہر سال اس بانڈ کی وجہ سے ہمیں جو tax repayments ہے اس میں مدد ملے گی۔ اسی طرح borrowing کے لئے آپ کو پتہ ہے کہ ایک fiscal debt limitation act موجود ہے جس میں سات پرسنٹ سے زیادہ آپ نہیں جاسکتے۔ یہ ہمارا تقریباً چونسٹھ پرسنٹ پر جاچکا تھا۔ فنانس منسٹر نے اس کو commit کیا ہے۔ کہ ہم انشاءاللہ اس میں redressel کی جو سکیم ہے ہر سال اس کو ایک ایک دو دو پرسنٹ کم کرکے انشاء اللہ جو قانون ہے اس کے مطابق عین اس کو 60 percent کے اندر لے آئیں گے۔

اسی طرح 3Gs اور 4Gs ایک another success story ہے کہ لوگوں نے آپ اعتماد کیا آپ کے clientage پر اعتماد کیا اس سے یقینی طور پر ہماری productivity بڑھے گی ہماری growth بڑھے گی اوریقینی طو رپر اس سے اس ملک کو بہت فائدہ ہوگا۔ Pakistan Development Fund ابھی ذکر ہورہا تھا کہ شاید آیا نہیں۔ جو پہنچ چکا ہے آپ کے پاس 1.5 بلین ڈالر یہ آپ کے کسی ایسے دوست کو جس کو یہ concern ہے کہ پاکستان کو ہم نے خوشحال بنانا ہے، اس کی مدد کرنی ہے انہو ں نے پہلے بھی، جیسے دوسری حکومتوں نے try کی اور اس کا جواب nil میں تھا۔ آج اللہ کے فضل سے آپ کے وہ دوست آپ کی مدد کے لئے ایک طریقے سے، ان کو بھی پتہ ہے کہ اگر اس ملک میں میاں نواز شریف کی حکومت نے financial discipline کرنا ہے اور اس میں کوئی ان کا پیسہ ضائع نہیں ہوگا۔ Misappropriate نہیں ہوگا اور misuse بھی نہیں ہوگا لہذا اس کو دیا جائے۔

اسی طرح Chinese Government نے جو بتیس بلین ڈالر کی جو commitment in next five years دی ہے۔ یہ بھی آپ کی growth اور آپ کی خوشحالی میں بہت بڑا رول ادا کرے گی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی record investment ہے جو یقینی طور پر ہم نے پہلے آٹھ نو سال کی پارلیمینٹری ہسٹری میں نہیں دیکھی کہ اس قسم کی commitment ہمیں وہاں سے آئی ہے۔ سٹاک ایکسچینج آپ کے سامنے ہے۔ قوم کے جو شیئر ہولڈرز ہیں ان کو کتنا اعتماد ہے اس گورنمنٹ پر کہ وہ اس کو انتیس ہزار سے اوپر لے گئے ہیں اور market capitalization کئی گنا بڑھا دی ہے جس سے یقینی طور پر بہت فائدہ ہوگا۔ یہاں revenue increase کی بات ہے سر آپ کی آمدن کے بغیر آپ کا گھر آپ کا ملک نہیں چلتا۔ آپ کو پیسے raise کرنے پڑیں گے۔ ان لوگوں کو پیسے دینے پڑیں گے جو اس چیز کو afford کرسکتے ہیں جو بڑی بڑی گاڑیوں میں پھرتے ہیں، بڑے بڑے گھر لیتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو نہیں دینا چاہتے۔جب تک ہم سب مل کر گورنمنٹ کی مدد نہیں کریں گے یقینی طو رپر حالات بہتر نہیں ہوسکیں گے۔

International rating میں فارن منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں دو چیزوں کا ذکر کیا ایک JETRO کا جو جاپان کا ادارہ ہے ایک اور Overseas Investment Council, Chambers of Council and Industry دو نوں نے آپ کی international rating میں بہت بڑی اور اس کو اوپر کرے آپ کو مضبوط کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کے بجٹ پر، جیسے میں نے پہلے کہا کہ لوگوں نے اس کو بہت سراہا ہے اور ایسے لوگوں نے

جو اس کے متعلقہ ہیں جو اس کو سمجھتے ہیں اور کوئی بڑی شکایت نہیں آئی کوئی بڑی ہمیں چھوٹے چھوٹے لوگوں نے آکے issues بتائیے ہیں جو ہم انشاء اللہ آج ذکر بھی کریں گے اور اس کو address کرنے کے لیے فنانس منسٹر فنانس منسٹری کو request کریں گے کہ آپ ان کے issues کو resolve کریں اس میں ایک چیز جو میں کھوں گا کہ اس بجٹ میں industry کو یا private sector کی growth کو growth کا انجن بنایا گیا ہے ساری پالیسیز اس طرح develop کی گئی ہیں کہ اگر ملک میں صنعت بڑھتی ہے ملک میں معیشت مضبوط ہوتی ہے تو ملک میں jobs بھی ملیں گیں ملک میں دیگر خوشحالی آئی گی آپ اپنی growth بھی کرسکتے ہیں اپنی چیزیں بھی بنا سکتے ہیں اب اس میں جو ہم نے measures لیے ہیں میں سمجھتا ہوں اس میں سب سے بڑا measure یہ ہے کہ ہم نے اپنا financial deficit کو جو budget deficit ہے اس کو کنٹرول کرنا ہے اور یہی سب سے بڑی کھتے ہیں بیماری اگر کسی معیشت میں ہوتی ہے تو یہی سب سے بڑی معیشت میں بیماری ہے کہ 8.8 سے آپ 5.8 پہ لے آئے ہیں اس سال آپ نے ۵ فیصد target رکھا ہے اور ہر سال آپ نے کہا ہے کہ fiscal deficit ایک فیصد ہوگا اور انشاء اللہ جلد آپ اس کو balance کر لیں گے۔

اسی طرح جو financial discipline کی میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہمیں اپنے resources کی wastage کو بند کرنا ہے اپنی resources کو productive side پر لانا ہے اور ان سے ایسی چیزیں آکر لے کے چلنی ہے جیسے سے یقینی طور پر آپ کو، آپ کا ملک کی صنعت میں اور ملک کی معیشت میں فائدہ ہو۔

اب میں allocations کی طرف آتا ہوں Power sector کے لئے 80 بلین ڈالرز لیے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ ایک بہت بڑی allocation ہے اور اس میں بھاشا ڈیم already included تھا آج آپ نے داسو بھی اس میں add کر دیا ہے تو میں اس کے لئے انتہائی میں سمجھتا ہوں بہترین یہ allocation اس کے لئے اور انشاء اللہ long term میں دو تین سال میں ہمار ی بجلی کی shortage ختم ہونے کے قابل ہو جائے گی۔

ریلویز ایک بہت بڑی ایک غریب کی سواری ہے جو ہماری fuel ہمارا transport ہے ہماری goods کو transport کرتی ہے لہذا اس غریب کی سواری کو بہتر کرنے کے لئے 70 بلین کی allocation بہت بڑی allocation ہے میں ضرور حکومت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں private sector کو بھی آپ ایک option دیں کہ وہ بھی اپنی goods train چلانا چاہتے ہیں ان کو بھی موقع دیں کہ وہ آپ کی اگر وسائل کم ہیں تو یہ آکر ایک بہت بڑی بات کریں ارو ایک ریلوے کے لئے ایک اور بھی ہے کہ ریلوے کی بہت کچی آبادیز بہت ساری کچی آبادیاں ہیں جس میں ریلوے نے survey بھی کیا ہوا ہے اور ریلوے چاہتی بھی ہے کہ ان کو settle کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں وہ غریب لوگ ہیں ان کچی آبادیوں کو finally ان کے حق میں settle کر دینا چاہیے جو ریلوے اس میں۔۔ Infrastructure section پورے ملک میں اگر آپ infrastructure کو improve کر لیں گے تو آپ کے وسائل بڑھ جائیں گے آپ کی growth بڑھ جائے گی اور اس کے لئے 806 بلین روپے رکھے گئے ہیں اور یہ بھی اس کے علاوہ جو صوبوں میں 650 بلین

روپے رکھے گئے ہیں یہ اتنا بڑا development outlay ہے کہ میں سمجھتا ہوں انشاء اللہ اس سے بہت زیادہ فائدے ہوں گے۔

اسی طرح defence spending کو improve کیا گیا ہے اور بڑی justified ہے جب جس سال میں افغانستان سے آپ کے troops نکل رہے ہوں آپ کو اس میں تھوڑی بہت جو آپ نے increase کی ہے یہ ایک میں سمجھتا ہوں بڑی جائز ہے اور آپ کے جو دشمن ہیں وہ اتنی تو armament purchase میں لگا دیتے ہیں سال میں اتنا خرچہ تو وہ صرف اپنی armament کو improve کے لئے کرسکتے ہیں۔

میں ایک میرے بھائی نے ادھر taxes کی بات کی جو ٹیکس اس گورنمنٹ نے اس دفعہ لگا یا ہے وہ تمام adjustable ہے جو آپ کی tax liability ہے اس میں یہ adjust ہوجاتا ہے اس میں قباحت تو صرف یہ ہے کہ آپ کو ایک documentation کی chain چلانی پڑتی ہے اور جیسے میں نے پہلے کہا کہ میں سمجھتا ہوں ہر پاکستانی اگر اپنی documentation کی طرف چلے گا تو ہمارے تمام وسائل ہم کہتے ہیں کہ ہمیں یہ چاہیے وہ چاہیے جب تک آپ کی آمدن نہیں ہوگی آپ نہیں کرسکتے۔ ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ اپنی capacity کے متعلق اس میں لگے۔ اب exports کی بات ہوئی تھی اور میں اس پہ بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ مجھے ایک روایتی export growth ہے ہی ہے وہ textile میں میرے بھائی نے کہا نہیں آئی مگر textile میں 6 percent growth آئی ہے اس لئے export میں مگر اب گورنمنٹ کو کچھ نہ کچھ measures لینے پڑیں گے اس export کو ایک quantum jump کئی

سالوں سے نہیں ملا روایتی traditional growth ہے اس کو کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ان کو کرنا پڑے گا جو exports کے لئے concessionary financing ہوئی ہے ERF ہوا ہے بھائی نے اس کو بھی اعتراض کیا مگر یہ ایک بہت بڑی بات ہے ہماری exports viable کرنے کے لئے یہ ایک finances ضروری تھا اور گورنمنٹ کی بڑی positive سوچ ہے اور ان کو میں یہ بتا دوں کیونکہ ڈالر نیچے گیا ہے جو ان کے inputs ہیں وہ بھی خود بھی سستے ہوں گے لہذا یہ concession بڑی جائز ہے۔ ایک بہت اچھی۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : Wind up کیجئے جی۔

جناب محمد پرویز ملک : سر بس دو منٹ میں جی۔ اس میں ایک بہت اچھی چیز EDF کی بات کی گئی ہے Exports Development Fund اور فنانس منسٹر نے کہا ہے اس کی proper utilization نہیں ہوتی تھی میرا بھی اس سے تھوڑا سا recent تعلق ہوا ہے یقینی طور پہ ایک بہت potential اس میں موجود ہے اور اس budget document نے ہمیں ایک lead دے دی ہے ہم انشاء اللہ اس کو utilize کرنے کے لئے بات کریں گے اس میں ضروری ہے کہ ہماری export کے competitors جو ہیں خاص طور پر جو regional competitors ہیں انڈیا ہے اور دیگر ملک ایران ہے یہ ہے ہمیں ان کی studies کرنی چاہیے اور ایک comparative جو ہماری disadvantages on export ہے ان کو remove کرنے کے لئے effort کرنی چاہیے۔ اسی طرح textile کے لئے جو بہت خوش آئند ہے جو duty drawbacks انہوں نے دیا ہے یقینی طور پہ اس سے بہت بڑا ہوگا۔

اب میں traders کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ traders نے بہت ساری Ministry of Finance meetings میں کی اور اتفاق سے دو تین meetings میں میں بھی موجود تھا traders ٹیکس دینا چاہتے ہیں ان کو اعتراض تھا کس طریقے سے آپ لیتے ہیں کس طرح آپ ہماری return لیتے ہیں کس طرح ہمیں آپ اس کو assess کرتے ہیں اصل اعتراض وہ تھا اور انہوں نے خود یہ پیش کش کی کہ آپ ہماری بجلی کے بلوں سے منسلک کر دیں گورنمنٹ نے آج ان کی یہ بات مانی تین slabs بنا دیئے بڑے traders درمیان trader چھوٹا trader اور ان کی استطاعت کے مطابق ایک simple mode میں simple tax ٹیکس لگا دیا یقینی طور پر traders بھی اس مطمئن اور ہم بھی اس پہ میں traders پہ sales tax کی بات کر رہا ہوں۔ اچھا سر اس میں جو آپ نے sales tax tractors پہ بڑھایا ہے اس سے تقریباً 40 ہزار روپیہ ٹریکٹر کی cost کم ہو گئی ہے۔ لوگ shy ہوگئے تھے۔ یقیناً اس کو اور بھی میرے دوست کہتے ہیں اور بھی اگر اس میں بڑھایا جائے تو اس میں ایک بہت بڑی چیز ہے۔ اسی طرح Tax Reforms Commission بنایا جاتا ہے کہ جی یہ لوگ ٹیکس والے کہتے ہیں یہ ایک long term میں ہمیں sales tax اور one digit 10 percent سے نیچے 9 فیصد تک لانا چاہیے تو اس کے لئے کمیشن تشکیل کر دیا گیا ہے اور اس کو کیا جائے۔ اب salaries میں increase ہوئی ہیں میں اب جلدی جلدی کرتاہوں میں سمجھتا ہوں وہ 10 فیصد جو ہے یہ تھوڑا کم ہے 10 percent سے اس کو زیادہ بڑھا یا جانا چاہیے ان کی minimum pension جو ہے وہ تین ہزار ہوئی پھر پانچ ہزار ہوئی اور آج اس دفعہ چھ ہزار ہوگئی۔ مگر اس میں industrial worker

جو EOBI کے تحت pension لیتا ہے میں سمجھتا ہوں وہ اب بھی 3600 ہے گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دینی چاہیے کہ EOBI کو بھی کوئی ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو کوئی ایسی direction ہو کہ وہ بھی جو غریب مزدور retired ہیں اس کی بھی minimum pension جو ہے وہ چھ ہزا ر کرنے کے لئے کہا جائے۔

Industry کی promotion کے لئے housing sector کے لئے جو corporate tax پہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ صرف foreign equity holders کو ہوتا ہے اس میں fifty percent foreign equity ٹھیک ہے اس میں foreign direct investment ہماری بالکل negligible تھی یہ ایک incentive دیا گیا ہے overseas Pakistanis کی شامل ہے کہ آپ آئیے خدارا آیئے آکے یہاں industry لگائیے ان حالات میں لگائیں تاکہ آپ کو اور اس میں تھوڑا سا corporate tax میں دینا یہ ایک بہت بڑی اچھی بات ہے۔ اب اسی طرح public private company کا ایک انہوں نے کہا ہے کہ جی ایک بلین روپے کی ایک کمپنی بنی گی جو warehousing کو promote کرے گی تاکہ یہ agriculture produce جوہے جس میں cold chains ہوں گے agriculture produce کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے یہ ایک نیا ر جحان ہوگا یقینی طور پر اس میں ہماری wastages will decrease اور اسٹیٹ بنک کو کہہ دیا گیا ہے کہ اس کو بہتر کرنے کے لئے چلایا جائے۔

Disabled کے لئے بہت میں سمجھتا ہوں خوش آئند بات ہے ان کو ایک incentive دیا گیا ہے کہ اگر آپ بزنس میں آتے ہیں تو آپ equal opportunities نہیں ہیں تو آپ اس handicap کی وجہ سے آپ کو 50 percent پہ دی جائے۔ ایک گیس کا development surcharge جو ہے cess لگا ہے میں سمجھتا ہوں بڑی اچھی بات ہے اس لئے کہ گیس کی بہت shortage تھی اور گیس کے سسٹم کو build کر نے کے لئے اگر cess لگا ہے تو میری گورنمنٹ سے یہ التجا ہے ایسے نہ ہو کہ یہ جو ٹیکس ہے اس کی utilization کرنے میں use کر نے میں بہت سارا وہ ٹائم لے جائے اس کو فوری طور پہ اس سے منصوبے بنیں جس سے گیس کی shortage کم ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ملک صاحب بہت شکریہ۔

جناب محمد پرویز ملک : سر میری ایک recommendation ہے۔ سر دو منٹ دے دیجئے۔شاید میں irrelevant ہو گیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ٹائم اوور ہو گیا ہے۔ آپ کریں اپنی بات۔

جناب محمد پرویز ملک : میں آپ سے یہ درخواست بات کرنا چاہتا ہوں کہ انڈسٹری آپ کے ملک کا، GDP کا پچیس پرسنٹ contribution ہے مگر ٹیکس 65% دیتا ہے اور باقی سیکٹرز پچھتر پرسنٹ ہے اور ٹیکس 25% دیتے ہیں۔ ہماری tax to GDP ratio کم ہونے کی وجہ یہی ہے کہ آپ نے ایک

سیکٹر پر بہت بوجھ ڈالا ہے اور دوسرے سیکٹرز پر بوجھ بہت کم ہے۔ جس پہ آپ نے بوجھ زیادہ ڈالا ہے اس نے باہر مارکیٹ میں جا کر competition میں اپنا مال بیچنا ہے۔ لہذاان کو ایسی چیزوں میں میں سمجھتا ہوں کہ بہت مشکل پیش آتی ہے۔

سر ایک چیز میں کہنا چاہتا ہوں کہ انڈیا نے، جب ہمیں GSP ملا تو انڈیا نے اپنی ٹیکسٹائلز کی پندرہ پرسنٹ انہوں نے cash incentive announce کر دیا۔ ہمیں ایکسپورٹ کو viable رکھنے کے لئے exporters کی چیزیں دیکھنی پڑی تھیں اور آخر میں میرے پاس تو بہت کچھ ہے مگر میں یہ کہنا چاہا ہوں کہ ایگریکلچر کی productivity per acre yield اور livestock کی per acre milking capacity جو ہے یہ ایک بہت بڑے ہمارے bright points ہیں جن کی طرف اگر ہم چل پڑیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک تقدیر بدل سکتی ہے۔ اس گورنمنٹ کو agriculture productivity کی میں بات کرتا ہوں جس میں seed development آئے گا، جس میں tilling کی کوئی آئے گی، جس میں ٹیکنالوجی آئے گی جس میں سستے فرٹیلائزرز آئیں گے، جس میں pesticides کی بہتر utilization ہو گی agriculture productivity ایک ایسی چیز ہے جو اس ملک کو اس مصیبت سے نکال سکتی ہے۔

آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Rescue 1122 نے مجھے approach کیا تھا۔ ان کی جو fire-wagons اور ambulances اور جو fire-vehicles ہیں ان پہ امپورٹ ٹیکس ہوتا ہے کہ اگر وہ خود کریں یا کوئی

کو municipalities یہی چیزیں whereas میں ان لا کر دیں donation charitable organizations کو یہ exempted ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی lacunae رہ گیا ہوا ہے اس lacunae کو دور ہونا چاہیئے Rescue 1122 کی ہمیں ضرورت ہے اور ان میں چیزوں کو آگے لے کر چلیں۔ آخری بات سر conservation، میں نے آج اخبار میں پڑھا ہے کہ اس اسمبلی کا آپ نے energy audit کیا ہے تو شائد چالیس پرسنٹ potential ہے اس کی electrical saving کے لئے،تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک ادارے میں یہ ہے تو دوسرے اداروں میں یقینی طور پہ اس سے یا اس سے بھی زیادہ saving potential موجود ہو گا۔ ہمیں ا س چیز کو conservation of energy کی طرف جانا ہے۔ یہ جو ہماری دکانوں کا closure time ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں صبح early time میں جو daylight کا ایک advantage ملتا ہے اس کی utilization کر کے، ان کو آٹھ بجے پورے ملک میں uniform basis پہ اس کو بند کرنا چاہیئے اور یہ conservation بھی اتنی ہی ضرورت ہے۔ بہرحال آپ کے کہنے پر میں آپ کا مشکور بھی ہوں اور مجھے بڑی امید ہے کہ جس لائن پہ ہم چل پڑے ہیں، جس structure کو ہم نےadopt کر لیا ہے، جس لائنوں پہ گاڑی چل پڑی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے بجٹ میں جب ہم یہاں ہو گے تو لوگ ہمیں بہترین قسم کا بجٹ پیش کرنے کے لئے پھر کہیں گے۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بہت شکریہ جی۔ سید وسیم حسین صاحب۔

سید وسیم حسین : سپیکر صاحب ! آپ کا بہت شکریہ۔ سر سب سے پہلے تو میں 15-2014ء بجٹ پیش کرنے پہ اسحاق ڈار صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے عوام کی خواہشات کے برعکس بجٹ پیش کیا۔ جس طرح صحت پر چھبیس ارب اسی کروڑ روپے رکھے گئے تو اسی طرح تعلیم پہ چونسٹھ ارب روپے فیڈرل کو خرچ کرنے ہیں۔ سر HEC کو بیس ارب روپے، مختلف محکموں کے حوالے سے پیسے رکھے گئے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جتنے بھی لوگ ہم یہاں موجود ہیں اس وقت خواہ وہ کوئی بھی political party سے تعلق رکھتےہوں، خواہ وہ کوئی بھی مذہبی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔ سر یہاں پہ ہم سب کو، جب ہم پاکستان کے آئین کے مطابق چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو سب سے پہلے تو ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم جتنے بھی لوگ اس ایوان میں بیٹھے ہیں وہ اس عوام کے مرہون منت بیٹھے ہیں جو کہ عوام نے ووٹ دے کر ہم سب کو یہاں لا کر بٹھاتی ہے۔ سر اگر بھائیوں سے request کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی بہت شاہ محمود قریشی صاحب بہت disturbance ہو رہی ہے۔ سپیکر آپ کی آوازوں سے رک گئے ہیں۔ جی۔

سید وسیم حسین : سر مہربانی کر کے جتنے بھی لوگ ہم یہاں پر آتے ہیں عوام کے ووٹ لے کر آتے ہیں۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہاں پر آنے کے بعد اسلام آباد کو ٹھنڈی ہواؤں میں آنے کے بعد ہمارے جذبات بھی ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر آنے کے بعد ہم عوام کی باتیں نہیں کرتے بلکہ ہم اپنے مقاصد کی بات کرنے کے اوپر لگ جاتے ہیں۔ عوام اس وقت جو موجود

حالات ہیں اور آپ بھی جس حلقے میں رہتے ہوں گے اس حلقے کی عوام بھی آپ سے سوال کرتی ہو گی۔ لیکن آپ اور میں عوام کو جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ ہم عوام کو مطمئن نہیں کر پاتے کہ ہم آپ کے لئے جب اسمبلیوں میں جا کے بیٹھے ہیں تو ہم آپ کے لئے کوئی کام کر رہے ہیں۔ آج مہنگائی کی صورت حال آپ کے اور میرے سامنے ہے کہ جتنے بھی اس ایوان میں موجود لوگ ہیں ان کو یہ نہیں معلوم ہو گا کہ آٹا کیا کلو ہے، سر ان کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ گوشت کیا کلو مل رہا ہے، سر ان کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ دال کیا کلو مل رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہم سب مطمئن ہیں۔ خدا کی قسم اگر جتنے بھی لوگ یہاں موجود ہیں۔ اگر رات کو صرف پانچ منٹ جا کے اپنا احتساب کریں کہ جتنی بڑی بڑی باتیں کرنے والے لوگ کہ پانچ منٹ صرف گھر پر جا کر اپنا احتساب کریں کہ ہم عوام کے لئے کیا کر رہے ہیں تو ان کو نیند نہیں آئے گی۔ ان کا ضمیر ملامت کرے گا کہ ہم عوام کے لئے کچھ نہیں کر رہے ہیں۔

بہت اچھی چیزیں کہ پاکستان کو اس دائرے میں لاتے ہوئے کہ جب پوری دنیا ترقی کر رہی ہے یہ بہت اچھی چیزہے کہ شہروں کے اندر میٹرو بس بھی ہونی چاہیئے، میٹرو ٹرین بھی ہونی چاہیئے اور وہ ہر چیز ہونی چاہیئے کہ جو کہ عوام کو سہولت دے سکے۔ لیکن اس کے ساتھ عوام کو وہ چیز بھی دینی چاہیئے جس سے انسان کا پیٹ بھرے۔ آج بجلی کی قیمتوں میں اضافے، کھانے پینے کی اشیاء میں اضافے ہیں، سوچیں تو سہی کہ ہم یہاں کر کیا رہے ہیں۔ سر تعلیم انسان کو شعور دیتی ہے۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تعلیم ہمیں شعور کے ساتھ نوٹ کمانے کا آئیڈیا بھی دے رہی ہے۔ شعور کم مل رہا ہے ہمیں اور پیسے جمع

کرنے کا آئیڈیا زیادہ مل رہا ہے۔ جو آج کل پاکستان کی سیاست میں ہو رہا ہے۔ سر عوام کے اوپر توجہ دی جائے، عوام کو سہولتیں فراہم کی جائیں۔ سر اس پورے ایوان میں شیخ آفتاب صاحب جو ہیں میں ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے کم سے کم مجھے اور حیدر آباد کی عوام کو مطمئن کرنے کے لئے ایک پی آئی اے کا آفس بند ہونے سے بچایا۔ سر میں ان کو اس ایوان میں سب کی موجودگی میں سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حیدر آباد کے لئے تو سوچا۔ اور اس کے ساتھ میں ان معزز منسٹر حضرات جو فیڈرل کے ہیں، ان سے یہ request کروں گا، آپ کے توسط سے میاں نواز شریف صاحب سے یہ request کروں گا کہ خدارا حیدر آباد تشریف لے کے آئیں۔ میں ان کی جتنی بھی انشاء اللہ تعالیٰ، میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ شاید حیدر آباد آئیں گے تو ان کو حیدر آباد کو مشہور بمبئی بیکری کا کیک کھلاؤں گا۔ سر حاجی ربڑی والے کی ربڑی کھلاؤں گا۔ سر آ کے اسی بہانے، کھانے پینے کی وجہ سے حیدر آباد کی عوام سکون میں آجائیں۔ سر نہ ماضی کی گورنمنٹ نے حیدر آباد کو کچھ دیا، نہ مستقبل کی گورنمنٹ حیدرآباد کو کچھ دے رہی ہے۔ ایک امید کی کرن تھی، پورے سال میں یہاں پر چلاتا رہا کہ خدارا حیدر آباد کو ایک یونیورسٹی کا تحفہ دے دیا جائے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہ تمام صوبوں کے ڈسٹرکٹس میں یونیورسٹیاں بنائی گئیں۔ لیکن حیدر آباد سندھ کا دوسرا بڑا شہر ہے جہاں پر سندھ کے تمام MNAs اور MPAs آ کے حیدر آباد کے اندر اپنا گھر تو ضرور لیتے ہیں لیکن حیدر آباد کے عوام کے لئے سوچتے نہیں ہے۔ آ کے اس شہر حیدر آباد کے اندر اپنی پراپرٹیاں تو ضرور خریدی جاتی ہیں لیکن حیدر آباد کے عوام کو سہولت دینے کے لئے کوئی نہیں سوچتا۔ سر یہ میرے جذبات ہیں کہ آج میں جو یہاں لفظ ادا کر رہا ہوں کہ میں میاں صاحب سے اور تمام بھائیوں سےدر خواست کروں گا کہ آ کر حیدر

آباد شہر کا ایک وزٹ کریں۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ صاحب جو وہاں کے CM ہیں، تین سال میں 2009،2010،2011،2012 اور 2013، صوبائی اختیارات ملنے کےبعد اٹھارھویں ترمیم کے بعد مجھے پتہ ہے کہ آپ کچھ نہیں کر سکتے لیکن سر میں اپنا احتجاج یہاں پر ریکارڈ ضرور کراؤں گا۔ ایک ارب کا پیکج حیدر آباد شہر کو دیا گیا لیکن آبادی کےتناسب سے یا یونین کونسل کی بنیاد کےاوپر پیسے تقسیم نہیں کئے گئے۔ آج شہر حیدر آباد کھنڈر کی صور ت حال اختیار کر رہا ہے۔ سر کس کو جا کے کہیں، کس کےسامنے جاکے اپنا رونا سنائیں۔سندھ کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ نہ وہاں یونیورسٹی ہے نہ وہاں پی آئی اے کی پروازیں ہیں۔ ابھی کراچی کےاندر ایک اٹیک ہوا۔اگر حیدر آباد میں ائر پورٹ ہوتا تو یہ پروازیں حیدرآباد اتاری جاسکتی تھیں۔ جو نواب شاہ میں اتاری گئیں۔

آبادی کےتناسب سے بھی ڈویژن کے تمام ہیڈ کوارٹرز حیدر آباد میں موجود ہیں۔ توپھر حیدر آباد کی عوام کےساتھ یہ نا انصافی کیوں؟۔یہاں خورشید شاہ صاحب تشریف رکھتےہیں، میں ان سے بھی ، میں عذرا صاحبہ جو ہماری بڑی بہن ہیں، میں ان سے بھی اور جتنے بھی لوگ یہاں پیپلز پارٹی کے موجود ہیں، میں ان سے بھی درخواست کرتاہوں کہ خدارا حیدر آباد کےاوپر توجہ دیں کہ سندھ کا دوسرابڑ شہر حیدر آباد ہے۔ حیدر آباد ڈویثرن میں نو ڈسٹرکٹ آتےہیں۔آبادی کےتناسب سے، اگر اڑھائی کروڑ آبادی صوبہ سندھ کےکراچی ضلع کی ہے تو اسی طرح کراچی کے پانچ ڈویثرن تھے، جو ابھی مزید بھمبور ضلع بنایا گیا۔

کراچی کےاندر اگر اڑھائی کروڑ کی آبادی پہ روزانہ کی بنیاد پر کرائم ریشو پچاس سے ساٹھ ایف آئی اے درج ہو تےہیں تو اگر اسی طرح حیدر آباد ڈویثرن

کی اگر نوے لاکھ کی آبادی ہے، جو نو ڈسٹرکٹ پر مشتمل ہے تو اس میں اگر کرائم ریشو دیکھیں تو دو سے سو سے زائد روزانہ کی بنیاد پر FIRs lodge ہوتی ہیں، لیکن کراچی کا کرائم ریشو ضرور کہا جاتا ہے لیکن حیدر آباد ڈویژن کا نہیں کہا جاتا، سکھر ڈویژن کو نہیں کہا جاتا۔

میں آپ کے توسط سے کہنا چاہوں گا کہ نا انصافیاں بند ہونی چاہییں۔ دوسری بات کہ جو صحت کے اوپر چونسٹھ ارب روپے رکھے گئے ہیں،اس میں جو صورت حال ہے کہ تما م جو international medicine companies ہیں، جو رجسٹرڈ ہیں، ایسانہیں کہ راولپنڈی کے کسی علاقے کے اندر کسی نے کمپنی رجسٹرڈ کرا دی ہے اور اس کو پانچ ارب کا ٹھیکہ دے دیا ہے اور مثال کے طور پر اس سے ایک لاکھ روپے دوائی purchase کی جارہی ہے تو ستر فیصد کمیشن لیاجارہا ہے سر یہ چیزیں بند ہونی چاہییں۔

ہم کہنے کو تو مسلمان ہیں لیکن ہمارے کسی کے بھی مسلمانوں والے کام نہیں ہیں۔ ہر آدمی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتاہے، پاکستان کے آئین کے مطابق چلنے کی کوشش کرتا ہے لیکن چل نہیں رہے۔ اپنا اپنا ہم سب ' جتنے بھی لوگ موجود ہیں،اپنا اپنا احتساب کریں، اپنے گریبان میں جھانک کر رات کو سوچیں ضرور کہ پاکستان کے لئے کر رہے ہیں، عوام نے ہمیں کیا دیا اور ہم نے عوام کو کیا دیا۔

سر کراچی کے بعد اگر آپ حیدر آباد سے نکلیں گے تو جتنے میرے بھائی یہاں پر آواز کس رہے ہیں،ان سے پوچھیں، جو بات کر رہے ہیں۔ ہالہ کے اندر پینے کا پانی نہیں ہے۔ وہاں کے لوگوں کو یہ پتہ نہیں پتہ کہ آج کوئی asphalt

road بھی ہوتا ہے۔اگر یہ صورت حال رہے گی تو پھر غلامی سے غلامی ہوتی رہے گی۔ میں اپنی بات کو wind up کرتاہوں کیوں کہ آپ سے میں نے درخواست کی تھی۔ کوشش کریں کہ ہمارے سارے جتنے بھی بھائی ہیں، ہم اپنی عوام پر توجہ دیں۔ اپنی سہولتیں ختم کر کے عوام کےعلاقوں میں جائیں۔ میں جاتا ہوں، میں سانگھڑ ضلعے میں بھی جاتا ہوں۔ شاید میری بہن بیٹھی ہوں گی، میں ٹنڈو اللہ یار بھی جاتا ہوں۔ میں حیدر آباد سے MNA ہوں لیکن میں مختلف ضلعوں میں اپنے ساتھیوں سے ملاقاتیں کرنے جاتا ہوں۔ ہمیں پتہ ہے کہ وہاں عوام کے حالات کیا ہیں۔

میں اپنی بات wind up کرتاہوں۔ بہت ساری debate کرنی تھی، law and order پہ بھی بات کرنی تھی اور مختلفؔ۔ سر ہمیں فخر ہے کہ ہم مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرا باپ کوئی جاگیر دار یا وڈیرے کی اولاد نہیں تھا۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ ایک میڈیکل کی سہولت کیا ہوتی ہے۔ جو ہمیں میڈیکل کی سہولت ملتی ہے، ہم سب کےوالدین کےساتھ پریشانی ہوسکتی ہے۔ اللہ نہ کرے کہ کسی کےبھائی بہن کےساتھ، کسی کےماں باپ کےکوئی مہلک بیماری ہو، جیسے لیور ٹرانسپلانٹ کےحوالے سے یا کینسر کےحوالے سے یا کوئی بھی ایسی چیز یں ہوں، تمام ضلعوں میں نہیں تو کم از کم صوبوں کےاندر ایک ایسا سینٹر قائم ہونا چاہیئے تاکہ ان کے والدین کو کم از کم میڈیکل کی سہولت ہونی چاہیے۔

سر میری ایک تجویز ہے۔ میں چاہوں گاکہ اس پر توجہ دی جائے۔ جیسے کہ کراچی کےاندر کینسر کا کر ن ہسپتال ہے، لاہور میں کینسر ہسپتا ل، آغا خان

ہسپتال ہے۔ سر والدین کا ہماری میڈیکل سہولیات میں نہیں آتا۔ میری درخواست ہے اس پہ خصوصی طور پر توجہ دی جائے۔ دوسری ایک اور چیز کہ لیور ٹرانسپلانٹ کے حوالے سے دوسرے ملک جانا پڑتا ہے، کیوں کہ انڈیا اس وقت بہت fast ہے۔ کیوں کہ میں نے ابھی recently اپنے باپ کو کھویا ہے لیور ٹرانسپلانٹ کے سلسلے میں ' ۔ مجھے اندازہ ہے کہ کیا صورت حال ہوتی ہے۔ اگر دوسرے ملک جانا ہو تو پچاس سے ساٹھ ستر لاکھ کا خرچہ ہے' پھر اس کے بعد انڈیا کا visa process،والدین کا ' میں نے یہاں پر بڑی درخواست کی لیکن ویزے کا پروسیس اتنا طویل تھا کہ وہ چیزیں نہیں ہو سکیں۔ اس پر بھی غور کیا جائے کہ اگر خدانخواستہ کوئی بیماری ہے تو لیور ٹرانسپلانٹ کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے کم از کم ویزے کی فوری طور پر سہولت ہونی چاہیے۔

آخر میں'میں یہی کہوں گا اور آپ سے درخواست کروں گا کہ جو ہمارے ریلوے کے منسٹر صاحب ہیں، وہ اگر حیدر آباد تشریف لائیں'properties پر قبضے ہورہےہیں۔ میں یہاں نام نہیں لوں گا۔ چاہیں گے تو نام بھی لےسکتا ہوں اور میں proof بھی دے سکتا ہوں کہ سرکاری اراضیوں پہ کون کون لوگ قبضے کر رہےہیں۔ زبانی طور پر نہیں، میں باقاعدہ پروف بھی دے سکتا ہوں، لیکن یہاں پر مناسب نہیں رہے گی۔اگر منسٹر صاحب آئیں تو جس طرح وہاں پر قبضے کی صور ت حال ہے، توجہ دی جائے تو مہربانی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لکھ کے دے دیں۔

سید وسیم حسین : لکھ کے بھی دے دوں گا۔ سر ایک اور special requestآپ سے کروں گا اور اپنی بات کو ختم کروں گا۔ سر حیدر آباد یونیورسٹی کا ہمارا مطالبہ بہت پرانا ہے۔ میں پیپلز پارٹی کےدوستوں سے بھی کیوں کہ ان کے لیڈرز، ایسے لوگ یہاں پر اسمبلی میں موجود ہیں جو کہ وہاں پہ لوگوں کو سمجھا سکتےہیں، بتا سکتےہیں کہ بہت ضروری چیزیں ہیں۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ فیڈرل کےحوالے سے میں نے اپنی کچھ چیزیں دی بھی ہیں، میں نے بلیغ الرحمٰن صاحب سے بھی درخواست کی تھی۔ اسمبلی میں Resolution move بھی ہوئی ہے کہ اگر سندھ سے یونیورسٹی کا نہیں ہو رہا تو یونیورسٹی حیدر آباد میں بنائی جائے، کیوں کہ پینتیس لاکھ سے زائد لوگ وہاں پر بستے ہیں اور وہ tax payers ہیں۔ اس کو میں وائنڈ اپ کرتاہوں کیوں کہ یہ چیز پھر دوسری طرف نکل جائے گی۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ اگر ماضی کی گورنمنٹ میں بھی کچھ نہیں ملا اور اگر اس موجود گورنمنٹ سے کچھ مل سکے تو بہت مہربانی ہوگی۔ورنہ میں اسمبلی کےباہر بھی اور سندھ اسمبلی کے باہر بھی اور حیدر آباد میں بھی بھیک مانگنے پر مجبور ہوں گا۔ حیدر آباد کی عوام اور آپ لوگوں سے یہ درخواست کروں گا کہ میں بھیک مانگوں گا لیکن اپنے حیدر آباد کی عوام کو یونیورسٹی دلا نے کا بھلے پرائیویٹ یونیورسٹی بنانی پڑے، اپنے فنڈز سے ہم اپنی یونیورسٹی بنائیں گے لیکن آپ کی اس میں ہمیں سپورٹ چاہیے ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بہت شکریہ۔

سید وسیم حسین : سر اس ساتھ میں اس شعر کےساتھ اجازت چاہوں گا کہ---

ہم خوشبو کے سوداگر ہیں سودا سچا کرتے ہیں
جو گاہک پھولوں جیسا ہو بن داموں بک جاتے ہیں
ہم اہل وفا کے لوگوں کا تم حال بھلا کیا جانو گے
ہم دل کی چوٹ اور آنسو بھی ہنس کے پی جاتے ہیں

جیئے پاکستان۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شاہدہ رحمانی صاحبہ

محترمہ شاہدہ رحمانی: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ سر بجٹ کے اوپر بات ہو رہی ہے اور یہ وہ ادارہ ہے سپریم ادارہ ہے جہاں پر قانون بنایا جاتا ہے میں یہ دیکھ کر پریشان ہوں کہ یہی وہ پارلیمنٹ تھی جس میں 18th Amendment کر کے اپنے تمام تر اختیارات جو ہیں وہ صوبوں کو دیئے تھے مگر آج اس بجٹ میں جب میں دیکھتی ہوں ہوں، ایجوکیشن، ہیلتھ جو کہ قانونی طور پر اب صوبوں کو منتقل ہو چکے ہیں labour اس کے لیے آپ نے بجٹ رکھا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ صوبوں سے لے کر وفاق کو، غریب سے لے کر امیر کو دینے کا یہ کون سا بجٹ ہے آج جب اس بجٹ کے اوپر ہم بات کرتے ہیں تو حکومت کی طرف سے آواز آتی ہے کہ جی سب ٹھیک ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ کل تک جو غلط تھا اج وہ صحیح کیسے ہو گیا، کہا جاتا تھا کہ ماضی کے اندر ہم نے خزانہ خالی کر دیا لیکن آپ یہ دیکھیں کہ ہم نے تو خالی خزانے کو بھر دیا کیونکہ آپ کے منسٹر آف فنانس نے خود کہا تھا کہ خزانہ خالی ہے لیکن نہ صرف ہم نے اس میں پانچ سال پورے کیئے بلکہ آپ کو بھی ہم حکومت

دے گئے آپ کو تو شکر گزار ہونا چاہیے پاکستان پیپلز پارٹی کا جس کے صلے میں آج آپ حکومت میں بیٹھے ہیں آج اس ایوان میں بیٹھے ہیں ورنہ آپ تو الیکشن سے ہی بھاگ گئے تھے آپ کے اندر تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ لیڈرشپ کی کوالٹی ہی نہیں تھی لیکن یہ احسان مانیں اور پھر آپ پیپلز پارٹی کے اندر، آپ بغض معاویہ کے اندر صرف پیپلز پارٹی کی حکومت کو ہی تنقید کرتے رہتے ہیں تنقید کرتے رہتے ہیں مگر اپ اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں۔

سب سے پہلے میں بات کروں گی کراچی کے حوالے سے کیونکہ کراچی میرا شہر ہے کراچی منی پاکستان ہے کراچی پاکستان کا معاشی حب ہے کہا جاتا ہے لیکن پاکستان کو سب سے زیادہ اگر کوئی ریوینیو دیتا ہے تو وہ کراچی شہر دیتا ہے مگر اس بجٹ کے اندر جب میں دیکھتی ہوں تو کراچی کے لیے کوئی ایسا پیکج نہیں جس طرح ماضی میں حکومتوں نے کراچی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے بہت بڑے بڑے ترقیاتی فنڈز دیئے جس کی وجہ سے آج کراچی میں پلوں کا جال بچھا ہوا ہے کراچی میں underpassesہیں، لیکن آپ لوگوں نے تو کیونکہ تعصب کی عینک پہنی ہوئی ہے آپ کو کچھ نظر نہیں آتا آپ تو کراچی کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

کراچی ائیر پورٹ پر جو افسوس ناک واقع ہوا بڑے شرم کی بات ہے کہ کل وزیر داخلہ صاحب نے یہاں کھڑے ہو کر کہا کہ ائیر پورٹ سے وہ دو کلو میٹر دور کا حصہ تھا کیا آپ لوگ کبھی کراچی ائیر پورٹ پر نہیں گئے ہیں کیا وہ part of the airportنہیں ہے، کیا وہاں پر رن وے نہیں ہے یا انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے کیا وہاں جہاز کھڑے نہیں ہوتے ہیں لیکن اپنی کوتاہیوں کو آپ لوگ چھپانے کے لیے ہمیشہ سندھ گورنمنٹ کو ہی موردِ الزام ٹھہراتے ہیں

جب لاہور کے اندر سری لنکن ٹیم کے اوپر حملہ ہوا تو رانا ثنا اللہ صاحب کہتے ہیں کہ جی یہ تو وفاق کا ہے یعنی میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو پاکستان پیپلز پارٹی کی دشمنی میں اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ آپ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ جی یہ سندھ گورنمنٹ کی ناکامی ہے سندھ گورنمنٹ اپنا کام جس طرح کر رہی ہے آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے ہاں کوئی واقعہ اگر تھر میں ہوتا ہے تو اس کو highlight کیا جاتا ہے لیکن ہم نے اس کو بھی بڑے اچھے طریقے سے بہترین ٹیم ورک سے اس کو قابو پایا، اسی طرح کراچی ائیر پورٹ پر اتنا بڑا حادثہ ساری رات چیف منسٹر وہاں پر موجود ہیں، لمحہ بہ لمحہ کارروائی کی نگرانی کر رہے ہیں اس کے باوجود کہا جا رہا ہے کہ سندھ حکومت کی ناکامی ہے آپ کبھی اپنی بھی ناکامی تسلیم کریں یہاں کھڑے ہو کر کراچی جل رہا ہے لیکن اپ کو کوئی فکر نہیں ہے کراچی اکانومی ہے، کراچی کے اندر Circular Railway کی بھی اس ٹائم ضرورت تھی کیونکہ کراچی انٹرنیشنل سٹی ہے لیکن کراچی کے Circular Railway کے لیے جو دو سو ارب کا فنڈ تھا آپ نے وہاں بیس کروڑ روپے رکھے ہیں میں کہتی ہوں بڑی شرم کی بات ہے۔

اسی طرح لیاری ایکسپریس ہے جو کہ کراچی کے لیے میں سمجھتی ہوں کہ ایک بہت بڑا پروجیکٹ تھا لیکن وہ بھی کئی سالوں سے التواء کا شکار ہے اور آج اس کو بھی مکمل نہیں کیا جا رہا اس کے اندر جال نہیں لگائے، دیوار نہیں، جنگلے نہیں لگائے بچے کھیل رہے ہوتے ہیں اتنا بڑا پروجیکٹ اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کراچی کو با لکل یتیم لاوارث کر کے چھوڑ دیا ہے کراچی کے اندر دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں تو بھی دہشت گرد آ کہاں سے رہے ہیں، آپ یہ دیکھیں کہ آپ نے دہشت گرد کہاں تیار کر رہے ہیں آپ کی agencies کی رپورٹ کے مطابق کہ ساؤتھ پنجاب اور پنجاب کے علاقوں میں

بڑے بڑے مدارس، بڑے بڑے ایسے لوگ وہاں تیار ہو رہے ہیں جو کہ سندھ میں بھی اور KPKمیں بھی میں سمجھتی ہوں کہ ایکسپورٹ کیئے جا رہے ہیں تو خدارا آپ اپنی پالیسیوں کو دیکھیں جب تک اس ملک میں امن نہیں ہو گا تو آپ کا یہ ملکی معاشی طور پر کیسے ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! حضرت ابراہیمؑ جب مکہ میں دعا کی اپنے شہر کو بسانے کے لیے تو سب سے پہلے یہی کہا کہ اے اللہ اس کو امن اور آشتی کا گھوارہ بنا دے۔ آپ بات کرتے ہیں اکانومی کی اور اکانومی آپ کی کہاں جا رہی ہے۔ آپ کہتے ہیں فارن انوسٹر کو 20پرسنٹ ریلف دے رہیں۔ مقامی لوگ جو اس ملک سے محبت کرتے ہیں جو اس دھرتی سے محبت کرتے ہیں جو یہاں چاہتے ہیں گیس crises ہوں یا بجلی crisesہو وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کاروبار یہاں پر کریں تو آپ ان سے 33پرسنٹ لے رہے ہیں یہ کیسا انصاف ہے۔ آپ کہتے تھے کہ جی ہم انرجی کرائسز پر قابو پا لیں گے۔ آپ دیکھیں کہ انرجی کرائسز مزید بڑھتا چلا گیا۔ آپ نے 40ارب روپے کا میٹروبس منصوبہ شروع کیا۔ کیا آپ اس کو ہائیڈل پاور پر نہیں لگا سکتے تھے۔ آج بجلی آپ خریدتے ہیں 24روپے فی یونٹ۔ اگر ہائیڈرل پروجیکٹ پر سولر پروجیکٹ پر ونڈ انرجی پر یا نیوکلیر پاور سے اگر ہم انرجی حاصل کریں تو کیا وہ ہمیں دو روپے فی یونٹ نہیں پڑے گی۔ ہماری حکومت نے پانچ سے چھ روپے فی یونٹ بجلی چھوڑی تھی آج آپ کے پاس 18روپے اور چند مہینوں کے بعد وہ 24روپے ہو جائے گی کیونکہ آپ نے وہ سبسڈی بھی واپس لے لی۔

ہم چونکہ خواتین ہیں اور خواتین ہم سے پوچھتی ہیں کہ آپ اسمبلی میں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں۔ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ ایک ہفتے کے

اندر بکرے کے گوشت کی قیمت اور گائے کے گوشت کی قیمت 70روپے فی کلو کے حساب سے بڑھی ہے۔ اس ملک کی 80فیصد آبادی غریبوں کی ہے وہ غریب آدمی جو دو وقت کی سوکھی روٹی کھاتا ہے اسے گوشت نصیب نہیں ہوتا ہے۔ اس کو ایک جوڑا چاہیے ہوتا ہے اس کے گھر میں ٹین کی چھت ہوتی ہے۔ لیکن کیا وہ بارہ ہزار کے اندر اپنے بچوں کو پڑھا سکتا ہے۔ کیا وہ بارہ ہزار کے اندر یوٹیلٹی بل pay کر سکتا ہے۔ وہ کہاں سے اپنا پیٹ بھرے گا۔ آپ سوچیں آپ کہہ رہے ہیں کہ کم سے کم آمدنی بارہ ہزار ہونی چاہیے۔ بارہ ہزار میں کوئی شخص اپنا گھر کس طرح چلا سکتا ہے۔ انتہائی افسوسناک بات ہے اس کو کہا جا رہا ہے کہ مبادکباد کے لائق ہیں اور یہ بجٹ بہترین بجٹ ہے۔ غریب کے بچے سکول نہیں جائیں گے آپ یہ دیکھیں کہ غریب ان بچوں کو چائلڈ لیبر کی طرف نہیں لے کر جائے گا۔ جب چائلڈ لیبر جائیں گے اور وہ بچے جو محنت سے جی چرائیں گے کیا وہ دہشت گردی کی طرف نہیں جائیں گے۔

اس وقت ہمارے ملک کے اندر تقریباً آپ کی جب سے حکومت آئی ہے دو سو سے زائد دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں۔ ڈیلی ہو رہا ہے آج بھی مالاکنڈ چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔ کل کراچی میں ہوا پرسوں کراچی میں ہوا ہے ڈیلی ہو رہا ہے۔ پھر بھی آپ کے وزیر داخلہ صاحب کہتے ہیں سب کچھ ٹھیک ہے۔ یہ صرف hype create کی جا رہی ہے۔ میڈیا hype create کر رہا ہے۔ آپ سچ کو چھپا رہے ہیں۔ آپ کب تک سچ کو چھپائیں گے۔ ریڈیو ایک ایسا ادارہ ہے جس کو دور دراز کے غریب عوام سنتے ہیں۔ پاکستان کے وہ غریب لوگ جہاں پر وہ تمام تر سہولیات نہیں ہیں وہ ان کا ایک واحد سہارا ریڈیو ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس حکومت نے ریڈیو پر جو علاقائی پروگرامز آتے تھے ان کو بھی ختم کر دیا ہے۔ ریڈیو پاکستان کو بھی تباہی کی طرف لے جایا جا رہا

ہے۔ تمام اداروں کی نجکاری کر کے تباہی کی طرف لے کر جایا جا رہا ہے۔ آپ ایجوکیشن پر دیکھیں جس پر آپ نے اربوں روپے رکھے ہیں۔ کیا وہ تباہ نہیں ہو رہے۔ سرکاری اداروں کو جس طریقے سے آپ لوگوں نے ایجوکیشن کو تباہ کیا ہے۔ ایجوکیشن کے لیے کیا کیا ہے۔

آپ تھری جی اور فور جی کی بات کرتے ہیں۔ تھری جی اور فور جی سے غریب عوام کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ٹھیک ہے آپ نے موبائل ٹیکنالوجی دی تھری جی، فور جی دیا، پانچ روپے کےپیکج میں ایک بچہ ساری رات بات کرتا ہے اور دوسرے دن وہ کلاس میں کیا تعلیم حاصل کرے گا وہ کس طرح پڑھے گا کیونکہ اس بچے کی ایجوکیشن کے اوپر، کم سے ایک غریب کی ایجوکیشن کے اوپر پانچ ہزار روپے خرچ آتا ہے اور وہ پانچ روپے میں ڈیلی پیکج کے ذریعے ساری رات بات کرتا ہے اور ہم من حیث القوم کہاں پر جا رہے ہیں، کیا ہم تباہی کی طرف نہیں جا رہے۔

میں تو سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ کے اندر غریبوں کے لیے کچھ بھی نہیں ہے اور خاص طور پر مڈل اور لوئر مڈل کلاس کے جو لوگ ہیں ان کے لیے کوئی مراعات نہیں ہیں اور صرف امیروں کا بجٹ ہے جس کے اندر امیروں کے لیےمراعات ہیں اور گاڑیوں پر ٹیکس فری کر دیا گیا اور غریبوں کے لیے کیا رکھا، مڈل کلاس لوگوں کے لیے کیا رکھا۔ وہ اپنی بچوں کو سفید پوشی کی چادر میں لے کر کیسے چلیں گے۔ ہر شخص ہم سے پوچھتا ہے کہ آپ اسمبلی میں کیا کر رہے ہیں۔

اسی طریقے سے آپ کہتے ہیں کہ گندم اور آپ بہت بات کرتے تھے کہ ہم سستی روٹی فراہم کر رہے ہیں اور آج ایک روٹی کی قیمت دس روپے ہے۔ آپ نے گندم اور زراعت کے شعبے کو تباہ کر دیا ہے۔ اگر آپ اس وقت چاہتے ہیں کہ آپ زراعت کو promote کریں تو اس کے اندر آپ کو سبسڈی دینی ہو گی، seeds پر بھی دینی ہو گی، fertilizer پر بھی دینی ہو گی، ٹیوب ویلز پر بھی دینی ہو گی،زراعت کو ترقی دینے کے لیے آپ کو ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے کیونکہ پاکستان بنیادی طور پر ایگریکلچر ملک ہے اور یہی وجہ تھی کہ پچھلی گورنمنٹ میں ہمیں کبھی اجناس کی کمی نہیں ہوئی۔ تو آپ کو تعریف کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جو کچھ دیا ہے، آج پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اور اس ملک میں جمہوریت چل رہی ہے تو اس کا سہرا آصف علی زرداری صاحب کو جاتا ہے، پاکستان پیپلز پارٹی کو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کے پوائنٹس ختم ہو گئے ہیں تو وائنڈ اپ کریں۔ مری صاحبہ ان سے بات ہو رہی ہے، آپ interrupt کر رہی ہیں۔ میں ان سے پوچھ رہا ہوں آپ کو کیا ہوا ہے۔

محترمہ شاہدہ رحمانی : میں ابھی بات کر رہی ہوں۔ میں continue کر رہی ہوں۔ ملکی قرضوں میں سال کے اندر تقریباً دو کھرب کا اضافہ ہوا ہے۔ ہماری حکومت کے دوران جو بہتر ہزار روپے میں ایک پاکستانی بچے پر قرض تھا آج وہ تقریباً 83 ہزار روپے پر پہنچ چکا ہے۔ اسی طریقے سے بجلی کے حوالےسے ابھی میں نے بات کی اور نندی پور پاور پراجیکٹ کے حوالے سے بات ہو رہی تھی کہ ہم نے تو روشن پاکستان کر دیا ہے۔ ارے آپ کہاں سے روشنی دیکھ

رہے ہیں۔ کیا آپ اسمبلی کی روشنیوں کو کہتے ہیں کہ پاکستان روشن ہو گیا۔ اربوں روپے کا پراجیکٹ بڑھایا گیا اور ایک سال کے اندر تقریباً 98 میگاواٹ بجلی پیدا کی جا رہی ہے اور اس پر آپ proud ہورہے ہو، آپ نے کیا کیا ہے۔ آپ نے بجلی کو تو ترجیح ہی نہیں دی اور وہ تو آپ کے الیکشن کے وعدے تھے۔میں کہتی ہوں کہ جس طریقے سے جھوٹ بول کر الیکشن وعدے کیے اور آج آپ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو آرٹیکل 6 آپ لوگوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ کیونکہ جھوٹ کتنے دن چلتا ہے۔ کل تو بڑے بڑے وعدے ہوتے تھے اور وہاں مینار پاکستان پر بیٹھ کر کہا جاتا تھا کہ یہ سب جعلی ہے، یہ سب جھوٹ ہے اور آپ آج لے کر آئیں کہ آپ نے کیا کیا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب، ایجوکیشن میں آپ کی کوئی دلچسپی نہیں ہے اور ایجوکیشن کو آپ نے تباہ کر دیا ہے، جو کہ صوبوں کا ڈیپارٹمنٹ ہے وہ آپ یہاں پر لے کر کس لیے بیٹھے ہیں۔ آپ اٹھارھویں ترمیم کی continuesly violation کر رہے ہیں۔

اسی طریقے سے ہیلتھ کے بارے میں بھی اور لیبر کے اوپر بھی آپ کا right نہیں بنتا ہے۔ سب سے زیادہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کی وجہ سے میں کراچی پر بھی بات کروں گی کہ جو لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے اور ملک کو جو مسلسل نقصان ہو رہا ہےاور اس کے اوپر حکومت کو ضرور توجہ دینی چاہیے۔ جب تک ہم دہشت گردی پر قابو نہیں پائیں گے، جب تک ہم دہشت گردوں کے لیے کوئی line of action نہیں بنائیں گے اور اس وقت ہمیں تقریباً سات سو بلین کا نقصان ہوا ہےا ور یہ ہمارے دفاعی بجٹ کے برابر ہے۔

آپ نے کیا رکھا ہے دہشت گردی کی جنگ سے نمٹنے کے لیے اور آپ کہتے ہیں کہ یہاں پر فارن انوسٹر آئیں گے اور کیسے آئیں گے۔ آپ دیکھیں کہ جو کراچی واقعہ ہوا ہے اس کے بعد دنیا کی انٹرنیشنل ائیر لائنز نے ہم سے پروازیں بھی روک لیں۔ کل ہم نے سپورٹس کو ختم کیا تھا اور ہمارے ملک میں سپورٹس کی activities نہیں ہوتیں۔ ہم نے سیاحت کو تباہ کر دیا، ہم نے ایگریکلچر کو تباہ کر دیا اور جو انٹرنیشنل ائیر لائنز یہاں پر آیا کرتی تھیں، کل مالدیپ کے صدر صاحب آرہے تھے اور آج انہوں نے بھی آنے سے انکار کر دیا۔ ہم کہاں پر جا رہے ہیں اور اس وقت ہمیں من حیث القوم سوچنا چاہیے کہ ہم سب اس ملک کے لیے مجموعی طور پر کچھ کریں۔ لیکن آپ کو تنقید، بغض معاویہ، پاکستان پیپلز پارٹی کی دشمنی کہ ہم نے ان کی دشمنی میں وہ سب کچھ کرنا ہے چاہے اس سے ملک کو نقصان ہو، کم سے کم آپ ہماری ماضی کی پالیسیوں کو تو سامنے رکھتے اور آپ دیکھتے کہ ہم نے کیا کیا تھا۔ آصف علی زرداری صاحب جس طریقے سے مفاہمت کی پالیسی کو لے کر چلے تھے اور بڑی خوشی ہوئی تھی کہ صدر مملکت ممنون حسین نے کہا کہ ہم reconciliation کی پالیسی پر چلیں گے۔لیکن آپ سے برداشت نہیں ہوتا اور ہمیں پتا ہےکہ آپ majority میں ہیں اور آپ بجٹ کو پاس کرا لیں گے۔ لیکن آپ سے حقیقت بھی برداشت نہیں ہو رہی، تنقید ذرا سی آپ سے برداشت نہیں ہوتی اور آپ فوری طور پر وہاں سے کھڑے ہو کو direct حملے شرع کر دیتے ہیں۔ پھر آنریبل چیئر آپ بھی ادھر والوں کو تو آنکھ دکھاتے ہیں اور ادھر بڑی نرمی کرتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے ساتھ بہت زیادتی کی بات ہے۔ اس کے ساتھ میں یہی کہوں گی کہ

سلگ رہا ہے میرا شہر جل رہی ہے ہوا
یہ کیسی آگ ہے اس میں پگھل رہی ہے ہوا

یہ کون باغ میں خنجر بدست پھرتا ہے
یہ کس کے خوف سے چہرہ بدل رہی ہے ہوا

شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بہت شکریہ۔

The House is adjourned to meet again on Thursday, the 12th June, 2014 at 10:00 a.m.

(The House was adjourned to meet again on Thursday, the 12th June, 2014, at 10.00 a.m.)